بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان
ماہنامہ

میمن سماج

اردو۔ گجراتی
فروری 2022ء رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

21 فروری
مادری زبانوں کا عالمی دن
21 February International Mother Language Day

میمنی بولی مٹھی بولی۔ میمنوں کی شناخت

خدمت انسانیت کے مشن اور وژن میں عوام الناس،
میمن اور بانٹوا میمن برادری کی معتبر اور قابل احترام شخصیت

پاکستان اور عالمی سطح پر خدمت انسانی میں طرۂ امتیاز

محترمہ بلقیس عبدالستار ایدھی ہلال پاکستان

خلوص اور ایثار کا جذبہ
رکھنے والی
بے لوث خاتون

حیات

خدمات

بانٹوا میمن برادری کے لئے عزت اور عظمت کا نشان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجام زندگی

آؤ قبرستان چلیں اور۔۔۔۔ زندگی کا انجام دیکھیں۔۔۔۔ دیکھو قبریں شکستہ پڑی ہیں۔ کتبوں کے نشان تک مٹ چکے ہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں۔

ہماری رنگین دنیا کے درمیان یہ شہر خموشاں ہے۔ سن لے اور گرہ میں باندھ لے کہ جو چھوٹے تھے وہ بھی گئے جو حسین تھے وہ بھی گئے۔ عاصی اور خاصی گئے۔

یاد رکھ کہ جب وقت اجل آجاتا ہے تو ایک ساعت بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا خواہ کوئی دولت میں قارون، تکبر میں فرعون، ظلم میں ضحاک، تمرد میں نمرود، صبر میں ایوب، رسالت میں موسیٰ اور عشق میں مجنوں ہی کیوں نہ ہو۔

تعجب ہے تجھے پھر بھی نماز کی فرصت نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ

کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل
اللہ کے ذکر میں عاجزی کریں، جھک جائیں۔

پارہ ۲۷ - سورۃ الحدید - آیت ۱۶

بانٹوا میمن جماعت اور بانٹوا سے تعلق رکھنے والے سماجی اور فلاحی ادارے
بانٹوا میمن برادری اور عوام الناس کی گراں قدر مخلصانہ خدمات کے لئے ہمہ وقت کوشاں

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

کراچی

મેમણ સમાજ
માસિક
ઉર્દૂ-ગુજરાતી

Monthly
Memon Samaj
Urdu-Gujrati

اردو۔ گجراتی

مدیر اعزازی: عبدالجبار علی محمد بدو

پبلشر: محمد اقبال بلو صدیق آکھاوالا

فروری 2022ء

رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

شمارہ: 02

جلد: 67

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

021-32768214
021-32728397
Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیرِ نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

مسئلے کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کون ذمہ دار ہے اس کا؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ شادی کا پہلا مرحلہ رخصتی ہی ہوتا ہے لیکن بعض قباحتیں اس خوشگوار لمحے کی تکمیل سے پہلے اپنا زہر پھیلا دیتی ہیں جس کا خمیازہ اکثر پورے خاندان کو بھگتنا پڑتا ہے۔

فضول خرچی خواہ کسی طرح کی ہو، اس کا انجام آخر کار بربادی ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ ایسے کام پر خرچ کیا جائے جہاں بالکل ضرورت نہ ہو دوسرا جتنا ضرورت ہو اس سے زیادہ خرچ کر دینا۔ یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے۔ قرآن پاک نے سختی سے ان دونوں کی مذمت کی ہے اور فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ ہمارا پاک ملک مسائل کی زیادتی اور وسائل کی کمی کے باعث مقروض ہے اور اسی لئے ایک غریب ملک ہے۔

آج کے دور میں غلط رسم و رواج ہماری برادری میں اس طرح رچ بس گئے ہیں کہ ان سے چھٹکارا مشکل ہی نظر آتا ہے۔ یہ غلط رسم و رواج ہماری برادری میں ہی نہیں۔ بلکہ پوری پاکستانی قوم اس کا شکار ہے۔ ہر قوم میں کچھ رسمیں ہوتی ہیں۔ ہماری برادری میں بھی کچھ رسمیں ہیں۔ ہر رسم کسی پاکیزہ مقصد کے لیے شروع کی جاتی ہے اور اس کا مقصد لوگوں میں میل جول، باہمی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ ابتداء میں ہر رسم سادہ اور فائدے مند ہوتی ہے۔

لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں خرابیاں پیدا ہونے لگتی ہیں اور خوبیاں کم ہوتی جاتی ہیں اور بعد میں یہی رسمیں مصیبت بن جاتی ہیں اور ہم ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتیں۔ شادی بیاہ کی رسم نہایت سادہ رسم ہے جو اتنی سی بات سے ہی پوری ہو جاتی ہے کہ ایک بالغ لڑکا اور ایک بالغ لڑکی چند گواہوں اور اپنے عزیز و اقارب کے روبرو میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی بسر کرنے پر رضامندی کا اظہار کریں۔

اس سادہ سی رسم میں اتنی مشکلات پیدا کر دی گئی ہیں کہ یہ رسم کئی مراحل سے گزر جانے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ مثلاً پہلے بات چیت چلتی ہے اس کے بعد بات پکی ہو جانے کی صورت میں منہ میٹھا ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ عورتوں اور مردوں میں الگ الگ ہوتا ہے۔ اس کے بعد منگنی کی رسم بڑی دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ منگنی کے بعد ایک نیا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ذرا سوچئے! جو خاندان اپنے واحد کمانے والے سے محروم ہو جاتا ہے، وہ ان رسموں کی وجہ سے بھاری قرضوں کے بوجھ تلے دب کر اور جیتے جی مر جاتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟

بانٹوا میمن برادری کی فلاح و بہبود کے لئے جو لوگ ہمدردی اور لگاؤ کے ساتھ اپنے وقت، اپنے مال اور آرام کو قربان کرتے ہوئے برسرِ عمل ہوتے ہیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہیں، ہم غلط رسم و رواجوں چھوڑ کر دین و دنیا میں کامیاب و کامران اور سرخرو ہو سکتے ہیں۔

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

عبدالجبار علی محمد بدو

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

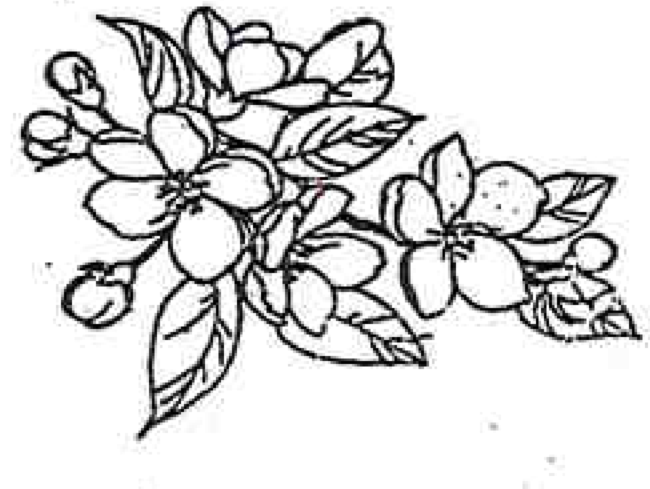

☆ مصائب و آرام اور راحت میں اللہ کو یاد رکھو۔

(حضور اکرم ﷺ)

☆ مومن کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

(حضرت ابو بکر صدیقؓ)

☆ دعا کی قبولیت کا انحصار خلوص پر ہوتا ہے نہ کہ الفاظ پر۔

(حضرت عمر فاروقؓ)

☆ سب سے بڑا خطا کار وہ ہے جو لوگوں کی برائیاں بیان کرتا پھرے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ صبح کی نیند انسان کے ارادوں کو کمزور کرتی ہے منزلوں کو حاصل کرنے والے کبھی دیر تک سویا نہیں کرتے۔ (حضرت علیؓ)

☆ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہے جو خوش اخلاق اور دوسروں کا بوجھ اٹھانے والا ہے۔ (حضرت بایزید بسطامیؒ)

☆ محبت ان سے رکھو جو نیکی کر کے فراموش کر دیتے ہیں اور کوئی قصور دیکھیں تو معاف کر دیتے ہیں۔ (حضرت جنید بغدادیؒ)

☆ علم ایسا پھول ہے جو جتنا کھلتا ہے اتنا ہی خوشبو دیتا ہے۔

(حضرت امام شافعیؒ)

☆ دل کا سکون چاہتے ہو تو حسد سے دور رہو۔

(حضرت بابا فرید گنج شکرؒ)

☆ حقیقی درد وہ ہے جو دوسروں کو درد میں دیکھ کر ملے ورنہ اپنا درد تو جانور بھی محسوس کرتا ہے۔ (بوعلی سینا)

☆ کڑوی زبان والے کا شہد بھی نہیں بکتا، میٹھی زبان والے کا زہر بھی بک جاتا ہے۔ (حکیم لقمان)

☆ ہر کسی کو ہر بات کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ بہت سی جگہ پر واقعی دل بڑا کرنا پڑتا ہے، درگزر کرنا پڑتا ہے ہر کوئی نہیں سمجھتا آپ کو اور ہر کسی کو آپ سمجھا نہیں سکتے۔ (خلیل جبران)

☆ چاند کے بغیر رات بے کار اور علم کے بغیر ذہن۔

(سرسید احمد خان)

☆ وقت ایک ایسی زمین ہے جس میں محنت کے بغیر کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اگر محنت کی جائے تو زمین پھل دیتی ہے اور بے کار چھوڑی جائے تو اس میں صرف خاردار جھاڑیاں اگ آتی ہیں۔ (اسکاٹ)

☆ جب کوئی جانور کسی انسان کو ہلاک کر دیتا ہے تو درندہ کہلاتا ہے لیکن جب کوئی انسان کسی جانور کو ہلاک کر دیتا ہے تو وہ شکاری کہلاتا ہے۔

(برنارڈ شا)

☆ مصروفیت اور اداسی کبھی ایک ساتھ نہیں رہتی۔

(کرسچن لودی)

☆ عافیت اور امن درکار ہیں تو آنکھ اور کان سے زیادہ کام لو اور زبان بند رکھو۔ (ہربرٹ اسپنسر)

☆ انسان کی سب سے بڑی دولت اس کا صحت مند جسم ہے۔

(ایمرسن)

باٹوامیمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی برائے مدت 2024 - 2021ء

باٹوامیمن جماعت (رجسٹرڈ) کی مینجنگ کمیٹی کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ 16 جنوری 2022ء کو ساڑھے تین بجے بمقام باٹوا اسپتال میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل معزز عہدیداران اتفاق رائے سے منتخب کیے گئے

Mr. Muhammad Hanif
Haji Kassim H.A Sattar
(Machiyara) Khanani
President

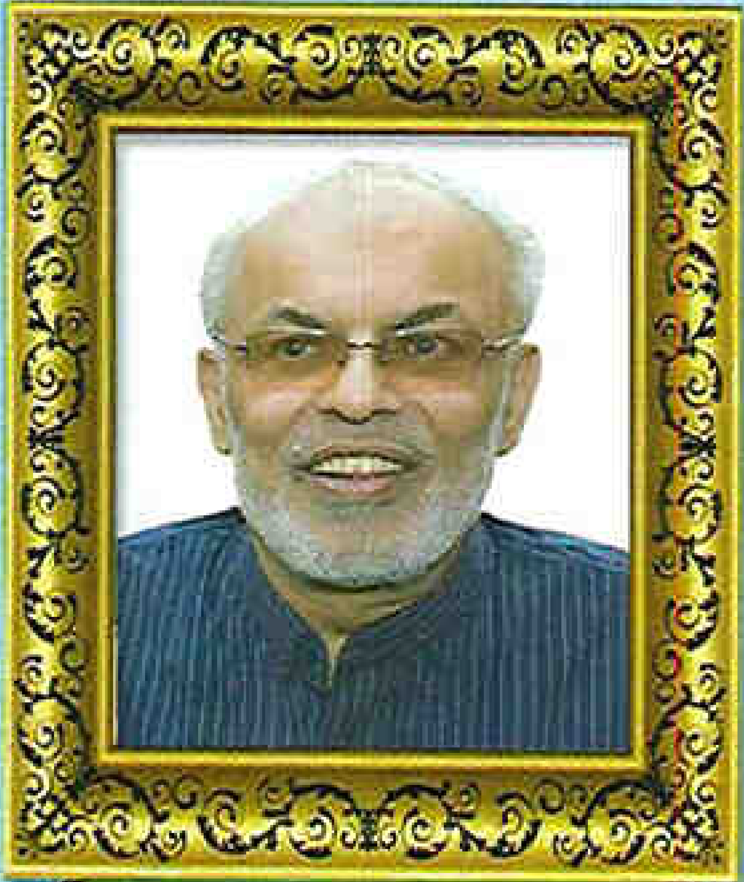

Mr. Muhammad Najeeb
A.Aziz Balagamwala
(S.V.P-1)

Mr.Muhammad Younus
H.Abdul Sattar Bagasra
(S.V.P-2)

Mr. H.M Aijaz H.Rehmatullah
Bharamchari (J.V.P:1)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی برائے مدت 2024 - 2021ء

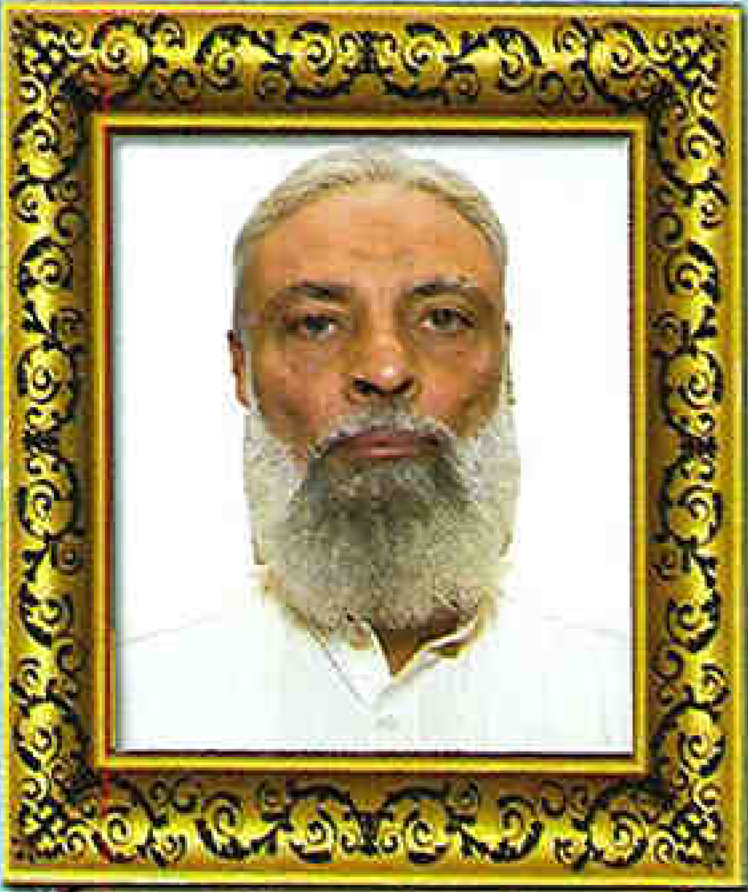

Mr.Sikandar Agar M.Siddiq Agar (J.V.P.2)

Mr. Anwar H.Kassam Kapadia (Hon. Joint Secretary)

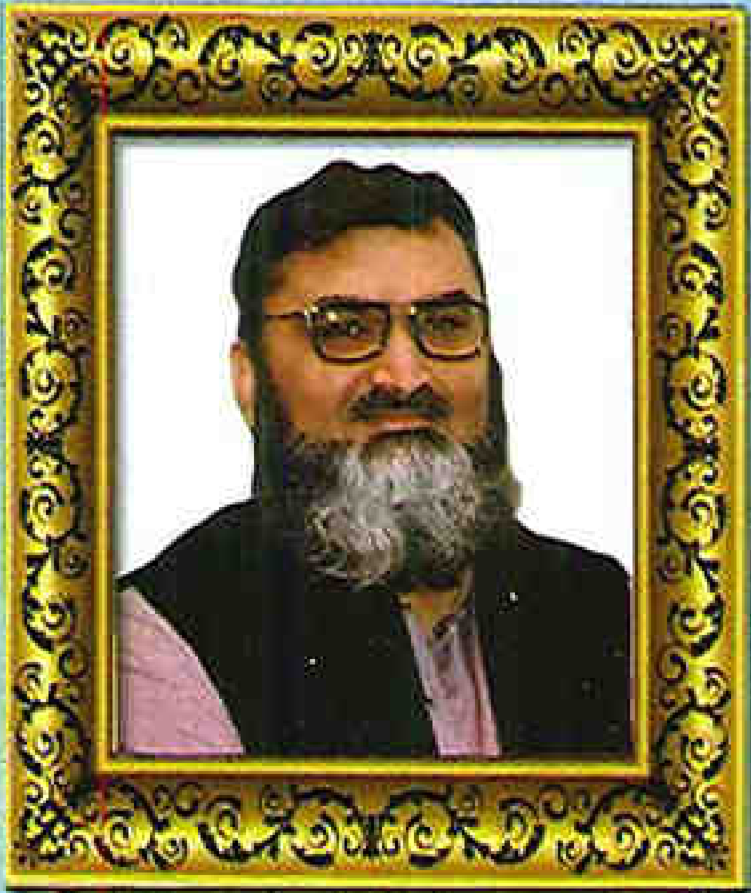

Mr. Faisal Muhammad Yaqoob Ismail Diwan (Hon. Joint Secretary-1)

Mr. Muhammad Shahzad M.Haroon Usman Kothari (Hon. Joint Secretary-2)

اراکین مجلس عاملہ

Mr.A.Rauf Ismail
H.Yousuf Mahenti

Mr. A.Jabbar Ali Muhammad
Adam Biddu

Mr.Ali Muhammad
(Haji Baba)
H.A.Sattar Khanani

Mr.M.Yousuf
A.Razzaq Moon

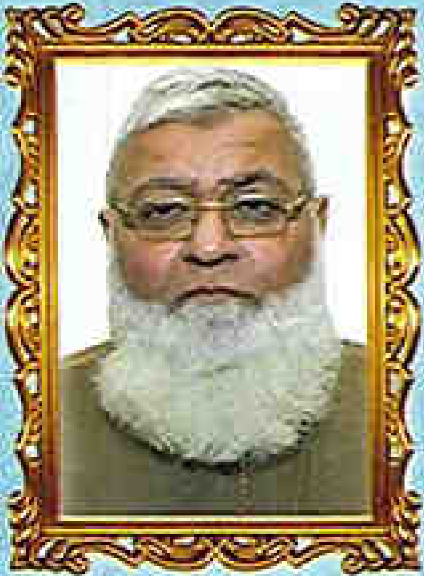

Mr.M.Iqbal Blue
M.Siddiq Osman
Akhawala

Mr.M.Imran M.Iqbal
A.Sattar dandia

Mr.M.Shoaib
Abu Talib Dojki

Mr.M.Farhan
A.Rahim Maimini

Mr.Owais Haroon
A.Rehman Bhatda

Mr.A.Jabbar
H.Suleman Khanani

Mr.M.Naeem
A.Sattar Tola

Mr.M.Toufiq
Kassam Rabdia

اراکین مجلس عاملہ

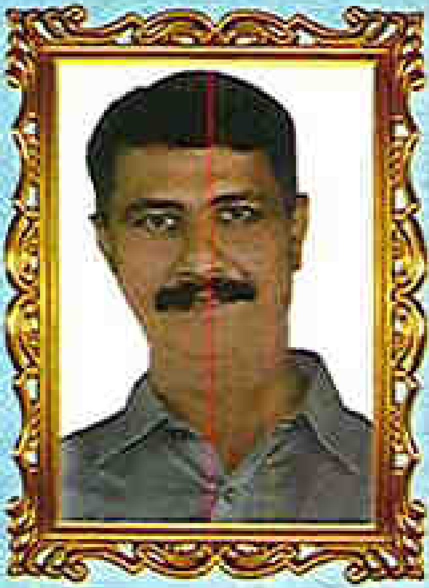

Mr.Imtiaz A.Ghaffar Biddu

Mr.Nadeem A.Sattar Surti

Mr.Rizwan A.Majeed Adhi

Mr.Aftab Aba Umer Habib Khanani

Mr.M.Jahangir Habib Karim Chini

Mr. Tauseef M.Rafiq Ghancha

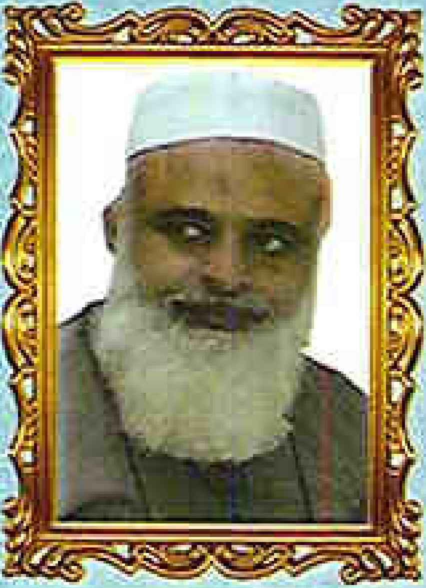

Mr.M.Tahir M.Ismail Maimini

Mr.Farid A.Hameed Bilwani

M.Aslam Dawood akhai

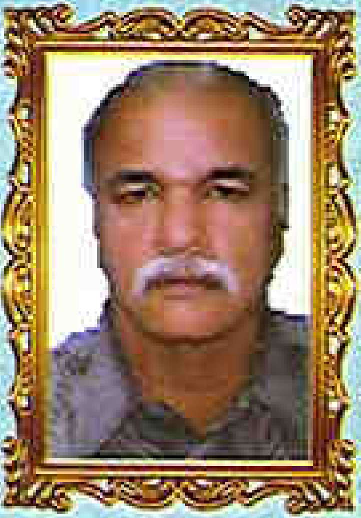

Saleem Habib Moosani

Humair M.ashraf kasbati

Atiq M.Arif Mahenti

M.Amin Aba Umar Galla

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

قائم شدہ : 2 جون 1950ء جمعۃ المبارک

تحقیق و تحریر : کھتری عصمت علی پٹیل، سینئر ریسرچ اسکالر اور مورخ

بانٹوا میمن جماعت کے 2 جون 1950ء سے لے کر اب تک کے مخلصانہ خدمات انجام دینے والے
معزز و محترم صدور صاحبان اور محترم و مکرم اعزازی جنرل سیکریٹری صاحبان کے اسمائے گرامی مدت بلحاظ سن وائز

جناب محترم صدور صاحبان	سال (مدت)	جناب محترم اعزازی جنرل سیکریٹری صاحبان
1-حاجی عمر حاجی حبیب	1950-51ء	حاجی یوسف حاجی ابراہیم ڈونگر گڈھ والا
2-حاجی رحمت اللہ قاسم ناکراوالا	1951-52ء	حاجی حبیب حاجی شریف جانگڑا
3-حاجی عبدالرحمٰن دادا	1952-53ء	حاجی محمد عمر حاجی حبیب بندھانی
4-حاجی عمر ایچ حبیب بندھانی	1953-54ء	حاجی عثمان اے غنی/حاجی آدم بلو
5-سیٹھ حسین قاسم دادا	1954-55ء	حاجی آدم عبدالغنی بلو
6-حاجی آدم پیر محمد جانگڑا	1955-56ء	حاجی سلیمان کریم کوڈواوی
7-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1956-57ء	حاجی سلیمان کریم کوڈواوی
8-جان محمد داؤد کوڈواوالا ایڈووکیٹ	1957-58ء	حاجی عبدالکریم بکھر
9-سیٹھ حسین قاسم دادا	1958-59ء	حاجی عبدالکریم بکھر
10-جان محمد داؤد کوڈواوالا ایڈووکیٹ	1959-60ء	حاجی عبدالکریم محمد جانگڑا
11-حاجی عبدالرحمٰن قاسم دادا	1960-61ء	حاجی رحمت اللہ حاجی عبدالکریم بالاگام والا
12-حاجی ابراہیم عبداللطیف دوجکی	1961-62ء	حاجی عبدالکریم محمد جانگڑا
13-حاجی ابراہیم عبداللطیف دوجکی	1962-63ء	حاجی عبدالکریم محمد جانگڑا
14-سیٹھ قاسم حسین دادا	1963-64ء	حاجی موسیٰ حاجی ولی محمد لوائی
15-حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1964-65ء	حاجی عمر عبدالشکور پوٹھیا والا
16-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1965-66ء	حاجی رحمت اللہ حاجی عبدالکریم بالاگام والا
17-سیٹھ صدیق حاجی آدم جانگڑا	1966-67ء	حاجی موسیٰ حاجی ولی محمد لوائی
18-حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1967-68ء	حاجی رحمت اللہ عبدالغنی ہاشم جانگڑا
19-سیٹھ قاسم حسین دادا	1968-69ء	حاجی رحمت اللہ حاجی عبدالکریم بالاگام والا

20-حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1969-70ء	حاجی یوسف علی محمد مختی
21-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1970-71ء	ڈاکٹر حاجی سلیمان عبدالغنی بلو
22-سیٹھ قاسم حسین دادا	1971-72ء	ڈاکٹر حاجی سلیمان عبدالغنی بلو
23-حاجی صدیق حاجی آدم جانگڑا	1972-73ء	حاجی یوسف علی محمد مختی
24-حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1973-74ء	حاجی نور محمد ایدھی (درویش)
25-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1974-75ء	// // //
26-سیٹھ قاسم حسین دادا	1975-76ء	// // //
27-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1976-77ء	جناب پیر محمد اباعمر کالیا
28-حاجی عبدالغنی حبیب کلکتہ والا	1977-78ء	// // //
29-سیٹھ حاجی صدیق ایچ آدم جانگڑا	1978-79ء	// // //
30-حاجی عبدالشکور طیب بلوانی	1979-80ء	// // //
31-حاجی عبدالشکور طیب بلوانی	1980-81ء	// // //
32-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1981-82ء	// // //
33-حاجی قاسم ایچ اے ستار کھانانی (مچھیارا)	1982-83ء	حاجی اسماعیل عیسیٰ پولانی
34-سیٹھ احمد داؤد گاندھی	1983-84ء	// // //
35-جناب پیر محمد اباعمر کالیا	1984-85ء	// // //
36-حاجی شریف طیب بلوانی	1985-86ء	// // //
37-حاجی قاسم ایچ اے ستار کھانانی (مچھیارا)	1986-87ء	حاجی اسماعیل عیسیٰ پولانی/جناب حسین دھامیا
38-حاجی اے عزیز رحمت اللہ اے کریم کایا	1987-88ء	حاجی عبدالعزیز طیب جانگڑا
39-جناب پیر محمد اباعمر کالیا	1988-89ء	// // //
40-حاجی شریف طیب بلوانی	1989-90ء	حاجی عبدالغنی آدم کھانانی
41-حاجی قاسم عبدالستار کھانانی (مچھیارا)	1990-91ء	// // //
42-سیٹھ قاسم حسین دادا	1991-92ء	حاجی عبداللطیف سلیمان موّن
43-حاجی شریف طیب بلوانی	1992-93ء	حاجی امان اللہ رحمت اللہ شیخا/حاجی عبدالستار الاناڈوانی
44-حاجی قاسم عبدالستار کھانانی (مچھیارا)	1993-94ء	حاجی عبدالعزیز طیب جانگڑا
45-سیٹھ قاسم حسین دادا	1994-95ء	حاجی عبدالعزیز طیب جانگڑا/حاجی اباعمر عبدالکریم جمال

46-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	1995-96ء	حاجی عبدالرحیم اسماعیل مائے میتی
47-حاجی عبدالعزیز عیسیٰ بھرم چاری	1996-97ء	کنوینر ایڈہاک کمیٹی حاجی عیسیٰ حاجی سلیمان ڈنڈیا (مرحوم)
48-حاجی عبدالمجید عبداللہ وڈالا والا	1997-98ء	" " "
49-الحاج محمد صدیق عبدالرحمٰن پولانی	1998-99ء	حاجی عبدالرحیم اسماعیل مائے میتی
50-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	1999-2000ء	حاجی یعقوب حبیب گنگ
51-حاجی شریف طیب بلوانی	2000-2001ء	جناب عبدالغنی رحمت اللہ کھانانی
52-حاجی عبدالغفار عثمان نوٹانکیا	2001-2002ء	حاجی عبدالعزیز طیب جانگڑا
53-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	2002-2003ء	حاجی عبدالغفار عبدالشکور نی نی
54-الحاج محمد صدیق عبدالرحمٰن پولانی	2003-2004ء	حاجی عبدالستار الانہ اڈوانی
55-حاجی قاسم عبدالستار کھانانی (مچھیارا)	2004-2005ء	" " "
56-جناب احمد جعفر کوڑیا	2005-2006ء	" " "
57-جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا	2006-2007ء	حاجی عبدالرحیم اسماعیل مائے میتی
58-جناب احمد جعفر عبدالستار کوڑیا	2007-2008ء	جناب محمد یونس عبدالستار بکسرا
59-الحاج محمد صدیق عبدالرحمٰن پولانی	2008-2009ء	حاجی عبدالغنی حاجی سلیمان بھنگڑا
60-جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا	2009-2010ء	" " "
61- " " "	2010-2011ء	" " "
62-جناب عبدالوہاب الحاج محمد صدیق پولانی	2011-2012ء	" " "
63-جناب عثمان (ایم رفیق) بلوانی	2012-2013ء	" " "
64-جناب عبدالوہاب الحاج محمد صدیق پولانی	2013-2014ء	" " "
65-جناب احمد جعفر عبدالستار اے شکور کوڑیا	2014-2015ء	" " "
66-جناب احمد جعفر عبدالستار اے شکور کوڑیا	2015-2016ء	" " "
67-جناب عثمان (محمد رفیق) حبیب طیب بلوانی	2016-2017ء	" " "
68-جناب آصف امان اللہ ایچ عیسیٰ کھانانی	2017-2018ء	جناب عبدالرؤف اسمٰعیل ایچ یوسف مختی
69-جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھانانی (مچھیارا)	2018-2019ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
70-جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا	2019-2020ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
71-جناب نجیب عزیز بالاگام والا	2020-2021ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
72-جناب محمد حنیف حاجی قاسم کھانانی (مچھیارا)	2021-2022ء	جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

برادری سے

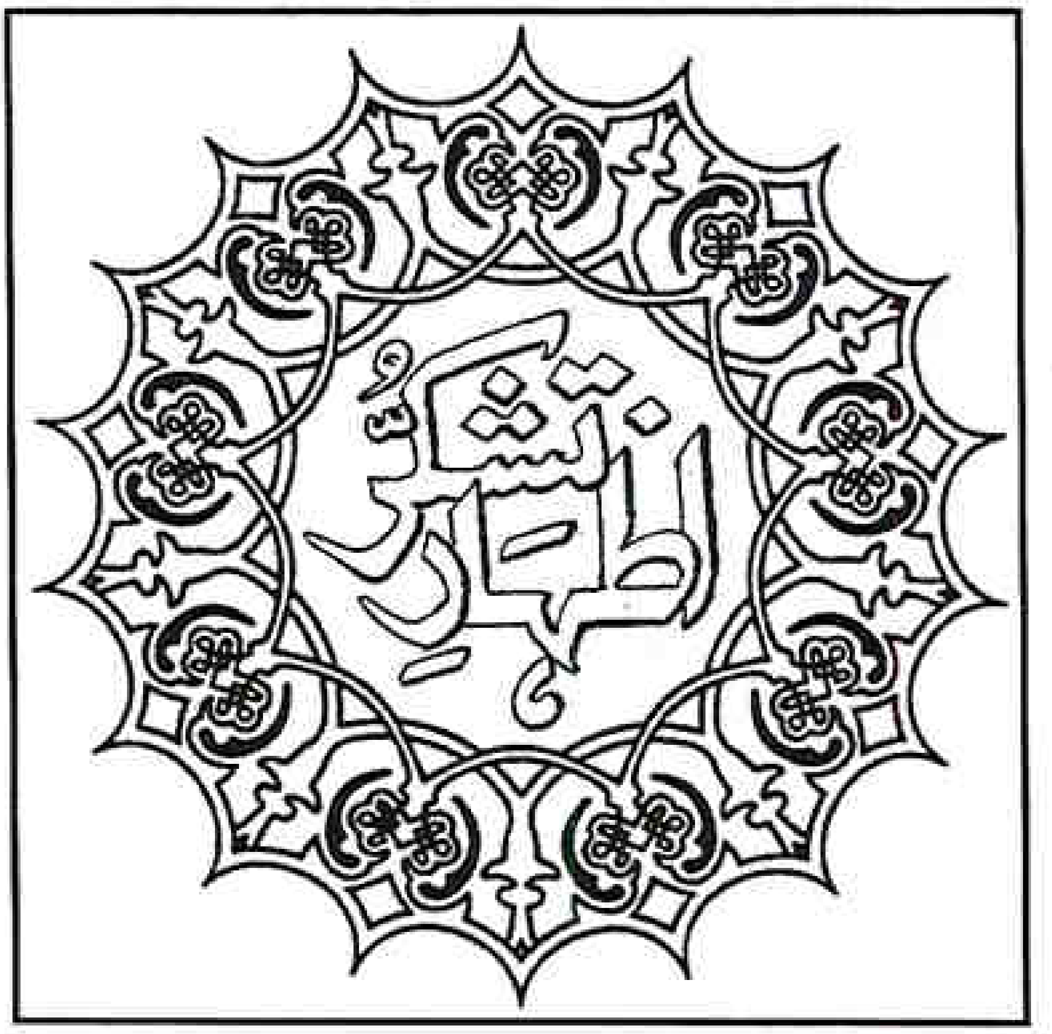

بزرگو! دوستو! ساتھیو! السلام علیکم!

ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں یہ سعادت بخشی کہ برادری کے ہر فرد نے ہم پر اعتماد کیا اور ہمیں اس قابل سمجھا کہ ہم اس کی خدمت کر سکیں۔ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہی ہے کہ ہزاروں افراد نے ہمارے بانٹوا ہلال گروپ کے نامزد کردہ بیس امیدواروں کو پسند کیا اور ان کے حق میں مثبت رائے دے کر انہیں کثرت رائے سے منتخب کیا تاکہ وہ اگلے تین برسوں تک خلوص نیت کے ساتھ اپنی برادری اور عوام الناس کی خدمت کر سکیں۔

عزیزانِ محترم!

آپ نے ہمارے گروپ کے بہترین اور باصلاحیت افراد کو منتخب کیا۔ بانٹوا میمن جماعت کی ترقی، خوشحالی اور مستقبل کا فیصلہ آپ حضرات کو ہی کرنا تھا۔ ان پر اعتماد کر کے آپ کو گویا بانٹوا ہلال گروپ پر اپنے ٹھوس اعتماد کا اظہار کرنا تھا اور ہمیں بے حد خوشی ہے کہ آپ نے ہمارے اس گروپ پر اپنے ٹھوس اعتماد کا اظہار کر کے گویا ہمارے ولولے اور ہمارے جوش کو مزید جلا بخش دی ہے۔ یہ وہ حوصلہ ہے جو ہمیں اچھے کاموں کی انجام دہی پر آمادہ کرے گا یہ وہ ولولہ ہے جو ہمیں عمدہ اور فلاحی و سماجی کاموں کی طرف راغب کرے گا۔

انسان ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہتا ہے۔ وہ اچھے انسان اچھی چیز اچھے رنگ اچھی خوشبو اور اچھے علم و فن کا دلدادہ ہوتا ہے اور اسے جہاں سے ملتا ہے اپنا لیتا ہے۔ آپ حضرات نے ہمارے گروپ کے امیدواروں کو کامیاب بنا کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ عمدہ ذوق اور تعمیری اور مثبت فکر و سوچ کے حامل ہیں اور بانٹوا برادری میں اچھے کاموں کا احیاء چاہتے ہیں برادری کو صحیح خطوط پر چلانا چاہتے ہیں۔ ہم برادری کے مسائل دور کرنا چاہتے ہیں۔ برادری کے افراد کو مشکلات کی دلدل سے نکالنا چاہتے ہیں اور چونکہ ان تمام

کاموں میں آپ کو کسی نہ کسی کی معاونت راہنمائی اور رفاقت کی ضرورت ہے اس لیے ہماری خدمات آپ کے لیے حاضر ہیں۔ ہم ہمہ وقت شب وروز آپ کی خدمت کے لیے تیار ہیں اور پہلے کے مقابلے میں زیادہ سرگرمی اور موثر انداز کے ساتھ آپ کے لیے فلاحی کام کریں گے۔ آپ نے ہم پر اعتماد کر کے ہم سے جو امیدیں اور توقعات وابستہ کی ہیں۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان پر پورے اترنے کی کوشش کریں گے اور اپنی برادری کو کبھی مایوس نہیں کریں گے۔ جنھوں نے ہم پر اعتماد کیا اور ہمارے حق میں رائے دی۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی اور ناصر ہو کہ ہم آپ لوگوں کی رفاقت کے مطابق کام کر سکیں۔ ہمیں آپ کے فعال تعاون کے ساتھ آپ کی دعاؤں اور نیک خواہشات کی ضرورت ہے۔

آخر میں ہم سب کی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب العزت ہمیں اور آپ سب بھائیوں کو جماعت کی خلوص دل سے زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے اور دادرسی کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثمہ آمین)

نیک خواہشات اور پرخلوص دعاؤں کے ساتھ

محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا کھانانی
صدر بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد نجیب عبدالعزیز بالاگام والا
سینئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد یونس حاجی عبدالستار بکسرا
سینئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد اعجاز حاجی رحمت اللہ بھرم چاری
جونیئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد سکندر محمد صدیق اگر
جونیئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

فیصل حاجی محمد یعقوب دیوان
جوائنٹ سیکریٹری اول بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

محمد شہزاد حاجی محمد ہارون کوٹھاری
جوائنٹ سیکریٹری دوم بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

اور دیگر عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

مشعل راہ

حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں

علم کا فروغ اسے دینی فرض سمجھئے

مولانا حسن قادری (مرحوم)، ممتاز عالم دین اور سابق معلم جامعہ تعلیم ملی (ملیر)

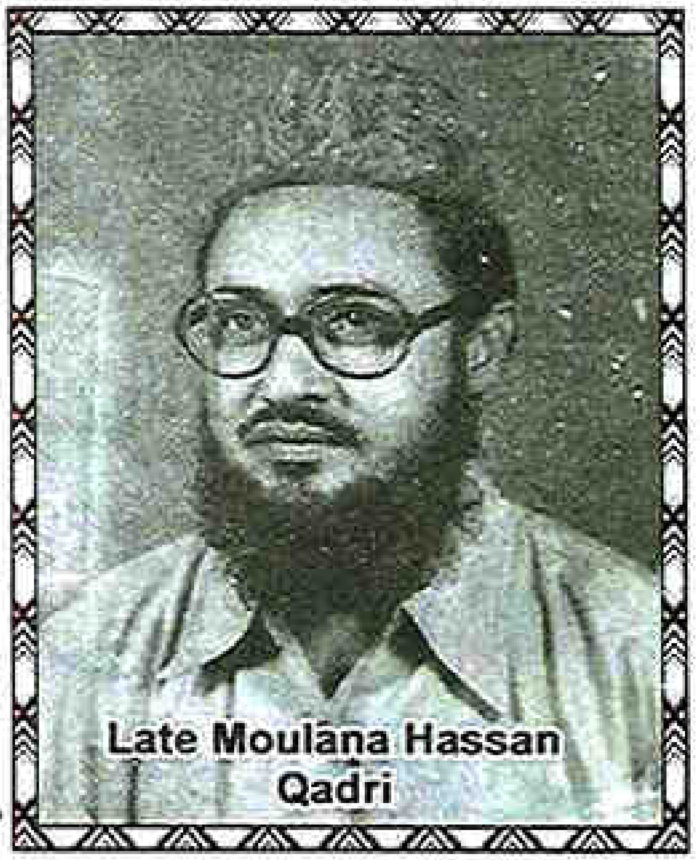
Late Moulana Hassan Qadri

تعلیم صرف علم پہنچانے کا نام نہیں بلکہ اس میں کردار، اخلاق اور معاشرتی لین دین کی تربیت بھی شامل ہے۔ گویا علم کسی چیز کی حقیقت تک رسائی پالینے کا نام ہے۔ معاشرے کی بقاء تعمیر و ترقی اور استحکام کے لئے علم بنیادی اکائی ہے۔ اس سے ہی انسانی اور حیوانی معاشرے کے درمیان فرق پیدا ہوتا ہے۔ مختلف مذاہب کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسلام وہ واحد دین ہے، جس میں تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ یونان میں صرف ''طبقہ اشرافیہ'' کو تعلیم کا حق تھا۔ چین میں صرف حکمراں طبقہ ہی تعلیم کا حق دار تھا، جب کہ ہندو سماج میں تعلیم حاصل کرنے کی سہولت اور اعزاز صرف برہمنوں کا حاصل تھا لیکن اسلام وہ واحد دین ہے جو ''طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ''، یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، کے حکم اور ہدایت کے تحت تمام انسانوں کو تعلیم کا حکم ہے اور اس فرض کی انجام دہی معاشرے کی ایک اہم ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ اسلام کا سارا حسن، حصول علم اور فروغ علم کی جدوجہد میں ہے۔ جہالت سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے، اگر دیکھا جائے تو اسلام صرف اس لئے آیا کہ وہ انسانیت کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر نور علم سے آراستہ کرے۔

سب سے پہلے وحی کی ابتداء ''اقراء'' سے ہوئی۔ وحی سے علم کی اہمیت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی میں ہی نماز پڑھنے کی طرف اشارہ کر کے علم کی اہمیت کو اور مسلم کردیا۔ پہلی وحی میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی دعوت، دعوت الیٰ یا رسالت کے متعلق ذکر نہیں فرمایا، بلکہ

پاکستان اور عالمی سطح پر خدمت انسانی میں طرہ امتیاز

خدمت انسانیت کے مشن اور وژن میں عوام الناس، میمن اور بانٹوا میمن برادری کی معتبر اور قابل احترام شخصیت

خلوص اور ایثار کا جذبہ رکھنے والی بے لوث خاتون

محترمہ بیگم بلقیس عبدالستار ایدھی ہلال امتیاز۔ستارہ امتیاز

ملاقات: کھتری عصمت علی پٹیل

محترمہ بلقیس عبدالستار ایدھی

خادم انسانیت عبدالستار ایدھی اور محترمہ بیگم بلقیس ایدھی صاحبہ دونوں میاں بیوی نے جب تک ساتھ رہے۔ایک دوسرے کا ساتھ نبھایا اور دکھی انسانیت کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔محترم عبدالستار ایدھی (مرحوم) ایک ایسی عظیم اور بے مثال شخصیت تھی کہ جنھوں نے ساری زندگی بلکہ زندگی کے آخری پل تک دکھی انسانیت کی بے لوث اور مخلصانہ گراں قدر خدمات انجام دیں اور جب وہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگئے تو ان کا چھوڑا ہوا پرچم ان کی بیگم صاحبہ محترمہ بلقیس ایدھی نے پوری ہمت اور لگن کے ساتھ سنبھال لیا ہے اور آج تک سنبھالے ہوئے ہیں اور ان کے عظیم شوہر نے دکھی انسانیت کی خدمت کی بالکل اسی انداز سے وہ خود بھی کر رہی ہیں۔انہوں نے ثابت کردیا ہے کہ وہ ایک عورت ہوتے ہوئے بھی اپنے شوہر کے اس پرچم کو مضبوطی کے ساتھ تھامے رہیں گی جس طرح ان کے عظیم شوہر نے تھاما تھا۔بلقیس ایدھی صاحبہ کی پوری فیملی خدمت خلق میں کوشاں ہے۔

محترمہ بلقیس ایدھی بھی اپنے شوہر کی ہی طرح انسانی خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں۔وہ کم عمری سے ہی جناب عبدالستار ایدھی کے ادارے ایدھی سینٹر میٹھادر میں کام کرنے آئی تھیں اور اسی وجہ سے ایدھی صاحب کی حقیقی اور عملی زندگی نے محترمہ بلقیس ایدھی کو بہت متاثر کیا تھا اور ان کے اندر بھی انسانی خدمت کرنے کا شوق پیدا ہوگیا۔ویسے تو ایدھی صاحب کی زندگی میں دوسری خواتین بھی تھیں مگر کوئی بھی خاتون ان کے روز و شب دیکھ کر ان کی سادگی دیکھ کر اور ان کی داڑھی دیکھ کر ان سے شادی کے لئے تیار نہیں تھیں محترمہ بلقیس ایدھی شریک حیات اپریل 1966ء میں بننے کا فیصلہ کیا۔

محترمہ بلقیس ایدھی کا کہنا ہے کہ میری جائے پیدائش وہی ہے جو قیام پاکستان کی 14 اگست 1947ء میں ہوئی۔ والدین نے قیام پاکستان کے بعد ہجرت کی۔ ان کے والد محترم محمد عثمان کوتا یا اور والدہ محترمہ رابعہ عبدالرحمٰن بکالی نے انہیں رونق اسلام اسکول میں داخل کرا دیا۔ اس وقت ہم میٹھادر ہی میں رہتے تھے۔ آٹھویں کلاس پاس کر کے نویں کلاس میں صرف دو پرچوں میں رہ گئی۔ جولائی 1964ء سے ایدھی سینٹر میں کام کرنے لگی تھیں۔ میری محلے (گلی) کی چند لڑکیاں یہاں نرسنگ کی ٹریننگ لے رہی تھیں۔ مجھے وہ سفید کپڑوں میں اچھی لگتی تھیں۔ ماں نے مجھے سلائی کے اسکول میں داخل کرایا تھا۔ ایک دن میں نے والدہ محترمہ سے کہا مجھے نرسنگ سیکھنی ہے۔ میرے ذہن میں تھا جب میں انجکشن لگاؤں گی، بیماروں کی خدمت کروں گی تو لوگ مجھے ڈاکٹر کہیں گے۔ ماں نے میری خواہش پوری کر دی۔ اس وقت سے سماجی کاموں میں مصروف ہوں۔

جب میں نے کہا کہ آپ کو یہ سوچ کر افسوس ہوتا ہے کہ کاش میں تعلیم یافتہ ہوتی؟ محترمہ بلقیس ایدھی صاحبہ نے کچھ نرم اور کچھ تلخ لہجے میں کہا ہرگز نہیں مجھے زندگی کے کسی موڑ پر اس بات کا افسوس نہیں ہوا کہ میں نے تعلیم حاصل نہیں کی لیکن یہ خواہش اور تمنا تھی کہ میں نرسنگ کی ٹریننگ لے کر اپنے آپ کو ڈاکٹر کہلواؤں گی امی (ماں) تو بہت چاہتی تھی کہ میں پڑھوں۔ والدہ محترمہ رابعہ ماں خود پاکستان آنے سے قبل انڈیا کے ایک مدرسہ اسلامیہ اسکول بانٹوا میں پڑھاتی تھیں۔ پاکستان آنے کے بعد میٹھادر میں واقع لڑکیوں کے ایک اسکول میں پڑھانے لگی تھیں۔ یہاں یہ اسکول مدرسہ اسلامیہ بانٹوا (انڈیا) کی پرنسپل نے کھولا تھا۔ انہوں نے ماں کو ملازمت دی۔ اس وقت والدہ محترمہ کی ماہانہ تنخواہ بیس روپے تھی۔ ماں گھر پر بھی بچوں کو ٹیوشن اور قرآن پاک پڑھاتی تھیں۔ تعلیم یافتہ ماں نے بیٹی کو پڑھانے کی بہت کوشش کی لیکن مجھے نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا اور

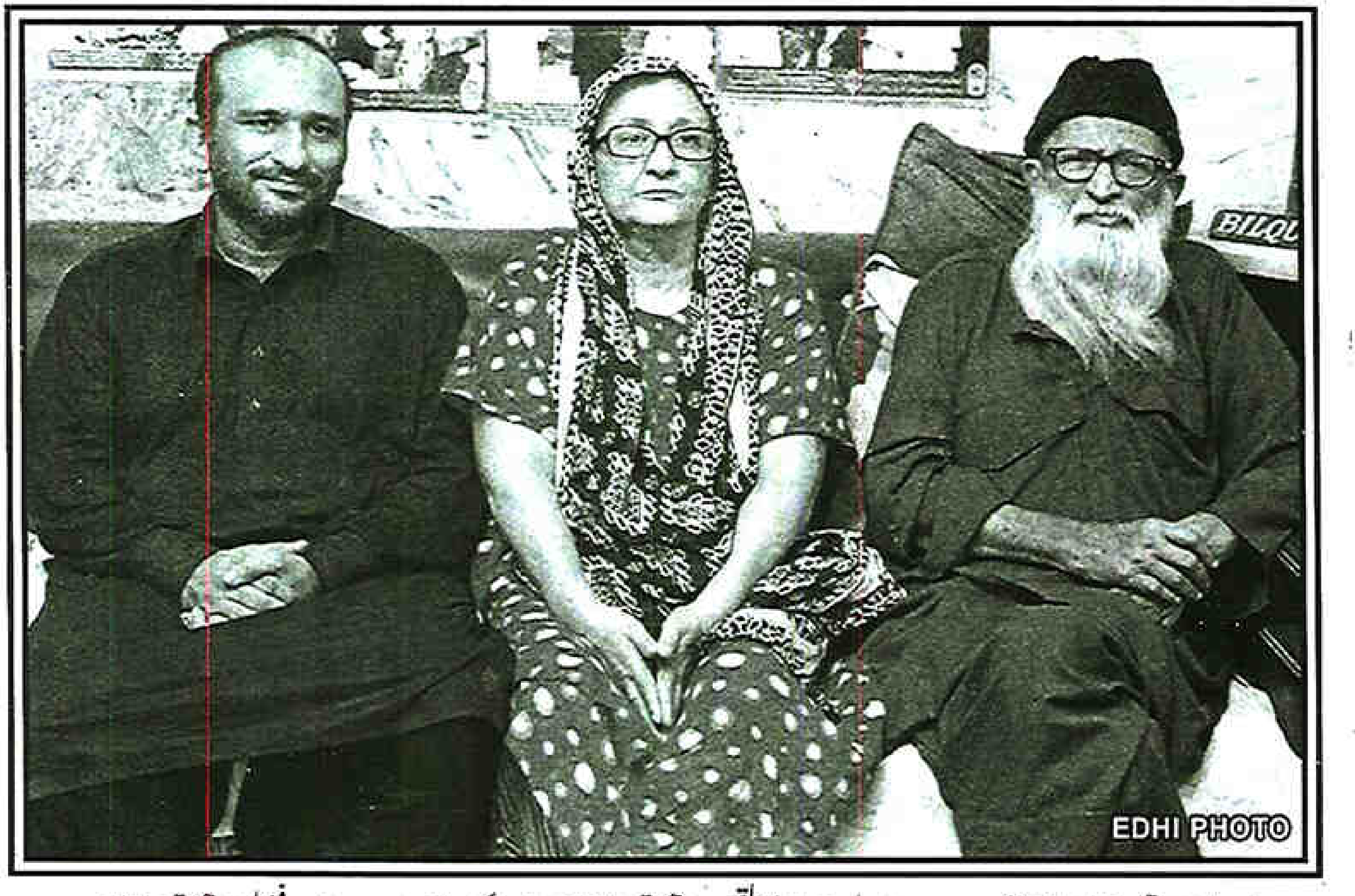

عبدالستار ایدھی نشان امتیاز (سب سے بڑا سول اعزاز)، بلقیس ایدھی تمغۂ امتیاز اور ان کے صاحبزادے جناب فیصل ایدھی تمغۂ امتیاز۔

علم کا فروغ

پڑھنے کے متعلق کہا، جو کہ اس بات کی نشان دہی کرتا ہے کہ اسلام میں علم کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔ پہلی وحی کو اسلامی نظام تعلیم کا سنگ بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ نہ صرف اخلاقی اور دینی تعلیم دیتے بلکہ لوگوں کی عملی تربیت بھی فرماتے تھے۔

اسلامی نقطہ نظر سے انسانیت نے اپنے سفر کا آغاز تاریکی اور جہالت سے نہیں، بلکہ علم اور روشنی سے کیا ہے۔ تخلیق آدم کے بعد خالق کائنات نے اسے سب سے پہلے جس نعمت سے سرفراز فرمایا وہ ''علم اشیاء'' تھا۔ انسان اور ملائک کے درمیان امتیاز دراصل اسی علم کی بدولت قائم ہوا ہے۔ یہ اشیاء ہی کا علم ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات پر فوقیت اور برتری دلاتا ہے اور انسان کو اشرف المخلوقات بناتا ہے۔ اسلام نے علم اور تعلیم کا جو تصور عطا کیا ہے، اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے، ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ تعلیم خود منزل نہیں بلکہ منزل کے حصول کا ذریعہ ہے۔ انسان خواہ کیسا ہی نیک کام کرے، علم حاصل کرنے والے کے مقابلے میں اس کا درجہ نہیں بڑھ سکتا۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔ ''کیا علم رکھنے والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں؟'' (سورۃ الزمر)

علم سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس سے انسان کو برے بھلے کی تمیز ہوتی ہے۔ برائی سے بچنے کی سعادت اسے علم ہی کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دانائی کی بات دانا آدمی کی گم شدہ چیز ہے، اسے جہاں بھی پائے اس کا زیادہ حق دار ہے'' (ترمذی)

آپ ﷺ کے ارشادات میں یہ بات بھی ہے کہ عالم اپنے علم پر خاموش نہ رہے بلکہ اسے دوسروں تک منتقل کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری طرف سے ایک آیت بھی ہو تو پہنچادو۔''

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دو حریص ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے، ایک علم کا حریص اس سے سیر نہیں ہوتا، دوسرا دنیا کا حریص اس سے سیر نہیں ہوتا۔'' (بیہقی، شعب الایمان)

جو شخص علم سے نفع نہیں لیتا، اور اس سے احوال دنیا کی اصلاح اور اخروی کامیابی کا فائدہ حاصل نہیں کرتا، وہ قیامت کے دن انجام کے لحاظ سے بدترین حال میں ہوگا۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے علم کی مثال جس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے، ایسے خزانہ کی مانند ہے، جسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔'' (مسند احمد)

امت مسلمہ کو چاہیے کہ وہ علوم اسلامیہ کے ساتھ ساتھ جدید علوم کو بھی حاصل کرے۔ دنیا میں ترقی کی رفتار کو اپنے ساتھ برقرار رکھنے کے

لئے ضروری ہے کہ ہم بھی ان عصری علوم پر دسترس حاصل کریں۔ عصر حاضر میں غیر ملکی زبانیں سیکھنا وقت کا تقاضہ ہے۔ غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ حضرت زید بن ثابتؓ دربار رسالت ﷺ کے میر منشی تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے حکم سے فارسی، حبشی، عبرانی وغیرہ سیکھ لی تھیں تاکہ دوسرے ملکوں کے بادشاہوں کی جانب سے خطوط موصول ہوں تو ان کے جوابات دیئے جاسکیں۔ وہ عربی زبان کے علاوہ سریانی، فارسی، رومی، قبطی اور حبشی زبانوں میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اسلام نے تعلیم کو صرف ایک طبقے تک محدود نہیں رکھا، بلکہ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں معاشرے کے ہر طبقے کو علم سے استفادہ کا حق حاصل ہے۔ اس زمانے میں جب کہ عیسائی دنیا میں یہ بحث چل رہی تھی کہ عورت انسان ہے یا نہیں، آپ ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی۔ مسجد نبوی ﷺ میں درس گاہ نبوی کا ایک دن خواتین کی تعلیم کیلئے مخصوص تھا۔ اس دن وہاں صرف خواتین مسائل دریافت کرنے کیلئے حاضر ہوتی تھیں۔ خواتین نے مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی وقت ملنا چاہیے تو آپ ﷺ نے ان کیلئے علیحدہ وقت مقرر کیا اور ان کے مسائل سنتے اور جواب دیتے۔ خواتین کے شغف اور علم کا احساس اس روایت سے ہوتا ہے۔

(ترجمہ) ”عورتوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ مردوں نے آپ ﷺ سے ہماری نسبت زیادہ حصہ لیا ہے، آپ ﷺ ہمارے لیے ایک مخصوص دن رکھیں۔ آپ ﷺ ان سے ملے، انہیں نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔“

آپ ﷺ نے ایک عورت سے خواہش ظاہر کی کہ وہ آپ ﷺ کی ایک بیوی کو لکھنے پڑھنے کی تعلیم دیں۔ امت مسلمہ ذمے دار ہے کہ وہ معاشرے میں عورت کو بھی زیور تعلیم سے آراستہ کرے۔ اسلام نے عورت کی تعلیم حاصل کرنے پر بھرپور زور دیا ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی کا دارومدار تعلیم سے وابستہ ہے۔ آج دنیا کی جتنی بھی ترقی یافتہ قومیں اور ممالک ہیں اور ان سب نے تعلیم ہی کے توسط سے کامیابی کی منازل طے کیں مگر بدقسمتی سے آج امت مسلمہ دیگر شعبہ حیات کی طرح تعلیم میں بھی پسماندہ اور پیچھے ہے۔ اگر عالم اسلام کو ترقی کے سفر پر چلنا ہے تو اسے اس نظام کو تعلیم کو اپنانا ہوگا جس کا فلسفہ آج سے چودہ سو سال پہلے ہادی پیغمبر، آخر الزماں حضرت محمد ﷺ نے انسانیت کے سامنے پیش کیا تھا۔ مسلمان جب تک حضور ﷺ کے پیش کیے ہوئے فلسفہ حیات پر کاربند رہے تو ترقی اور کامیابی کے جھنڈے بلند کرتے گئے اور جب مسلمانوں نے اپنے نظریے اور فلسفے سے انحراف کیا تو ناکامی اور غلامی ان کا مقصد بن گئی۔

آج اگر امت مسلمہ کو کامیابی کے راستے پر گامزن ہونا ہے تو تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی اور رہنمائی حاصل کریں۔ آپ ﷺ نے خواندگی کو عبادت اور فرض قرار دیا جس طرح نماز اور روزہ فرض قرار دیا گیا اسی طرح حصول علم کو بھی فرض قرار دیا گیا۔ عہد نبوی ﷺ میں شرح خواندگی 85 فیصد تک پہنچ گئی تھی، جب کہ حالت یہ تھی کہ عرب پڑھنے لکھنے کو عار سمجھتے تھے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں تعلیم کی جتنی اہمیت بیان کی گئی ہے شاید ہی کسی مذہب کی کتابوں میں بیان کی گئی ہو۔

جماعت کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق
آپ کی واقفیت ضروری ہے

نہ ہی اس کا افسوس ہے حالانکہ میرا خاندان پڑھا لکھا ہے۔

کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا میں ہمارا پورا خاندان رہتا تھا جس دن پاکستان وجود میں آیا اسی دن میں پیدا ہوئی تھی اس زمانے میں ہندو مسلم فسادات ہو رہے تھے۔ میرے والد محترم محمد عثمان کوٹا یا کپڑے کے تاجر تھے اور بہت امیر تھے۔ البتہ نانا بہت غریب تھے۔ قیام پاکستان کے چند ہفتوں کے بعد ہم بمبئی چلے گئے۔ وہاں تقریباً چار ماہ رہے پھر ہم پاکستان آ کر کراچی میں سکونت پذیر ہوئے۔ میٹھادر میں ایک فلیٹ میں آ کر رہے۔ اس وقت سے آج تک اسی علاقے میں رہائش پذیر ہیں۔ یہاں کی گلیوں میں میرا بچپن کھیلتے کودتے گزرا۔ میں گیارہ ماہ کی تھی تو میرا بھائی محمد اقبال پیدا ہوا۔ اقبال بارہ ماہ کا تھا تو دوسرا بھائی محمود پیدا ہوا۔

اماں کی شادی کا چوتھا سال تھا کہ ابو کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ اس وقت میرا بھائی محمود دو ماہ کا تھا۔ ہم تینوں بہن بھائیوں کو ابا کی شکل یاد نہیں یہ سمجھ لیں ہم نے ابا کو نہیں دیکھا۔ ابا کا میٹھادر میں گھر کے قریب گلی میں کیرم کلب تھا۔ سائیکلیں اور ریڑھی (ٹھیلے) کرائے پر دیتے تھے۔ ہمیں کھانے پینے کی تنگی نہیں تھی۔ ابا کے انتقال کے کچھ عرصے بعد امی کے چند رشتے آئے۔ امی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے دو بازو (بیٹے) ہیں۔ میری ماں کو تو محنت کر کے کمانے کی عادت تھی۔ اسکول بند ہونے کے سبب اماں ایدھی ہوم گئیں۔ جہاں مولانا ایدھی صاحب نے انہیں گھریلو حالات مدنظر رکھتے ہوئے ملازمت دے دی یہاں انہوں نے 33 سال ملازمت کی۔ ہیڈ نرس تھیں 80 روپے ماہانہ تنخواہ تھی۔ اس زمانے میں 80 روپے بہت ہوتے تھے۔ جون 1993ء میں والدہ محترمہ رابعہ ماں کا ڈیوٹی کے دوران انتقال ہو گیا اور مجھے دعائیں دینے والے ہاتھ اوجھل ہو گئے۔ ماں کی زندگی میں اپریل 1966ء میں میری شادی ہو گئی تھی۔ اماں مجھے دیکھ کر خوش ہوتی تھیں ان کی خوشی میں میری خوشی تھی۔

ایدھی صاحب کو سادگی بہت پسند تھی شادی کے بعد میری دوستیں کہتی تھیں کہ تو بلقیس ایدھی ہے گاڑی خرید اچھے کپڑے پہن میرے شوہر کو یہ فیشن پسند نہیں۔ جب میں کپڑوں کی فرمائش کرتی جواب ملتا میرا تو تین چار سو روپے میں جوڑا بن جاتا ہے۔ عورتوں کے بہت مہنگے کپڑے بنتے ہیں، سادہ کپڑے بناؤ میں سمجھتی ہوں کہ عورت ہمیشہ میانہ روی میں رہے تو کبھی دکھی نہیں ہو سکتی۔ مجھے دیکھ دیکھ کر ادارے کی تقریباً ہر خاتون رضا کار سادہ رہتی ہیں۔

بلقیس ایدھی صاحبہ کا کہنا ہے میرے چار بچے ہیں دو بیٹے اور دو بیٹیاں۔ ان کی خالہ زاد بہن کا شوہر ذہنی مریض تھا۔ اس کی ایک بیٹی کی پرورش بھی میں (بلقیس) نے کی۔ اس کی شادی کی ہے۔ بلقیس صاحبہ کہتی ہیں میں اسے اپنی بیٹی ہی سمجھتی ہوں میں سب سے کہتی ہوں میرے پانچ بچے ہیں۔ پانچوں کی شادی ہو گئی ہے۔ محترمہ کبریٰ ایدھی، جناب قطب ایدھی، محترمہ الماس ایدھی زوجہ جاوید ابا علی داروڈ والا اور جناب فیصل ایدھی جو کراچی یونیورسٹی سے جنرل ہسٹری میں ماسٹر کی ڈگری حاصل کی ہے۔ آپ کی اولاد والد محترم عبدالستار ایدھی (مرحوم) اور والدہ محترمہ (بلقیس ایدھی صاحبہ) کے خدمت انسانیت کے سفر کو ان کی اولاد نے بھی جاری وساری رکھے ہوئے ہے۔

محترمہ بلقیس ایدھی صاحبہ کو ایک حقیقت پسند انسان نے دریافت کیا تھا۔ وہ اپنے کام میں اور ارد گرد ساری مصیبتیں اور بے انتہا بے حسی دیکھ چکے تھے۔ مگر ان میں کوئی چیز ان کے لئے حوصلہ شکن ثابت نہیں ہوتی تھی۔ مرحوم ستار ایدھی کے ہمراہ ستمبر 1970ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی تھی۔ ان کا کہنا ہے سال گزشتہ بارشوں کے نتیجے میں جو تباہی ہوئی ہے تو اس سلسلے میں ہمارے ادارے شب و روز ریلیف کی خدمات انجام دی تھیں۔ ستر سال کا ریکارڈ ٹوٹا ہے بارشوں کا۔ ہم نے آٹھ بوٹ چین سے منگوائی تھیں جو پانی میں پھنسے ہوئے لوگوں کو ریسکیو کر رہی تھیں۔ اسی

کام کے دوران میرا بیٹا فیصل ایدھی کشتی الٹنے سے ڈوبتے ڈوبتے بچا۔اللہ تعالیٰ نے اس کی جان بچائی۔بارشوں میں غریبوں کی دادرسی کرنے اور پوچھنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ہم ہر جگہ مدد (سپورٹ) کو پہنچے۔اللہ تعالیٰ نے ہماری اتنی مدد کی کہ جو سوچتے تھے وہ ہو جاتا تھا۔

فیصل ایدھی نوجوانوں کے لئے تعلیم کا بندوبست کررہے ہیں۔وہ یونیورسٹی بنانا چاہتے ہیں تاکہ اعلیٰ تعلیم سے محروم طبقات کے بچے بھی ہائر ایجوکیشن مفت حاصل کرسکیں۔آج عبدالستار ایدھی کا لگایا گیا پودا تناور درخت بن چکا ہے۔ہمارے کاموں کا دائرہ تقریباً پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ناگہانی آفت تو جس جگہ جس ملک میں آتی ہے۔ہمارے رضاکار فوراً وہاں پہنچ جاتے ہیں۔بہت سی جگہوں پر میں اور ایدھی صاحب اپنی ٹیم لے کر گئے۔امریکہ ویلفیئر اسٹیٹ ہے وہاں ہم نے سات ہزار قبریں خریدیں۔امریکہ میں قبریں بہت مہنگی ملتی ہیں۔ہم نے مسلمانوں کو نہلانے،کفنانے اور دفنانے کا انتظام کیا ہوا ہے۔وہاں چیریٹی شاپس بھی کھولی ہیں۔جہاں لوگ پرانے کپڑے اپنی فالتو چیزیں دے جاتے ہیں۔ہم تمام چیزوں کو قرینے سے رکھ دیتے ہیں۔

جن لوگوں کو لینا ہوتا ہے وہ اپنی مرضی سے اپنی ضرورت کی چیزیں اٹھا کر لے جاتے ہیں۔یہ شاپس کینیڈا،لندن وغیرہ میں بھی کھولی ہوئی ہیں۔بنگلہ دیش میں لڑکیوں کا ایک اسکول قائم کیا ہے۔ہم سمجھتے ہیں نیک کام میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔میں مختلف ممالک گئی ہوں۔ایدھی صاحب بھی ساتھ ہوتے تھے۔میں نے دیکھا ہے،میں جہاں بھی گئی عورتوں کو دکھی اور مسائل سے دوچار دیکھا ہے۔عورتوں کو کہیں حقوق نہیں ملے۔ہر جگہ زبانی جمع خرچ ہوتا ہے۔خواتین پر تشدد مشرق کیا مغرب میں بھی ہورہا ہے جہاں وہ معاشی طور پر مستحکم ہیں۔کچھ پرسکون ہیں لیکن گھر کی چار دیواری سے لے کر بیرونی دنیا تک انہیں قدم قدم پر مسائل لاحق ہیں۔وہ خوف کے سائے میں زندگی گزارتی ہیں۔غیر محفوظ ہیں ملازمتوں میں انہیں ترقی کے مواقع اور مردوں کے مساوی تنخواہیں نہیں ملتی میں سمجھتی ہوں جب سے دنیا بنی ہے۔عورتیں دکھی و پریشان ہیں۔اس لئے مجھے ان کے کام کرکے ان کے مسائل حل کرکے بہت سکون ملتا ہے۔

اب تک لاکھوں روٹھی لڑکیوں کو ان کے گھر بھیجا ہے۔ہزاروں خواتین کی گود ہری کی ہے یہ دونوں کام میرے نزدیک افضل ہیں۔عبدالستار ایدھی (مرحوم) 8 جولائی 2016ء کے جانے کے بعد بہت بڑا خلاء پیدا ہوا ہے۔میری زندگی میں ان کی کمی کوئی پوری نہیں کرسکتا۔انہوں نے پورا سیٹ اپ چھوڑا ہے اور ان کے کام جاری وساری ہیں۔وہ روشنی کا مینار تھے۔ہماری آنکھیں ان کو ڈھونڈتی رہتی ہیں۔ایدھی فیملی نے ان کے مشن اور وژن کو جاری رکھا ہوا ہے۔نسل در نسل انشاءاللہ تعالیٰ جاری رکھے گی۔

لاوارث لڑکیوں کی واحد پناہ گاہ بلقیس ایدھی فیمیل چائلڈ ہوم (کلفٹن) جہاں تین سو سے زائد لڑکیاں رہائش پذیر ہیں۔جسے بیٹی کبریٰ ایدھی اپنی نگرانی میں چلارہی ہیں۔علاوہ ایدھی ہوم (مردوخواتین) سہراب گوٹھ میں قائم ہے۔جہاں ذہنی مریض مرد اور خواتین وغیرہ قیام پذیر ہیں۔شہر کے گنجان علاقے میں واقع بلقیس ایدھی فری ڈسپنسری (میٹرنٹی ہوم لیبارٹری) موسیٰ لین علاوہ تین سو سے زائد مریضوں پر مشتمل ایدھی فری کینسر اسپتال اینڈ ہوسٹل نمبر 1 (موسیٰ لین)،دوسرا ایدھی فری کینسر اسپتال اینڈ ہوسٹل نمبر 2 (طارق روڈ) سات وارڈز اور چوبیس بیڈز پر مشتمل ہے۔

جناب عبدالستار ایدھی (مرحوم)،محترمہ بلقیس ایدھی کو فلپائن کا رامون میگسے ایوارڈز 31 اگست 1986ء کو منیلا میں پیش کیا گیا۔ستار ایدھی صاحب نشان امتیاز 1988ء میں،بلقیس ایدھی صاحبہ ہلال امتیاز اور جناب فیصل ایدھی تمغہ ایثار اور تمغہ امتیاز کو بے شمار ملکی اور بیرون ممالک

میں ایوارڈز سے نوازا جاتا رہا ہے۔ محترمہ بلقیس ایدھی صاحبہ کو پاکستان کا سب سے بڑا سول اعزاز ہلال امتیاز 14 اگست 2007ء کو پیش کیا گیا۔

جناب عبدالستار ایدھی ایک زبردست شوہر تھے جنھوں نے ایک طرف تو انسان کو انسان سمجھنے کی تعلیم دی اور پھر ان کے ساتھ رہ کر مجھے جو عزت وتوقیر ملی وہ ان کے بغیر کبھی بھی نہیں مل سکتی تھی۔ بلاشبہ ان کے ساتھ رہ کر میں خدمت خلق کے شعبے میں جو خدمات انجام دیں اور جس طرح معاشرے کی بیٹیوں کو اچھے اور عمدہ راستے پر گامزن کیا یہ سب ایدھی صاحب کی تربیت اور تعلیم کا نتیجہ تھا۔ میں آج بھی ان کو یاد کرتی ہوں تو دل رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ واقعی وہ بہت بڑے انسان تھے اس کا احساس ان کے دنیا سے جانے کے بعد ہوا ہے۔

محترمہ بلقیس ایدھی صاحبہ نے چونکہ خدمت خلق کا کام اپنے شوہر سے ہی سیکھا تھا اس لیے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں مہارت آتی چلی گئی اور آخر وہ وقت بھی آیا جب حکومت پاکستان نے بڑے ادب واحترام کے ساتھ محترمہ بلقیس ایدھی کو 'ہلال امتیاز' سے نواز کر ان کی خدمات کا برملا اعتراف کیا اور اس طرح میمن اور بانٹوا میمن برادری کے جھومر میں ایک ستارہ اور شامل کر دیا گیا۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

زکوٰۃ اور مالی عطیات کے سلسلے میں اپیل

الحمدللہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کی مجموعی کارکردگی آپ کے بہترین تعاون اور کارکنوں کی انتھک کوششوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر ہم اپنی جماعت کی کارکردگی کا مختصر سا جائزہ لیں تو ہمیں یہ جان کر خوشی ہوگی کہ پچھلے سالوں میں جماعت نے آپ کے تعاون کی وجہ سے خصوصاً مالی امداد میں کافی اضافہ کیا ہے۔ آپ کی جانب سے دی جانے والی زکوٰۃ اور مالی معاونت کی رقوم برادری کے غریب ضرورت مند بھائیوں اور بہنوں کی شادی مدد، آبادکاری، مالی امداد اور تعلیمی امداد کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت کو بھجوانے کی گزارش کرتے ہیں۔ آیئے ہم سب مل کر جماعت کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں اور اس ضمن میں ہم آپ سے بھرپور اپیل کرتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور امداد کو جاری و ساری رکھنے کے لئے بڑھ چڑھ کر امداد دیں۔ شکریہ

آپ کے تعاون کا طلب گار

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

فون نمبر: 32768214 - 32728397

Website : www.bmjr.net

E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

گجراتی سے ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

کاٹھیاواڑ اور بمبئی کے میمن گھرانوں میں بولی جانے والی

"بھاشا" میمنی بولی۔ایک شیریں اور میٹھی بولی

ماضی کی درخشاں روایات کی امین اپنی بولی

☆ جس کے ہر ایک حرف اور ہر ایک لفظ سے گویا شہد ٹپکتا ہے

☆ یہ وہ میٹھی اور دل نشیں بولی ہے جس نے صحیح معنوں میں میمنوں کو قوت گویائی عطا کی ہے

☆ میمنی بولی میمن برادری کی شناخت اور اس کی پہچان کے لیے بے حد ضروری ہے

☆ میمنی بولی وہ میٹھی بولی ہے جس نے ریاست کچھ کاٹھیاواڑ اور سندھی زبان کی کوکھ سے جنم لیا ہے

تحقیقی مقالہ : الحاج احمد عبداللہ غریب مرحوم

(بمبئی۔انڈیا)، میمن ریسرچ اسکالر تاریخ وثقافت

Late Alhaj Ahmed Gareeb

میمنی زبان یا میمنی بولی ایک ایسی دل نواز میٹھی اور شیریں بولی ہے۔ جس کو میمن گھرانوں کے بڑے، بوڑھے اور جوان بڑے شوق اور ولولے سے بولا کرتے تھے اور انہیں اپنی اس میٹھی بولی پر بڑا فخر محسوس ہوتا ہے مگر آہستہ آہستہ جب سے اس بولی سے ان سب کا ساتھ چھوٹا ہے تو گویا یہ بولی ہی بے سہارا ہوگئی ہے۔ اور اس کے چاہنے والوں کی اس بے پروائی نے اس بولی کو خون کے آنسو پینے پر مجبور کر دیا ہے۔ جبکہ کچھ دہائیوں یا کچھ عشروں پہلے تک میمنی بولی ان تمام میمن گھرانوں کے گلے کا ہار ہوا کرتی تھی اور آپ کسی بھی میمن گھر یا گھرانے میں چلے جائیں تو آپ کو اس گھر میں میمنی بولی کے پھول بکھرے نظر آتے تھے یا اس بولی کی خوشبو سے ان گھرانوں کے در و دیوار مہک رہے ہوتے تھے اور وہاں آنے والے لوگ بھی گھر کے باہر کھڑے ہو کر سمجھ جاتے تھے کہ وہ ایک ایسے معزز اور محترم میمن گھرانے میں آئے ہیں جہاں سے وفا اور پیار کی مہک آ رہی ہے اور یہی وجہ تھی کہ اس زمانے تک میمنی بولی سے اس کے چاہنے والے بے حد پیار کرتے تھے اور ان کو اس بولی سے اتنی محبت تھی کہ وہ اس سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

میمنی بولی بولنے والے میمنوں کا ماضی کا حلیہ اور لباس : ویسے تو میمن حضرات اپنی کاروباری صفات اور حساب کتاب میں مہارت کے حوالے سے اس دور میں بھی پوری دنیا سے اپنی مہارت کا لوہا منوا چکے تھے اور ایک دنیا ان کے اس حساب

کتاب کی مہارت کو بہت پسند کرتی تھی اور اسی لیے میمن برادری سے تعلق رکھنے والے لوگ بالخصوص کاروباری حساب کتاب کے شعبے میں بہت آگے تھے۔ مگر ساتھ ساتھ ان کا مخصوص لباس اور پہناوا بھی انہیں مخصوص شناخت عطا کرتا تھا۔ معتبر کتابوں، رسالوں اور دستاویزات میں لکھا ہے کہ اس دور کے میمن نہایت سادہ مزاج ہوا کرتے تھے۔ وہ سادہ لباس بڑے وقار کے ساتھ زیب تن کیا کرتے تھے۔ ان کے جسم پر عام طور سے لمبی قمیض، لمبا پاجامہ، لمبا کرتا واسکٹ اور سر پر مخصوص پگڑی یا ٹوپی ہوا کرتی تھی اور اوپر سے جب وہ ہر دلعزیز سادہ سی میٹھی میٹھی میمنی بولی بولتے تو اور بھی اچھے لگتے تھے۔

مذہب سے لگائو اور سخاوتیں : اپنے سادہ مزاج میمنوں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ مذہب سے خصوصی لگاؤ رکھتے ہیں۔ میمن حضرات کی زندگیوں میں مسجد اور مدرسے کو بہت عمل دخل تھا۔ وہ نماز، روزے کے پابند تھے۔ نمازیں بھی پابندی سے ادا کرتے تھے اور روزے بھی بڑے اہتمام سے رکھتے تھے۔ جب روزے رکھتے تھے تو ان کے اندر سخاوت اور فیاضی بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ وہ خاص طور سے رمضان المبارک میں روزے اور سحری میں دعوتوں کا اہتمام کرتے تھے بلکہ اس مقدس مہینے میں زکوٰۃ کی ادائیگی میں بھی خصوصی دلچسپی لیتے تھے اور اسی لیے ان کے گھروں پر زکوٰۃ لینے والوں کا ہجوم جمع رہتا تھا اور ہمارے میمنوں کی یہ تمام خصوصیات آج بھی ان کے اندر موجود ہیں۔

اصل مسئلہ کب کھڑا ھوا ؟ میمنوں میں اور میمن برادری میں اصل مسئلہ بلکہ مسائل اس وقت کھڑے ہوئے جب انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی ان پرانی روایات کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑا ظلم یہ بھی ہوا کہ وہ اپنی اصل شناخت یعنی میمنی بولی کو چھوڑ کر دوسری زبانوں کے اسیر بنتے چلے گئے جبکہ ان کی میمنی بولی تو ان کو اتحاد کے بندھن میں باندھنے کا اہم ذریعہ تھی۔ جب وہ اس بندھن کو ہی توڑ بیٹھے تو پھر باقی کیا بچتا؟ میمنی زبان یا میمنی بولی کی فراموشی پوری میمن قوم کو بہت مہنگی پڑی۔ وہ دوسری زبانوں کے سحر میں کچھ اس طرح جکڑ گئے تھے اپنی بولی کو ہی بھول بیٹھے!

اپنی بولی یا اپنی زبان کا جادو : کہتے ہیں کہ بولی چاہے وہ انسان کی ہی یا کسی پرندے یا جانور کا۔ اس کا اپنا سحر اور اپنا جادو ہوتا ہے اور وہ اس جادو سے کبھی اپنی جان نہیں چھڑا سکتا۔ شہد کی مکھیاں اپنی مخصوص بھن بھناہٹ سے ایک دوسری سے رابطہ کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ کس سمت میں یا کسی جگہ میں اچھے قسم کا شہد موجود ہے۔ اسی طرح ڈولفن مچھلیاں بھی اپنی مخصوص سیٹی نما آوازوں سے ایک دوسری کو مخصوص پیغام دیتی ہیں اور اپنی ساتھیوں کو آنے والے خطرات سے پیشگی آگاہ کرتی رہتی ہیں بلکہ اپنے پاس بھی بلاتی ہیں۔ اسی طرح کبوتر، گدھ، چیلیں، کوے، مینائیں، فاختائیں، ریچھ، شیر، بندر اور طوطے ایک دوسرے کو مطلوبہ اور اہم ترین پیغامات پہنچا کر ایک طرف تو انہیں خطرے سے بچاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ملاپ کے زمانوں میں ان کو طلب کر کے اس کے ساتھ اپنے رابطے بڑھاتے ہیں۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو پرندے، جانور اور آبی جانوروں کے ساتھ ساتھ زمین پر رہنے بسنے والے جانور بھی اسی رابطے والی بولی کے ذریعے آپس میں رابطے کرتے ہیں اور اپنی نسل کے تحفظ کے لیے ضروری اہتمام کرتے ہیں۔

بولیوں کی ایک اور قسم اشاری بولی ہے جس میں ٹریفک سگنلز پر نصب سبز، سرخ، زرد و دیگر بتیاں ہمیں یعنی ڈرائیورز کو یہ بتاتی ہیں کہ کب ہمیں رکنا ہے، کب آگے جانے کے لیے تیار ہونا ہے اور کب ایک دم چل دینا ہے۔ یہ اشارتی زبان ہے جو محض اپنے رنگوں کے ذریعے وہاں موجود تمام گاڑی سواروں کو مخصوص پیغام دیتی ہے اور اس طرح ایک سے دوسرے کے رابطے کا سبب بن کر آسانی اور سہولت پیدا کرتی ہے۔

مگر انسان سے ایک بہت اہم غلطی یہ ہوئی کہ وہ ان رابطے کی زبانوں سے نہ صرف محروم ہوگیا بلکہ اس نے اپنی مخصوص بولیوں یا بولی کو بھی خود ہی فراموش کر کے اپنے زوال اپنی شناخت کا مکمل بندوبست کرلیا جس کے بعد کسی بھی قوم، گروہ یا زندگی کی بقا خطرے میں پڑ جاتی ہے اور یہی سب کچھ آج اپنی میمن برادری، گجراتی برادری یا دیگر بولیوں والے طبقوں کے ساتھ بھی ہوا ہے۔

اپنی بولی یا زبان سے محرومی : تاریخ گواہ ہے کہ انسان نے اپنی مخصوص بولی یا زبان سے محرومی کی بہت بڑی اور سنگین سزا بھگتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر میمنی زبان یا میمنی بولی بولنے والی برادری وہ اپنی زبان سے دور ہوتی گئی۔

یاد رکھیے کہ جو قومیں اور برادریاں اپنی مخصوص شناخت یعنی اپنی بولی اور اپنی ثقافت کو زندہ نہیں رکھ پاتیں وہ جلد ہی اپنے جداگانہ شخصیت اور اپنی شناخت کو کھو دیتی ہیں ایسے میں اگر ہماری بطور قوم اور بہ طور برادری شناخت کے لیے مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ فوری طور پر ایکشن میں آئیں، ہنگامی اقدامات اٹھائیں اور وقت ضائع کیے بغیر اپنی تہذیب و ثقافت کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ ہماری زبان ہماری تہذیب، ہمارے کلچر اور ہماری ثقافت کی امین ہے۔ یہ ہماری روایتوں کی بھی امین ہے۔ ہماری امتیازی شناخت کی بھی سب سے بڑی امین ہے۔

اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنی دہائیوں پرانی روایات کی طرح اپنی مخصوص روایات اور اپنی زبان کو گھروں، کاروباری اداروں، سماجی اداروں، محفلوں، شادی بیاہ کی تقریبات میں بھی استعمال کریں اور جب بھی آپس میں نجی بات چیت کریں یا نجی کاروباری اور دیگر معاملات پر اظہار خیال کریں تو میمنی بولی میں ہی کریں! ایسا نہیں ہے کہ ہماری کوئی بولی یا زبان نہیں ہے۔ ہم الحمدللہ! صاحب زبان بھی ہیں اور بولی والے بھی ہیں۔ ہم کوئی گونگی قوم نہیں ہیں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نے اب تک جو بھی نقصان کیا ہے اس کا ازالہ کریں اور میمنی بولی، میمن زبان کو پہنچنے والے نقصانات سے خود کو بچانے کے لیے اہم اور سنجیدہ اقدامات کریں تا کہ ہماری تہذیب کو ثقافت کو تحفظ مل سکے اور ہم بطور قوم نہ نقصان نہ کرسکیں کیونکہ اب وہ وقت آگیا کہ ہم مزید قومی اور برادرانہ نقصان کے متحمل نہیں ہوسکتے۔ اب تک ہمارا جو بھی قومی نقصان ہوا ہے وہ پہلے ہی ہماری برادری اور ہماری قوم کو بہت نقصان پہنچا چکا ہے۔ اگر ہم نے اس کے سامنے فوری طور پر بند نہ باندھا تو پھر ہمارے اس قومی ورثہ کا نقصان کا بہت بڑا خمیازہ ہمیں خود ہی بھگتنا ہوگا جس کے نقصان کی قدر و قیمت کا ہم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

میمنی بولی (زبان) کو ہماری ضرورت ہے اس کو گلے لگائیے : یہ وہ اہم وقت ہے جبکہ ہماری اپنی میمنی بولی یا میمنی زبان کو ہماری ضرورت ہے وہ ہمیں زور زور سے آوازیں دے کر ہمیں پکار رہی ہے۔ ہم دونوں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے اگر میمنی بولی نہیں رہی تو ہم بھی نہیں رہیں گے۔ اس لیے ہمیں اس کی پکار کا جواب دینا چاہیے اور اس کی مدد کو آگے بڑھنا چاہیے تا کہ اس کی مدد کرتے کرتے ہم خود اپنی بھی مدد کرسکیں۔ اگر ہم نے اس وقت میمنی بولی یا میمنی زبان کو گلے لگالیا اور اس کی مدد کی تو سمجھ لیں کہ اس طرح ہم خود اپنی بھی مدد کرسکیں گے۔

میمن بولی یا زبان ہماری اپنی منفرد شناخت کا اہم ذریعہ ہے۔ اگر ہم نے اس شناخت کو دوبارہ سے اپنا لیا اور اس زبان کا استعمال شروع کردیا تو ڈھیروں مسائل خود ہی حل ہوجائیں گے۔ جیسے کہ سب سے پہلے تو ہم اپنے گھروں، دفاتر، کاروباری اداروں اپنی اسکولوں اور اپنے کالجوں میں اس میٹھی بولی کو دوبارہ فروغ دیں۔ اس بولی کو اسکولوں کے نصاب میں شامل کرائیں تا کہ اس زبان و بولی کو پڑھنے اور بولنے والے

اس میں زندگی کی ایک نئی روح پھونک سکیں اور اس کے نتیجے میں خود کو بھی بطور قوم توانا اور مضبوط بنائیں۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ زیادہ تعلیم یافتہ اور دولت مند گھرانے میمنی بولی یا میمنی زبان کو قدامت پسند قرار دے کر اسے چھوڑ چکے ہیں اور اس طرح انہوں نے اپنی اہم شناخت اپنی بولی کو ہی گڈبائی کہہ دیا ہے لیکن ہمیں اسے دوبارہ سے اپنانا ہے اور اس طرح سے خود کو توانا کرنا ہے اور آگے آنے والی بہت بڑی مشکل سے بچانا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ سب کچھ بھول کر اور اپنی پرانی غلطیوں کو فراموش کر کے ہنگامی اور جنگی بنیاد پر اقدامات کریں اور میمن ہو تو میمنی بولو، میمنی پڑھو اور میمنی لکھو کا نعرہ اپناؤ اس کے بعد ہی ہمارے لیے اپنا تشخص روشن رکھنے کا کوئی راستہ نکل سکتا ہے اور ہم ایک بار پھر اپنی پرانی اور درخشاں روایات کو اپنانے کے بعد اپنے اندر ماضی کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔

ہم کہاں کھڑے ہیں؟ ہماری کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارا کلچر اس وقت کہاں ہے اور ہم اس وقت کہاں کھڑے ہیں؟ ہم اس ضمن میں ابھی تک اسی فکر میں ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کرتے اگر یہ غور دیکھا جائے تو ہم اس مقام پر کھڑے ہیں جہاں سے کسی طرف جانے کا ہمیں راستہ نہیں مل رہا کہ ہم کہاں جائیں، کب جائیں اور کیسے جائیں۔ اس وقت ہمیں ایک ٹھوس حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم کو فلاں فلاں فیصلہ کرنا ہے اور اس پر ثابت قدمی کے ساتھ جمے رہنا ہے۔

ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت دنیا میں جن اقوام نے ترقی کی ہے ان میں سب سے اہم اور قابل توجہ شعبہ فیشن کا ہے۔ ہم فیشن اور دکھاوے کی اندھا دھند دوڑ میں ایک دوسرے کو دیکھے بغیر اندھی تقلید کر رہے ہیں اور فیشن کی دوڑ میں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑے چلے جا رہے ہیں وہ بھی سوچے سمجھے بغیر ہمیں اس ضمن میں بھی غور وفکر کرنا ہے اور اسی مسئلے پر سنجیدگی سے سوچنا ہے۔ یہ وقت بہت اہم ہے اور یہی وقت سوچنے سمجھنے کا ہے اور اس حوالے سے کوئی عملی قدم اٹھانے کا ہے۔ فیشن کی اس وبا کی وجہ سے ہم ایک ایسے شکنجے میں چلے گئے ہیں۔ اگر ہم نے اس وقت بھی اس مشکل سے نمٹنے کا نہ سوچا اور اس حوالے سے کوئی قدم نہ اٹھایا تو مستقبل میں مشکل ہوگی، ہمیں اپنا میمن پن، میمن بولی، میمن ثقافت ماضی سے جوڑ کر مستقبل سے وابستہ کرنا ہوگا۔

بیرونی دنیا کے لوگ کرسمس، نیا سال اور ویلنٹائن ڈے خوب جم کر مناتے ہیں مگر وہ کبھی ہمارے دیسی تہوار نہیں مناتے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے اور وہ لوگ یہ طریقہ کیوں اختیار کرتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اقوام کو اپنی تہذیب وثقافت سے پیار ہے اور وہ اسی لیے اپنی ان رسومات اور اپنے تہواروں کا اہتمام کرتے ہیں مگر وہ ہمارے دینی تہوار کا اہتمام اس لیے نہیں کرتے کیونکہ وہ ان تہواروں کو مناسب خیال نہیں کرتے۔

کتنی زبانیں؟ ہندوستان کے ہر صوبے کی تہذیب، ثقافت اور کلچر بالکل الگ ہے اس کے علاوہ ان علاقوں اور صوبوں میں بے شمار بولیاں بھی رائج ہیں جو ان علاقوں کے رہنے والے بڑے شوق سے بولتے ہیں اور آپس میں رابطے برقرار رکھتے ہیں۔ یہ سبھی بولیاں ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر تھوڑے بہت فرق سے سبھی بولیاں آپس میں رابطے اور تعلق کی وجہ بنی ہوئی ہیں۔ ریاست کچھ کاٹھیاواڑ اور سندھ میں مختلف علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ دنیا سمٹ کر ایک گلوبل ویلیج یا عالمی گاؤں بن چکی ہے۔ نئے اور ابھرتے ہوئے ذرائع اور وسائل نے فاصلوں کو سمیٹ کر کم کر دیا ہے۔ لوگ اور خاندان ایک دوسرے زیادہ قریب ہونے کے باعث ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک آچکے ہیں۔

ان کے ان قریبی رابطوں نے آپس میں ایک دوسرے میں ضم ہوکر یا Mixed ہوکر ایک نئی زبان کی شکل اختیار کرلی ہے۔ اب کچھ زبانیں انٹرنیشنل زبانیں بن چکی ہیں جن میں انگریزی، عربی، اردو سرفہرست ہیں اور بعض مضبوط، مستحکم اور ترقی یافتہ زبانوں نے خود کو اس درجے پر پہنچادیا ہے کہ اب چھوٹی علاقائی زبانیں اور بولیاں اپنی جگہ چھوڑنے لگی ہیں اور کچھ عرصے بعد وہ دنیا سے مٹ جائیں گی لہٰذا ہمیں ایسے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے کہ جب ہم اپنی میمنی بولی کو ایک مضبوط و مستحکم زبان کے روپ میں دیکھ سکیں! اللہ کرے کہ وہ وقت جلد آئے!

بشکریہ: میمن ویلفیئر (گجراتی) بمبئی۔ مطبوعہ اپریل 1966ء

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

اپیل برائے زکوٰۃ

زکوٰۃ ہر صاحب نصاب پر فرض ہے۔ قرآن پاک میں 82 مقامات پر زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم آیا ہے۔ برادری کے مستحق غرباء، بیوائیں، یتیم بچے/بچیاں آپ کی زکوٰۃ کے منتظر ہیں۔ رمضان المبارک اور عیدالفطر کی خوشیوں میں ان کو بھی اپنے ساتھ شامل کیجئے۔ اپنی زکوٰۃ کا کچھ حصہ بانٹوا میمن جماعت کو دیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی زکوٰۃ مستحقین تک خود پہنچائی جائے گی۔ جزاک اللہ

محمد انور محمد قاسم کاپڑیا

اعزازی جنرل سیکریٹری

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

ماہنامہ میمن سماج کا شمارہ فروری کی خصوصی اشاعت

21 فروری مادری زبانوں کا عالمی دن

میمن برادری کی مادری زبان ''میمنی بولی''

میمن بولی پر گجراتی زبان وادب کے ممتاز قلمکاروں کے تحریر کئے گئے تحقیقی مقالات اور مضامین کے تراجم کا گلدستہ

میمن برادری کی تعلیم یافتہ نوجوان نئی نسل کے لئے معلومات افزا آگہی کا اہم ذریعہ

آپ بھی مطالعہ کیجئے اور دوست احباب کو مطالعہ کرائیے۔ (ادارہ)

گجراتی سے اردو ترجمہ

"میمنی بولی" میمن برادری کی بقا کے لیے ناگزیر ہے

عبدالرزاق تھاپلا والا (مرحوم) کی ایک اہم تحریر

Late Abdul Razzaq Thaplawala

میمن برادری کا ماضی بے حد شاندار اور روشن رہا ہے۔ اس کی تاجرانہ صلاحیت، نفع ونقصان کو بھانپنے اور برداشت کرنے کی قوت، اچھے اخلاق واطوار، ایمانداری، سچائی اور سماجی خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ میمن برادری میں جماعتوں کا نظام بھی منفرد ہے جس کے تحت بے شمار رفاہی اور سماجی کام انجام دیے جاتے ہیں، قیام پاکستان سے قبل میمن برادری ایک مخصوص علاقے تک محدود تھی لہٰذا اس کی شناخت کا کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن پاکستان کے قیام کے بعد برادری کی ایک بڑی تعداد نے پاکستان ہجرت کی جس کے باعث اس کے افراد کے مابین فاصلے بڑھتے چلے گئے اور بیشتر میمنوں نے کراچی اور حیدرآباد، سکھر، میرپور خاص، شکارپور اور ٹھٹھہ جیسے بڑے شہروں میں رہائش اختیار کرلی۔

جب میمن برادری نے اپنے آبائی علاقے سندھ سے ریاست کچھ گجرات اور کاٹھیاواڑ کی جانب ہجرت کی تھی اس وقت جس کو جہاں راستہ اور تجارتی مواقع ملتے گئے وہ آگے نکلتا چلا گیا۔ اس طرح میمن برادری دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلتی چلی گئی مگر اس نے اپنے کلچر وثقافت کو زندہ رکھتے ہوئے اپنی مخصوص شناخت کو زندہ رکھا لیکن افسوس پاکستان میں ہمارے بزرگوں کی عدم توجہی کے سبب میمن بولی زبوں حالی کا شکار ہے۔

آج کے جدید دور میں مواصلاتی سہولتوں کے باعث دنیا ایک گلوبل ویلیج بن کر رہ گئی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ میمن برادری کے بہت سے افراد مشرق وسطی، افریقہ، امریکہ، کینیڈا اور برطانیہ وغیرہ میں آباد ہیں جس کے باعث اب یہ بین الاقوامی برادری بن گئی ہے۔ مختلف ممالک میں مقیم میمن برادری کے لوگوں نے جماعتیں، سوسائٹیاں اور ایسوسی ایشنز قائم کر کے ایک دوسرے سے رابطے قائم کر رکھے ہیں جس سے ان کے باہمی اور سماجی مسائل حل ہوتے ہیں مگر اپنے آبائی شہروں سے دور رہنے کے سبب میمن برادری کے افراد دیگر برادریوں میں ضم ہونے لگے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی آبائی خصوصیات اور پہچان سے بھی دور ہورہے ہیں۔ اس صورت حال میں یہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا آئندہ برسوں میں میمن برادری اپنی علیحدہ شناخت برقرار رکھ سکے گی؟ آئندہ پچاس سے سو سال میں جب موجودہ نسل کی جگہ نئی نسل آجائے گی تو کیا نئی نسل برادری کے اعتبار سے اپنی علیحدہ شناخت برقرار رکھ سکے گی؟ موجودہ دور میں جو مشترکہ قوت ہمیں ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہے وہ ہماری مادری زبان ہے جس نے ہمیں ایک لسانی اکائی بنا رکھا ہے، ایک میمن فرد دوسرے میمن فرد سے میمن بولی بول کر ہی رابطہ کرتا ہے۔

میمنی صحیح معنوں میں ایک زبان یا لینگویج نہیں ہے۔ یہ ایک بولی ہے۔ جس کا اپنا کوئی اسکرپٹ یا رسم الخط نہیں ہے۔ قیام پاکستان سے قبل میمن حضرات گجراتی زبان کو رابطے کے لئے استعمال کرتے تھے جو اب پاکستان کی حد تک ختم ہوتی جارہی ہے۔ پاکستان میں اردو زبان ہی اب ہمارے رابطے کی زبان ہوگئی ہے اور اب میمن گھرانوں میں بھی اردو ہی بولی جارہی ہے۔ نئی نسل کے بہت سے افراد یا تو میمنی بولی نہیں بول سکتے یا پھر مشکل سے میمنی میں گفتگو کرپاتے ہیں۔

میری رائے میں اگر میمنی زبان کو رومن (انگریزی) میں لکھا جائے تو پاکستان سے باہر آباد میمنوں کو بڑی آسانی رہے گی، جناب اقبال موٹلانی نے میمنی بولی کو اردو رسم الخط (اردو اسکرپٹ) میں لکھنے کی کوششیں کی ہیں اور میمنی بولی لکھنے کا کام بڑی خوبی سے انجام دے رہے ہیں اور ان کا کالم روزنامہ آغاز کراچی میں شائع ہوتا تھا۔ چیف ایڈیٹر پندرہ روزہ اخبار میمن جناب یوسف ابراہیم کی ادارت میں میمنی کالم شائع ہوتا رہا ہے۔ آپ نے اپنے تمام مطبوعہ مضامین کو "پانچی بولی میں" کے عنوان سے کتابی شکل میں بھی جون 2000ء میں شائع کیا۔ یہ کتاب بے حد مقبول ہوئی۔ لیکن وہ میمن برادری کے رہنماؤں کی جانب سے پذیرائی نہ ملنے کے سبب بددل ہوگئے۔ میں نے ان کے کام کو ممکنہ حد تک پروموٹ کیا اور حوصلہ افزائی کی اور جب بھی انہوں نے لٹریری تعاون کی ضرورت محسوس کی تو مجھ سے رابطہ کیا۔ ایسے علمی اور تحقیقی کام کرنے والے باصلاحیت نوجوانوں کو ہر قدم پر مورل سپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جناب یوسف مانڈویا (مرحوم)، جناب حبیب لاکھانی (مرحوم)، جناب یحیٰ ہاشم باوانی (مرحوم)، جناب یونس قیس (مرحوم)، جناب منشی دھوراجوی، جناب اقبال موٹلانی، جناب نسیم عثمان اوساوالا اور کھتری عصمت علی پٹیل نے میمنی بولی کے حوالے سے اہم قلمی خدمات انجام دیں۔

میمنی بولی کو اردو کے حروف تہجی میں لکھنا بھی قابل فخر بات ہے کیونکہ اردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اس طرح پاکستان میں بسنے والی میمن برادری کو قومی دھارے میں شامل رکھا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں بولی جانے والی کئی زبانیں ایسی ہیں جن کے حروف تہجی نہیں ہیں اور بالخصوص کروڑوں افراد میں بولی جاتی ہیں۔ بہرحال میمنی زبان کو مکمل زبان میں تبدیل کرنا بے حد ضروری ہے لیکن اس بارے میں غور و فکر کرنا اور فیصلہ کرنا ہمارے بزرگوں، دانشوروں اور علم و ادب کے شعبے میں کام کرنے والوں کا ہے۔

(بشکریہ: روزنامہ وطن گجراتی کراچی۔ مطبوعہ: 21 فروری 2010ء)

(اردو ترجمہ: ک۔ع۔پ)

آپ جہاں بھی جب بھی مدد دینے کے لئے آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تب

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کے زکوٰۃ فنڈ اور ڈونیشن فنڈ کو یاد رکھنے کی پرخلوص گزارش ہے آپ کی چھوٹی بڑی امداد سے اپنی جماعت ضرورت مندوں، غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کرسکے گی۔

مادری زبان کا عالمی دن

21 FEBRUARY INTERNATIONAL MOTHER LANGUAGE DAY

میمنی بولی - مٹھی بولی

جس نے ریاست کچھ کاٹھیاواڑ کی کچھی زبان کی کوکھ سے جنم لیا
مادری زبان فطری ورثہ کی حیثیت رکھتی ہے

سینئر قلمکار اور ریسرچ اسکالر تاریخ وثقافت کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

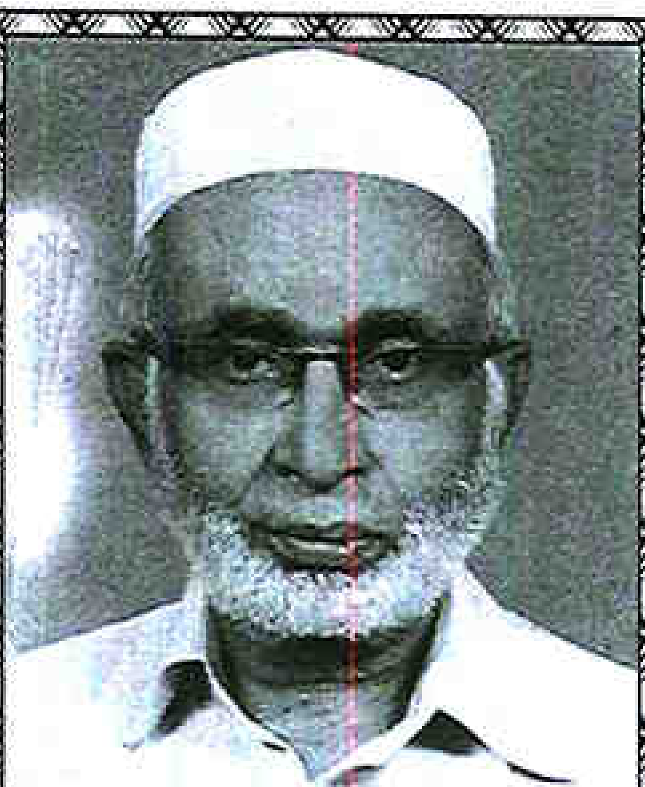
Khatri Ismat Ali Patel

زبان ایسی علامتوں کا مجموعہ ہوتی ہے جس کے ذریعے انسان اپنے جذبات، احساسات اور حقائق واضح کرتا ہے۔ مادری زبان انسان کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملتی ہے۔ دنیا میں تقریباً چھ ہزار سے زائد زبانیں بولی جاتی ہیں۔

دور جدید نے جہاں دنیا کو ایک آفاقی گاؤں کی شکل دے دی ہے وہاں نصف سے زائد زبانیں معدوم ہونے کی جانب قدم بڑھا رہی ہیں اور ان کا معدوم ہونا یقیناً انسانی تہذیب و ثقافت کا ناقابل تلافی نقصان ہے۔ ان سسکتی ہوئی زبانوں کی فہرست 1996ء میں پہلی بار منظر عام پر آئی۔ جس کے بعد 21 فروری کو مادری زبان کے عالمی دن کے نام سے منسوب کردیا گیا۔ اس دن کا بنیادی مقصد ان دم توڑتی ہوئی مختلف النوع زبانوں کو زندگی کی طرف واپس لانا اور ان کی ضرورت واہمیت سے عوام الناس کو روشناس کرانا تھا۔

1999ء میں پیرس میں منعقدہ یونیسکو کے 30ویں سیشن کی جنرل کانفرنس میں ”21 فروری کو مادری زبان کے عالمی دن“ کے طور پر منانے کی قرارداد منظور کی گئی۔

زبان ایک مکمل، وسیع اور تفصیلی لفظ ہے جس کو زبان سے ادا کرتے ہی انسان کو اندازہ ہوجاتا ہے کہ پوری ادبی حیثیت رکھتی ہے اور اسے بڑے سلیقے سے برتا جاتا ہے۔ اس کے قواعد وضوابط، گرامر بھی ہے اور اس کا تحریری مواد بھی موجود ہے۔ اس زبان کو اس کے ادبی قواعد کی وجہ سے آسانی سے سیکھا جاتا ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ زبان ہرگز زبان نہیں ہوسکتی، ہاں بولی ضرور ہوسکتی ہے یعنی زبان کی وہ شکل جو عام اور خام شکل میں ہو۔ اس کا نہ ادبی ذخیرہ ہو اور نہ اس کی کوئی معنوی حیثیت ہو۔ بولی وہ ہوتی ہے جسے لوگ روزمرہ کی گفتگو یا بات چیت میں بولتے ہیں، آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے استعمال کرتے ہیں اور یہ کہ اس بولی کو بولنے والے تعلیم یافتہ یا اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں کہلاتے بلکہ اس بولی کو عوام الناس کی بولی کہا جاتا ہے۔ بات جب زبان کی ہورہی ہو تو وہ ہر طرح کے کیل کانٹے سے لیس ہوتی ہے۔ اس کا اسکرپٹ بھی ہوتا ہے اور

تحریری مواد کا بھی ڈھیر موجود ہوتا ہے جسے اس زبان کے کہنہ مشق حضرات نے لکھا ہوتا ہے۔

میمنی بولی کی بالکل یہی کہانی ہے۔ یہ صرف بولنے کی حد تک ہے۔ گھروں میں عام بول چال میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی اپنی ادبی حیثیت اس لیے نہیں ہے کہ اس کا کسی بھی طرح کا ادبی ذخیرہ موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی دوسری زبان یا بولی بولنے والا اس خواہش کا اظہار کرے کہ وہ ہماری بولی سیکھنا چاہتا ہے تو ہمیں اسے کیا جواب دیں گے؟ اس کی کس طرح رہنمائی کریں گے؟ کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ میمن برادری کے پاس کوئی ایسا تحریر مواد نہیں ہے جسے یہ دوسروں کو پڑھا اور سکھا سکیں۔ ان کے پاس ان کی بولی کے ماہر انشا پرداز بھی برائے نام ہیں جو اس زبان یا بولی کے حوالے سے دوسروں کی کسی طرح کی رہنمائی کرسکیں۔ اس ساری بحث سے یہ ثابت ہوا کہ میمنی زبان کوئی زبان نہیں بلکہ بولی ہے اور یہ کہ اسے برادری کی دل پذیر بولی ضرور کہا جاسکتا ہے اور یہ کہ اسے امیر وغریب اور پس ماندہ اس کے اپنے لوگوں نے ہی بنایا ہے یعنی اس زبان کے جاننے والوں سے میمنوں نے اس بولی یعنی میمنی بولی کے ساتھ سوتیلی بہن والا سلوک کررہے ہیں۔ انہوں نے اس بولی کو نظرانداز کردیا ہے۔ نہ اسے اپنے گھروں میں بولتے ہیں اور نہ ہی برادری کے ارکان جب ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو اس بولی کے توسط سے ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے ہیں۔ گویا ان کے پاس اپنی زبان اپنی بولی تو ہوتی ہے مگر وہ اس کو پھر بھی استعمال نہیں کرتے۔ اس طرح انہوں نے قوت گویائی کے حامل ہوتے ہوئے بھی خود کو بے زبان اور گونگا بنالیا ہے۔ کیا یہ سراسر نادانی نہیں ہے کہ یہ اپنی اس بولی کو ہی استعمال کرنا چھوڑ دیں جس نے انہیں حروف کی صدا بتائی جس نے انہیں الفاظ کی نغمگی سے روشناس کرایا؟

آخر ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس کی ماہرین نے کچھ وجوہ بیان کی ہیں جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے۔

میمنی بولی ایک محدود زبان ہے۔ اسے زیادہ لوگوں یا اقوام میں نہیں بولا جاتا اور خاص طور سے کوئی دوسری قوم تو اس بولی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ انہوں نے دنیا بھر کی اہم زبانوں اور بولیوں کے بارے میں دیکھا ہے کہ اگر وہ ترقی یافتہ اقوام کی زبان ہے تو اسے ہر ملک اور خطے کا انسان بڑے شوق سے سیکھنے کی کوشش کرے گا کیونکہ اس قوم نے اپنی اس بولی یا زبان کی Worth بنا رکھی ہوتی ہے۔ اس سے محبت کرکے اسے ایک مقام ایک حیثیت دلا رکھی ہوتی ہے اس کی مثال انگریزی، فرانسیسی، جرمن، جاپانی، عربی وغیرہ زبانیں ہیں مگر ہم نے اپنی میمنی بولی کو اس مقام پر نہیں پہنچایا جہاں دوسری قوموں اور زبانوں کے لوگ اس کو سیکھنے میں فخر محسوس کرتے۔

میمن برادری نے تو خود ہی اس زبان کو بولنا چھوڑ دیا ہے۔ آپس میں بات کرتے ہیں تو بڑے رابطے والی زبانوں میں کرتے ہیں جیسے اردو، انگریزی وغیرہ اگر انہیں اپنی میمنی بولی میں بات کرنا شروع کردیں، اس میں دوسروں سے رابطہ کرنے کی شرط لگادیں تو لوگ مجبور ہوکر اس بولی کو سیکھیں گے بلکہ اس کے فروغ کے لیے دن رات کوشش کریں گے کیونکہ میمن برادری، کچھی برادری بھی ترقی یافتہ برادریاں ہیں۔ یہ بزنس کمیونٹیز یعنی کاروباری برادریاں ہیں اور ایسی برادریاں سے رابطہ کرنا دیگر لوگوں اور اقوام کی مجبوری ہوگی مگر انہوں نے اس بارے میں کبھی کچھ نہیں سوچا۔ کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا ادارہ دیکھا جو میمنی بولی سکھاتا ہو؟ کوئی ایسا مرکز دیکھا ہے جہاں میمنی بولی کے عمدہ پروگرام ہوتے ہوں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ میمنوں کی زبان تو اس حد تک محدود ہوگئی ہے کہ اب یہ ان کے گھروں سے بھی نکل رہی ہے اور ان کے کلچر سے بھی۔ یہ صرف ان کی نجی وادبی محفلوں تک ہی رہ گئی ہے۔ اسے بھی کچھ پرانے لوگ ہی بولتے ہیں۔ یہ بھی گنے چنے لوگ ہیں۔ ان کی اپنی اولادیں اور نئی نسلیں اس زبان سے دور ہیں۔ جب ان کے ماں باپ آپس میں میمنی بولی میں بات کرتے ہیں تو یہ بچے حیرت سے دیکھتے ہیں بلکہ وہ مذاق اڑاتے ہیں۔ کیا یہ ان کی میمنی بولی

ایسی کوئی گھٹیا چیز ہے کہ جس کا اس طرح کھلم کھلا مذاق اڑایا جائے؟

میں بات کر رہا تھا نوجوانوں کے اس بولی کی طرف مائل نہ ہونے کی اس کی متعدد وجوہ ہیں مگر ہم یہاں یہ ضرور کہیں گے کہ اس بولی کو پستی میں دھکیلنے کے ذمے داران کی اپنی برادری کے لوگ موجود ہیں۔ جب یہ اپنی میمنی بولی کی سرپرستی چھوڑ دیں گے تو یہ خود ہی لاوارث ہوجائے گی۔ جو لوگ اپنے گھروں کی حفاظت نہیں کرتے، ان گھروں میں غیر آ کر قبضہ جما لیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ گھر اس کے اصل مالکان کا نہیں رہتا بلکہ ان کا ہوجاتا ہے جو اس پر قابض ہوتے ہیں۔

آخر میمنی بولی میں ایسی کیا خرابی؟ کیا نقص ہے؟ کہ یہ اسے سیکھتے اور بولتے ہوئے شرماتے ہیں؟ کیا اس کے حروف ابجد نہیں ہیں؟ کیا اس کے حروف آواز نہیں دیتے؟ کیا اس کے الفاظ ایک صوتی ردھم Create نہیں کرتے؟ کیا اس کے اندر اظہار کی کمی ہے؟ کیا یہ بولی خیر اور شر میں تمیز نہیں سکھاتی؟ کیا اس کو بولنے اور لکھنے والے مٹ چکے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ

"میمنی بولی ایک زندہ بولی ہے، زندہ قوم اسے بولتی اور اس سے محبت کرتی ہے۔

اس زبان کا ذخیرہ الفاظ بھی خاصا Rich ہے۔"

میمنوں کے بچے اور خاص طور سے نوجوان نسل شاید اس حقیقت سے واقف نہیں ہوں گے کہ میمنی بولی ایک ٹھنڈی، میٹھی، پرلطف اور شیریں بولی ہے۔ زبانوں کے ماہرین کا دعویٰ ہے کہ اس بولی سے سہل، سادہ اور آسان کوئی اور بولی نہیں ہے۔ اگر انسان یعنی وہ انسان جو اس بولی کو سیکھنے کا خواہش مند ہو اسے سیکھنے کی کوشش کرے تو وہ آسانی سے اسے سیکھ سکتا ہے۔ یہ میمنی بولی دنیا میں رہنے بسنے والے ہزاروں لاکھوں انسانوں کی قدیم بولی ہے۔ جس کے اتنے سرپرست اور ہمدرد ہوں، وہ بولی کسمپرسی کی حالت میں کیسے ہوسکتی ہے؟ میمنوں کے حوالے سے مشہور ہے کہ یہ سادہ لوح، نیک اور سیدھے سادے ہوتے ہیں اور دنیا میں ہمیشہ سادہ اور بھولے انسان کا مذاق اڑتا ہے اسی لیے میمنوں کا بھی مذاق بنایا جاتا ہے۔ یہی حال میمنی بولی کا ہے۔ چونکہ یہ سادہ لوح لوگوں کی زبان ہے اس لیے خود بھی سادہ ہے اور سادہ چیز اس معاشرے اور اس دنیا کو اپنی طرف راغب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس بولی کا خوب مذاق بنا مگر یہاں میں میمن کمیونٹی کو ایک بات اور بتادوں کہ ملک کے رائٹرز اور ادیب مزاح تخلیق کرنے کے لیے ہمیشہ سادہ لوح لوگوں اور سادہ بولی کی تلاش میں رہے چنانچہ اس بولی، اس کے بولنے والوں اور اس کے چاہنے والوں کو مزاح کا اہم پرزہ بنایا گیا۔ اس سے بھی میمنوں اور میمنی بولی کی سادہ لوحی ثابت ہوئی کیونکہ اس بولی نے انسان کو ہنسنے کا ذریعہ فراہم کیا، اسے رلانے کی کوشش نہیں کی۔ اس حوالے سے اس بولی کا ایک ٹھوس کردار بھی سامنے آتا ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ بعض دردمند دل کے مالک افراد اور اپنی بولی سے محبت کرنے والوں کی وجہ سے یہ بولی ایک بار پھر جی اٹھی ہے۔ خاص طور سے گجراتی اور دیگر زبانوں کی ادبی محفلوں میں میمنی بولی میں بات کی جاتی ہے۔ تقاریر کی جاتی ہیں۔ تقریری مقابلے ہوتے ہیں، شعر و شاعری ہوتی ہے۔

دنیا میں بسنے والے بے شمار میمن ایسے ہیں جو آج بھی اپنی میمنی بولی پر فخر کرتے ہیں اور دیارِ غیر میں بھی انہوں نے اس بولی کو سینے سے لگا کر رکھا ہوا ہے۔ افریقہ، جاپان، امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، دبئی، جدہ میں یہ سب بھی میمنی بولی کو بڑے اہتمام اور احترام سے بولتے ہیں۔ جسے میمن

عالمی سطح پر جو زبان بولتے ہیں، اسے عام طور سے کچھی زبان کہا جاتا ہے۔ مگر اس ضمن میں ماہر میمن لسانیات کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس وقت جو کچھی زبان رائج ہے، اصل کچھی زبان اس سے تھوڑی مختلف ہے جبکہ آج بولی جانے والی کچھی متعدد انڈین زبانوں کا مرکب ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد کی زبان اور بھی مختلف تھی۔ اس میں مزید آٹھ زبانوں کی آمیزش سے ایک اور بولی وجود میں آئی۔ شاید میمنی بولی اس کی ایک شکل ہے۔ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کچھی زبان یہ میمنی زبان یا میمنی بولی کوئی معمولی بولی نہیں ہے۔ اس میں بہت سی قدیم اور جدید زبانوں کی آمیزش ہے جس نے اس بولی کو ایک انوکھا حسن عطا کردیا ہے۔ اس طرح ثابت ہوا کہ میمنی بولی ایسی گئی گزری بولی نہیں ہے جس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو چھپایا جائے۔ ان سے اپنے میمن ہونے کی شناخت بھی چھپائی جائے۔ یہ تو ایک Rich اور کلچرڈ بولی ہے جو عارضی طور پر ناقدری کا شکار ہے۔ اگر اہل دل واہل زبان اس پر کام کریں، اس کے لیے جستجو کریں تو یہ ایک بار پھر اپنے وجود کو تسلیم کروالے گی اور دنیا کی دوسری بولیاں بھی اس میں شامل ہونے کو آمادہ ہوجائیں گی۔ میمن بولی پر کام کرنے والی ممتاز اور قابل فخر شخصیت جناب اقبال موٹلانی کی ہے جنھوں نے اپنی اردو لیپی (رومن) میں تصنیف جون 2000ء میں ''پانجی بولی میں'' قلمبند کرکے ایک اہم خدمت (کارنامہ) انجام دیا ہے۔ بس پوری میمن برادری کو اس کا ساتھ دینا ہے، اسے بتانا ہوگا کہ میمن بولی تم ہماری ہو اور ہم تمہارے ساتھ ہیں کیونکہ تم نے ہی میمنوں کو آواز بھی دی ہے اور جذبے و احساسات بھی دیئے ہیں، درحقیقت سندھی زبان کے آمیزے سے ریاست کچھ کاٹھیاواڑ کی کچھی زبان کی کوکھ سے جنم لینے والی میمن بولی میٹھی بولی ہے۔

ماہنامہ میمن سماج کے نومنتخب
مدیر اعزازی

عبدالجبار علی محمد بدو

ماہنامہ میمن سماج کے نومنتخب
پبلشر

محمد اقبال بلو صدیق آکھاوالا

دبئی کے پہلے بین الاقوامی ''میمن کنونشن'' میں پڑھا جانے والا مقالہ

میمن زبان اور ہماری شناخت

تحریر: جناب محمد فاروق موٹلانی (مرحوم)

28 اور 29 اپریل 2001ء ہفتہ اور اتوار کو دبئی میں پہلا بین الاقوامی میمن کنونشن منعقد ہوا۔ ہوٹل ''لی میری ڈین'' میں منعقدہ اس دو روزہ میمن کنونشن میں کل 5 سیشن ہوئے۔ پہلے دن تین اور دوسرے دن دو۔ ان میں دنیا بھر سے میمن برادری کی ممتاز شخصیات نے پر مغز تحقیقی مقالے پیش کیے۔ اس کنونشن کے پہلے دن کے دوسرے سیشن میں خلیجی وقت کے مطابق دوپہر ایک بجے آل پاکستان میمن فیڈریشن کے اعزازی سیکریٹری جنرل جناب محمد فاروق موٹلانی نے اپنا مقالہ پیش کیا۔ ان کے یادگار اور تاریخی مقالے کا اردو ترجمہ ہم قارئین کی دلچسپی اور مطالعہ کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

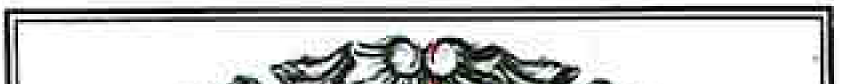

Late M. Farooq Motlani

عزیزانِ محترم!

میمن انٹرنیشنل کنونشن 2001ء کے انعقاد پر آل پاکستان میمن فیڈریشن کے سیکریٹری جنرل کی حیثیت سے میں سب سے پہلے کنونشن کے منتظمین کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، کیونکہ اس کنونشن کے دور رس نتائج اور بہترین ثمرات ہر صاحب بصیرت کو صاف طور پر دکھائی دے رہے ہیں۔ قدرت نے ہر قوم، ہر قبیلے اور برادری کو کسی نہ کسی صلاحیت و خوبی سے ضرور نوازا ہے اور میمن برادری اپنی جن خوبیوں اور اوصاف کی بناء پر اقوام عالم میں ممتاز ہے، ان میں دیانت داری اور تجارتی معاملات میں فہم و ادراک کے ساتھ ساتھ نفع و نقصان کو وسعت قلبی سے قبول کرنے کا جذبہ سرفہرست ہیں۔ اس کا بین ثبوت میمن انٹرنیشنل کنونشن 2001ء کے بنیادی نکات ہیں کیونکہ جن شعبوں کے حوالے سے یہ کنونشن منعقد ہو رہا ہے ان میں متذکرہ بالا دونوں خوبیاں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ الحمد للہ میمن برادری ان خوبیوں سے مالا مال ہے۔ میں کنونشن کے معزز مندوبین کی توجہ اور انہیں غور و فکر کی دعوت کے لئے کنونشن کے نکات سے ہم آہنگ چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں، لیکن اس سے قبل مختصر سی تمہید ضروری ہے۔

معزز ساتھیو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اسے زمین پر اپنا نائب مقرر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انسان زمین کے ہر جغرافیائی رنگ میں رنگ جاتا ہے اور جغرافیائی تقاضوں کے مطابق خود کو با آسانی ڈھال بھی لیتا ہے۔ جس طرح زمین کے ہر خطے کا جغرافیائی ماحول مختلف ہے۔ اسی طرح ان میں بسنے والے لوگوں کی ثقافت بھی مختلف ہے اور خاص طور پر سب کی علیحدہ علیحدہ زبان ان کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔

سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے با عزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ دانا اور باخبر ہے۔''

دوستو! تاریخ کے حوالے سے میمن برادری کی آبائی سرزمین سندھ کا وہ علاقہ تھا جو آج پاکستان میں شامل ہے۔ صوبائی تقسیم کے حوالے سے اب کچھ علاقہ پنجاب میں شامل ہو چکا ہے کیونکہ تقسیم ہند سے قبل ''سندھ'' کی سرحدیں ملتان تک تھیں۔ جب میمن برادری نے اپنے آبائی علاقے سے ہجرت کی اور ''رن کچھ'' کے راستے گجرات اور کاٹھیاواڑ کا رخ کیا تو جس کو جہاں راستہ ملا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ بعض میمن دنیا کے بیشتر ممالک میں جا بسے۔ آج ہماری برادری پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، برما اور نیپال کے علاوہ مشرق وسطیٰ، افریقہ، یورپ اور امریکہ تک پھیل چکی ہے۔ چونکہ ہم ایک برادری ہوتے کے باوجود دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر علاقے میں بسنے والوں نے کسی نہ کسی حد تک مقامی ثقافت قبول کرلی ہوگی یا اس ثقافت سے نبرد آزما ہوں گے۔ ایسے میں صرف ہمارا ہم مذہب ہونا، ایک زبان بولنا اور ہماری خطرات برداشت کرنے کی اہلیت ہی ہمیں ایک بندھن میں باندھ کر رکھ سکتی ہے۔ ہم سب میمن ہیں اور ہمیں میمن ہونے پر فخر ہے۔ کیونکہ خالص تجارتی اور کاروباری سوچ کے حامل ہوتے ہوئے بھی اللہ کے فرمان کے مطابق انسان دوستی اور خدا پرستی کے ہزاروں لاکھوں واقعات اور کارناموں سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ نے پہچان کے لئے قومیں اور قبیلے بنائے اور ہماری پہچان کے لئے ہمیں میمن بنایا ہے۔ اور یہ بھی اس کا احسان عظیم ہے کہ ہمیں ایک پیاری اور میٹھی بولی سے نوازا تاکہ ہماری شناخت مستقل اور مکمل ہو۔ بحیثیت برادری ہماری خوبیاں بے شمار ہیں۔ لیکن میمن کہلانے اور خود کو میمن ثابت کرنے کے لئے ہم پر لازم ہے کہ اپنی میمن بولی کو تحفظ دے کر آنے والی نسلوں میں منتقل کریں۔ اس کے لئے اپنی میٹھی میمنی بولی کو باقاعدہ

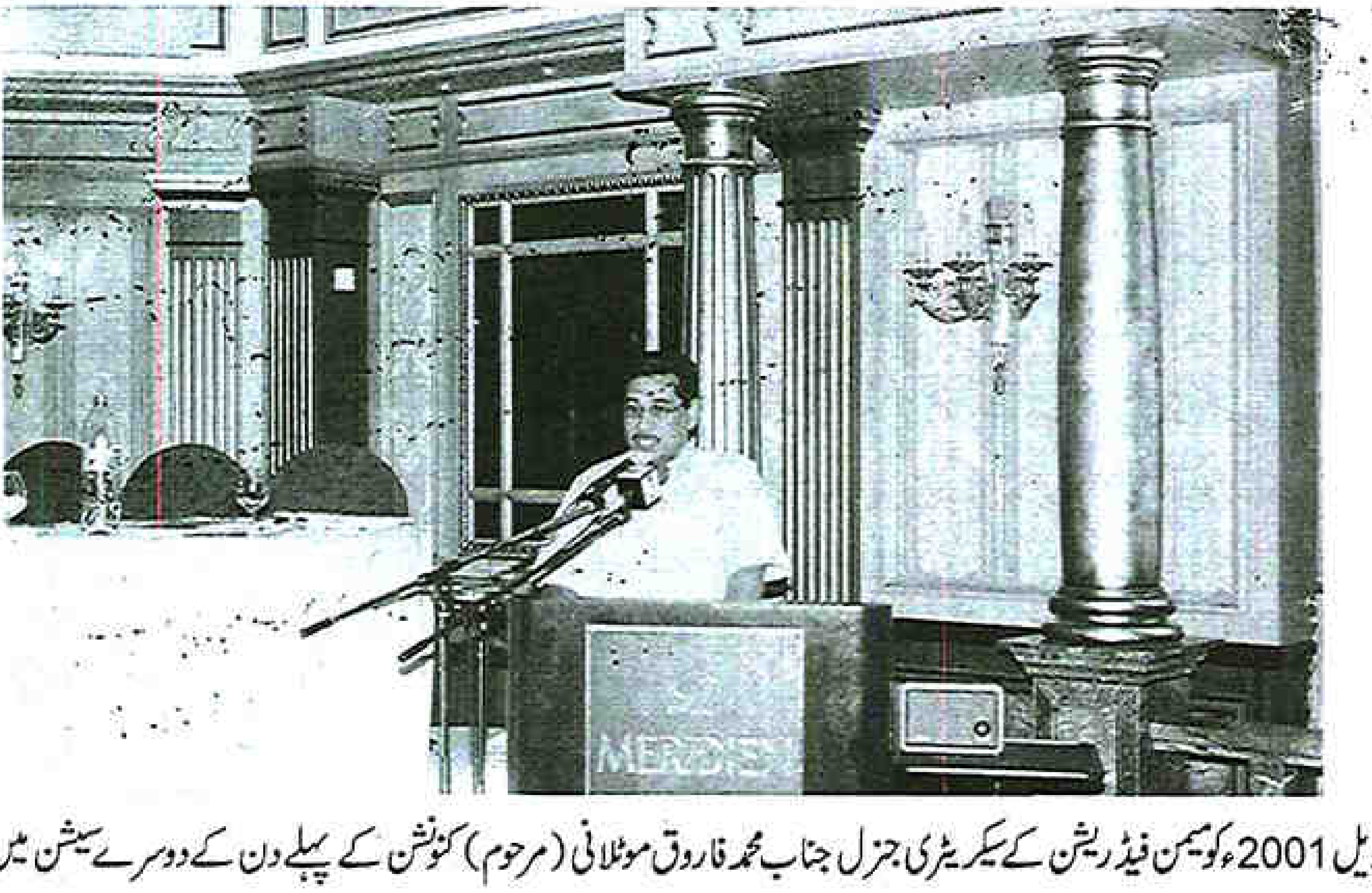

28 اپریل 2001ء کو میمن فیڈریشن کے سیکریٹری جنرل جناب محمد فاروق موٹلانی (مرحوم) کنونشن کے پہلے دن کے دوسرے سیشن میں اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے۔

زبان کا درجہ دینا ہوگا۔ بظاہر یہ مشکل اور پیچیدہ مسئلہ ہے اور اس تیز رفتاری کے زمانے میں باقاعدہ نئے حروف تہجی تشکیل دینا اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی میمن برادری میں انہیں عام کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

اس کٹھن کام کو قابل عمل اور آسان بناتے ہوئے پاکستان کے ایک فنکار اور قلمکار جناب اقبال موٹلانی نے اردو اسکرپٹ میں میمنی زبان لکھنی شروع کی اور ان کا کالم روزنامہ ''آغاز'' کراچی میں شائع ہونا شروع ہوئے۔ اور پھر وہ وقت بھی آ گیا جب اقبال موٹلانی صاحب کی پہلی میمنی کتاب ''پانجی بولی میں'' شائع ہوئی۔ اس دوران جس مرحلے پر بھی میری رہنمائی کی ضرورت پڑی، میں پیش پیش رہا اور اس کتاب کی رہنمائی میں آل پاکستان میمن فیڈریشن کا تعاون شامل رہا۔ میمن زبان کو اردو کے حروف تہجی میں لکھنا کوئی معیوب بات نہ تھی کیونکہ اردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔ اس طرح پاکستان میں بسنے والی میمن برادری کو قومی دھارے میں شامل رکھا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی یہ کوئی چونکا دینے والی بات تھی کیونکہ پاکستان میں بولی جانے والی کئی زبانیں ایسی ہیں جن کے حروف تہجی نہیں ہیں اور بالخصوص کروڑوں افراد میں بولی جانے والی پنجابی زبان کو بھی اردو کے حروف تہجی میں لکھا جاتا ہے۔ پنجابی کی ہزاروں علمی وادبی کتاب اردو اسکرپٹ میں شائع ہو چکی ہیں۔

میمنی بولی کو باقاعدہ زبان کا درجہ دینے کی میری گزارش بظاہر بین الاقوامی میمن کنونشن 29-28 اپریل 2001ء (ہوٹل لی میری ڈین) کے نکات سے ہٹ کر ہونے کے باوجود مذکورہ نکات کے دائرہ عمل میں بھی ہے۔ کیونکہ دبئی میں پہلا میمن انٹرنیشنل کنونشن 2001ء کے ٹاپک نمبر 5 (دنیا بھر میں بسنے والی میمن برادری کا آپس میں رابطہ) سے میمنی زبان کی ترقی وترویج کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق ضرور ہے۔ البتہ اس سلسلے میں مزید غور وخوض کیا جاسکتا ہے۔ آپ کی آراء سے بھی اس ضمن میں راہ ہموار ہوسکتی ہے کہ اردو کے علاوہ انگریزی یا دیگر کسی بھی زبان کے حروف تہجی کا سہارا لے کر یعنی کسی بھی اسکرپٹ میں میمنی زبان کی اشاعت کا کام کیا جائے تاکہ ہماری آنے والی نسلوں کو میمنی زبان میں علمی وادبی ذخیرہ مل سکے۔ اب میں کنونشن کے ٹاپک نمبر 1 اور نمبر 2 پر آتے ہوئے سورۃ الحجرات کے الفاظ یاد دلانا چاہوں گا کہ ''اللہ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوگا۔'' آج یہودی لابی نے جس طرح عالمی معیشت کو کنٹرول کر رکھا ہے اور سودی کاروبار کی وجہ سے دنیا کو مسائل کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔ اس سے چھٹکارہ صرف دین اسلام کے اصولوں کو اپنا کر ہی ممکن ہے۔ آج میمن برادری بینک اور انشورنس کمپنی قائم کرنا چاہتی ہے تو اسے چاہئے کہ سود سے پاک کاروباری نظام کو فروغ دے تاکہ پریشان حال دنیا کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہو۔

دوستو! ایک طرف موجودہ مسائل کا حل صرف اسلام کے پاس ہے تو دوسری طرف اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والی میمن برادری کو اللہ نے اہلیت اور اتنے وسائل دیئے ہیں کہ وہ انسانیت کو مسائل سے نکال کر خوشحالی سے ہمکنار کرسکتی ہے۔ میں ایک بار پھر برادری کی ان خوبیوں کا حوالہ دونگا کہ دیانت داری اور تجارتی معاملات میں فہم وادراک کے ساتھ ساتھ اس میں نفع ونقصان کو وسعت قلبی سے قبول کرنے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اور میمن برادری اپنی ان خوبیوں کی بدولت نہ صرف اپنی شناخت قائم رکھ سکتی ہے بلکہ اسلام کے زریں اصولوں کے مطابق غیر سودی کاروباری نظام قائم کرکے دکھی انسانیت کی خدمت بھی کرسکتی ہے۔

عزیزان گرامی!

میں یہاں اس بات کا ذکر ضروری سمجھوں گا کہ میمن برادری جہاں جہاں آباد ہے، جس جس خطے اور ملک میں میمن رہ رہے ہیں، ان کے اوصاف اور خصوصیات ایک جیسی ہیں۔ اللہ کی عطا کردہ ان خصوصیات کے باعث ہی ان ممالک کی حکومتوں میں میمن برادری کو ایک تاجر برادری کی

حیثیت سے جانا اور پہچانا جاتا ہے اور ان کی عوامی فلاح و بہبود کی سرگرمیوں کے باعث انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ حکومتیں میمن برادری کو اپنے ملکوں کے اقتصادی استحکام کے لئے ضروری خیال کرتی ہیں اور ان سے قابل احترام شرائط پر تجارت و کاروبار کرتی ہیں۔ ساتھ ہی میمن برادری ان ملکوں میں جہاں بھی آباد ہے، اپنے کاروبار کے ذریعے روزگار کے نئے مواقع فراہم کررہی ہے۔ جس سے مقامی لوگوں کو روزگار مل رہا ہے اور حکومت پر سے بوجھ کم ہو رہا ہے۔ اس طرح حکومتوں کی نظروں میں میمنوں کا وقار بلند ہو رہا ہے۔ ان ملکوں میں میمن برادری کو ہجرت کرکے آنے والی دوسری برادریوں کے مقابلے میں زیادہ احترام دیا جاتا ہے۔ اس کا سبب ان کی رفاہی سرگرمیاں ہیں جنھوں نے وہاں کی حکومتوں کے ساتھ وہاں کے عوام کو بھی میمن برادری کا گرویدہ بنادیا ہے۔ اس ضمن میں چند ایک مثالیں پیش کروں گا۔ قیام پاکستان کے بعد جب میمن برادری نے بھارت سے پاکستان ہجرت شروع کی تو اس موقع پر گاندھی اور جواہر لال نہرو نے ہمیں بہت روکا، اس کا سبب میمن برادری کی مذکورہ خصوصیات ہی تو تھیں۔

دوسری بار 1971ء میں جب مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا المناک سانحہ رونما ہوا اور میمنوں نے مشرقی پاکستان سے مغربی پاکستان ہجرت کی تو اس وقت بھی بنگلہ دیش کی حکومت نے ہمیں بہت روکا۔ شیخ مجیب الرحمٰن نے تو بار بار اپیل کی کہ میمن برادری واپس آجائے اور تجارت و صنعت کا چارج سنبھالے۔ آخر میں، اب سے چند ماہ پیشتر لندن میں میمن کمیونٹی سینٹر کے افتتاح کے موقع پر پرنس چارلس ''ولی عہد برطانیہ'' نے برطانیہ میں آباد میمن براری کی خدمات کو جن الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا تھا، وہ میمن برادری کی عزت و توقیر میں بے پناہ اضافہ کرتا ہے۔

میرے محترم دوستو!

اب ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہم کامیابیاں حاصل کریں، کارنامے انجام دیں اور پھر مطمئن ہوکر بیٹھ جائیں۔ ہمیں اپنی شناخت اور پہچان کو آگے بھی بڑھانا ہے اور نئی نسلوں تک منتقل کرنا ہے۔ اس کے لئے ابھی سے کام شروع کرنا ہوگا۔ ہمیں طویل المدت منصوبہ بنانے ہوں گے اور ایسی حکمت عملی تیار کرنی ہوگی جس سے ہم اپنی تمام بنیادی خصوصیات اپنی نئی نسلوں کو منتقل کرسکیں۔

یہ ایک سیدھی سی بات ہے کہ اس عالمی کنونشن سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہوسکتی جہاں ہم اس اچھے کام کی داغ بیل ڈال سکیں یا کم از کم اس سلسلے میں کوئی سمت ہی مقرر کردیں۔ ایک بار راستے کا تعین ہوجائے تو سفر کا آغاز بھی ہوسکتا ہے۔ اگر ایسا ہوگیا تو میرے خیال میں اس بین الاقوامی کنونشن کے انعقاد کا مقصد بھی پوری طرح حاصل ہوجائے گا۔

میمن برادری پائندہ باد۔۔۔ پاکستان زندہ باد

(بشکریہ: وطن گجراتی کراچی۔ ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

(مطبوعہ: 20 مئی 2001ء)

(مطبوعہ پندرہ روزہ میمن ویلفیئر بمبئی (انڈیا)

میمن بولی اور اس کا تاریخی پس منظر

ممتاز میمن ریسرچ اسکالر یحییٰ ہاشم باوانی مرحوم کی ایک یادگار گجراتی تحریر کا اردو ترجمہ

Late Yaya Hasham Bawani

زبان ایسی علامتوں کا مجموعہ ہوتی ہے جس کے ذریعے انسان اپنے جذبات، احساسات اور حقائق واضح کرتا ہے۔ مادری زبان انسان کو اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملتی ہے۔ دنیا میں تقریباً تین سے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں۔

دور جدید نے جہاں دنیا کو ایک آفاقی گاؤں کی شکل دے دی ہے وہاں نصف سے زائد زبانیں معدوم ہونے کی جانب قدم بڑھا رہی ہیں اور ان کا معدوم ہونا یقیناً انسانی تہذیب و ثقافت کا نا قابل تلافی نقصان ہے۔ ان سسکتی ہوئی زبانوں کی فہرست 1996ء میں پہلی بار منظر عام پر آئی۔ جس کے بعد 21 فروری کو مادری زبان کے عالمی دن کے نام سے منسوب کردیا گیا۔ اس دن کا بنیادی مقصد ان دم توڑتی ہوئی مختلف النوع زبانوں کو زندگی کی طرف واپس لانا اور ان کی ضرورت و اہمیت سے عوام الناس کو روشناس کرانا تھا۔ 1999ء میں پیرس میں منعقدہ یونیسکو کی 30 ویں سیشن کی جنرل کانفرنس میں ''21 فروری کو مادری زبان کے عالمی دن'' کے طور پر منانے کی قرارداد منظور کی گئی۔

تاریخ، زبان اور کردار قوم کا تشخص ہوتے ہیں۔ جو قوم اپنی تاریخ، زبان اور کردار سے منحرف ہوجاتی ہے اس کا کوئی مستقبل نہیں ہوتا۔ میمن برادری کے اسلاف نے اپنے عمدہ اصولوں سے تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل کیا۔ صدیوں کا طویل اور کٹھن سفر طے کرنے کے باوجود اپنی زبان کا تحفظ کیا ہے اور اپنے کردار اور اوصاف کا اعلیٰ مظہر پیش کیا ہے۔

انہوں نے قابل ذکر کارنامے بھی انجام دیے ہیں۔ قبل از اسلام بھی وہ انسانیت کے عمدہ اصولوں کو اپنائے ہوئے تھے اور مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ان کے اصولوں میں مزید نکھار آ گیا۔ اللہ کی وحدانیت اور اسلامی تعلیمات کو اپناتے ہوئے اپنی زندگی میں ایک انقلاب لے آئے اور اس تغیر کو اپنے تک ہی محدود نہیں رکھا۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس سے مستفید کیا۔

میمن برادری کے مسلمان ہونے پر تاریخ نویس مختلف آراء لکھتے ہیں۔ بمبئی غزیٹر کی پانچویں جلد جو اٹھارہ سو اسی 1880ء میں شائع ہوئی تھی جیمز کیمبل (James Campbell) نے لکھا ہے نگر ٹھٹھہ میں حضرت پیر یوسف الدین قادریؒ کے ہاتھوں 838ھ 1433ء میں

لوہانہ برادری کے سات سو خاندان مسلمان ہوئے تھے اور ان کو مومن لقب دیا گیا جو بعد میں لفظ میمن بنا اس کا ماخوذ سید امیر الدین نزہت کی کتاب ''ابراز الحق'' ہے جو 1873ء میں شائع ہوئی تھی۔

زبان کی اھمیت : زبان میں قوم کی تہذیب، اخلاق اور برتاؤ کا پرتو ہوا کرتا ہے۔ جس میں تعلقہ قوم کے موروثی اخلاق، تعلقات میں رکھ رکھاؤ اور کاروباری صلاحیت کی خوشبو سمائی ہوتی ہے۔ ماہر لسانیات پوٹر سائمن اپنی کتاب لینگویج ان ماڈرن ورلڈ میں لکھتا ہے عمدہ زبان وہ ہے جس کی بنیاد اس کی معاشرتی اقدار اور موروثی عظمت پر قائم ہو۔

میمنی بولی : میمن برادری اپنا قابل فخر اور منفرد معاشرہ رکھتی ہے۔ اس کے معاشرے کے منفرد طور طریقے ہیں اور ان کی ترویج کے لئے انتہائی میٹھی میمنی زبان ہے۔ کسی زمانے میں اس کا اپنا رسم الخط بھی ہوا کرتا تھا۔ گریرسن نے لنگوائسٹک سروے آف انڈیا جیارج اسٹائن بیک نے گرامر آف سندھی لینگویج اور ماہر لسانیات ڈاکٹر سراج الحق میمن نے 1970ء میں میمن بلیٹن اور ڈاکٹر خواجہ غلام علی الانہ نے سندھی صور تختی میں اس کے نمونے بھی دیئے ہیں۔ میمنی زبان سندھی زبان کی شاخ ہے۔ حاجی بھا گوٹراوالا بھارت نے جدید میمنی رسم الخط کا تجربہ کیا ہے۔ لیکن یہ زبان رائج نہیں ہوسکی مگر ان کی کاوش قابل ستائش ہے۔

میمنی بولی کا تحفظ اور فروغ : میمن برادری کی سندھ سے ریاست کچھ کاٹھیاواڑ نقل مکانی کے بعد اس رسم الخط سے رابطہ کٹ جانے سے میمن زبان کا وجود ایک بولی Dialogue کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن درحقیقت میمنی مکمل زبان Language ہے۔ میمنی بولی نرم میٹھی اور جذبات سے لبریز بولی ہے۔ ہمارے ہاں ایک طبقہ میں میمنی کا استعمال کم ہوتا جارہا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا تحفظ کرنا ہمارا فرض بنتا ہے۔ میمن برادری کے اخلاق اور مضبوط کردار کا نسل در نسل تسلسل اس کی بول چال کے انداز میں نمایاں ہوتا ہے۔ میمن قوم کا ایک قوم کی حیثیت سے تشخص محفوظ رکھنے اور میمن قوم کی پہچان Identity برقرار رکھنے کی خاطر میمنی زبان کی حفاظت ونگرانی تمام میمنوں کا قومی فریضہ ہے۔ اس مقصد کے لئے ابتدائی قدم کے طور پر روزمرہ کی زندگی میں میمنی زبان کا مسلسل استعمال اور اس کے ادب کا کتابی شکل میں موجود ہونا ناگزیر ہے۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور میمنی بولی : بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح میمنی بولی جانتے تھے۔ اس حقیقت کا تذکرہ گجراتی ادب کے ممتاز ادیب جناب یوسف عبدالغنی مانڈویا (مرحوم) نے اپنی کتاب ال قائد میں کیا ہے۔ جنوری 1940ء میں جب قائداعظم بانٹوا تشریف لائے تھے اس وقت بانٹوا کے شاہ سوداگر سیٹھ آدم اور سیٹھ حاجی پیر محمد اسحاق نے قائداعظم کے ساتھ میمنی میں گفتگو کرنے کا تذکرہ کتاب میں موجود ہے۔ (ال قائد محمد یوسف مانڈویا صفحہ 140) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بھاٹیا، لوہانہ، خوجہ اور اسمٰعیلی اور دیگر برادری کے لوگ بھی میمنی زبان سے ملتی جلتی کچھی لہجے کی زبان بولتے ہیں جو سندھی زبان لاڑی کا لہجہ ہے۔

مہاتما گاندھی جی اور میمنی بولی : بھارت کے بابائے قوم مہاتما گاندھی نے اپنی زندگی کی پہلی ملازمت پوربندر کے شاہ سوداگر میمن عبداللہ حاجی آدم جویری۔ دادا عبداللہ کے فرم میں جنوبی افریقہ میں کی تھی اور اس کا تذکرہ انہوں نے اپنی سوانح حیات میں کئی مقامات پر کیا ہے۔ میمنوں کے ساتھ ایک طویل مدت کی رفاقت اور میل جول کے دوران اس کا میمنی زبان سے متعارف ہوجانا ایک فطری عمل ہے۔ گاندھی جی مادری زبان پر ہمیشہ بہت زور دیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی اپنی مادری زبان ''میمنی بولی'' کی اہمیت کو پہچاننا چاہیے اس امر کی تائید میں

گاندھی جی کا یہ قول قابل توجہ و غور طلب ہے۔ ”مادری زبان تو دروازہ ہے اور دوسری زبانیں کھڑکیاں ہیں، میں کھڑکیاں کھلی رکھوں گا مگر مادری زبان کی قیمت پر ہرگز نہیں۔“ (ممبئی سماچار پورتی گجراتی مورخہ 24 مئی 2000ء ص 12)

سر آدم جی اور میمنی بولی : میمن برادری کے ہردلعزیز عظیم قائد اور بابائے تعلیم سر آدم جی حاجی داؤد کی دوراندیش نگاہوں نے میمنی بولی کو زندہ رکھنے کی ضرورت کو کئی سال قبل پہچان لیا تھا اور میمنی بولی کی حفاظت کے لئے انہوں نے پرزور ہدایت کی تھی۔ 1941ء میں جیت پور (کاٹھیاواڑ) میں ان کے اعزاز میں دی گئی ایک گارڈن پارٹی میں ”دی میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی“ کی تشہیر کی غرض سے جیت پور کے نوجوانوں اور معمر افراد نے مل کر ”تعلیم جی قدر“ کے نام سے ایک میمنی مکالمہ پیش کیا تھا۔

اس وقت میمن خصوصی کی حیثیت سے موجود سر آدم جی نے اس ڈرامہ کو دل کی گہرائیوں سے سراہا تھا اور میمنی زبان میں ایسی کاوشیں اور تجربات زیادہ سے زیادہ کرنے پر اصرار کرتے ہوئے دوررس نتائج کی حاصل ہدایات دی تھیں اور عمدہ کارگزاری پر شاباشی دے کر ان کی کامیابی کے لئے دعا کی تھی۔ پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا، برما، کینیا، جنوبی افریقہ، موزامبیق، سنگاپور، انڈونیشیا، ملائیشیا، برطانیہ، آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ، جرمنی، پرتگال اور متعدد افریقی، یورپی ممالک سمیت 50 ممالک میں بسے ہوئے (آباد) تقریباً 20 لاکھ افراد میمنی زبان بولتے ہیں۔ میمن برادری جس ملک میں جا بستے (آباد) ہیں وہاں کی زبان سے واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔

اس ملک کی اقتصادی ترقی میں بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ جس علاقے میں آباد ہوتے ہیں وہاں کی آبادی سے اچھے راہ رسم رکھ کر رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس ملک کے وفادار شہری بن کر رہتے ہیں۔ مقامی لوگوں سے پیار محبت، اخوت کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں لیکن گھر میں اور اپنی برادری والوں کے ساتھ میمنی زبان بولتے ہیں۔ حالانکہ اب کچھ خاندانوں میں میمنی بولی کا چلن کم ہوتا جارہا ہے جو تشویش کا باعث ہے۔ اس کے لئے میمنی زبان کے چاہنے والے اکثر درخواستیں کرتے رہتے ہیں۔ برادری کو چاہئے کہ اس پر پوری توجہ دے۔

میمن رہنما سیٹھ حسین قاسم دادا (مرحوم) نے پہلے میمن سمیلن (کنونشن) 1957ء کے افتتاح کے موقع پر میمنی زبان میں خطاب کیا تھا۔ میمن رہنما عمر فاضل فاروق (مرحوم) انتہائی جوشیلی میمنی زبان میں تقریر کیا کرتے تھے۔ میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی کے گولڈن جوبلی اجلاس میں صدر پاکستان ضیاء الحق کی موجودگی میں انہوں نے میمنی میں تقریر کی تھی۔ محمد علی رنگون والا (مرحوم) بھی میمنوں کے اجتماعات میں زیادہ تر میمنی زبان میں تقاریر کیا کرتے تھے۔ یونائیٹڈ میمن جماعت آف پاکستان کے میمن عالمی ملن MAM-86 میں ممتاز میمن رہنما عبدالجبار خیسانی (مرحوم) نے میمنی میں تقریر کی تھی۔ آج کے میمن رہنماؤں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میمنی میں تقاریر کرنی چاہیے۔

سندھ کے ماہر لسانیات اور میمنی بولی : یہ امر تو ناقابل تردید ہے کہ میمنی زبان اور کچھی زبان سندھی زبان سے نکلی ہیں۔ تاریخ دانوں کی آراء کے مطابق میمن برادری نے اندازاً پانچ سو سال قبل سندھ سے نقل مکانی کر کے پہلے ریاست کچھ میں رہائش اختیار کی تھی وہاں ایک مدت گزارنے کے بعد کاٹھیاواڑ کی طرف منتقل ہو کر وہیں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میمنی زبان میں کچھی زبان اور سندھی زبان دونوں کے رنگ بھرپور انداز میں پائے جاتے ہیں مزید برآں گجراتی زبان کے اثرات بھی اس میں ضرور پائے جاتے ہیں۔

میمنی بولی اور کچھی زبان سندھی زبان کا ایک لہجہ موڈ آف ایکسپریشن بات پیش کرنے کا ایک انداز ہے۔ آزادی کے بعد میمن برادری کا نصف حصہ کاٹھیاواڑ کچھ اور گجرات سے پھر نقل مکانی کر کے سندھ میں آ بسا آباد ہوا۔ اس سلسلہ میں سندھ کے ممتاز ماہر لسانیات ڈاکٹر سراج الحق

میمن لکھتے ہیں: ”کاٹھیاواڑ سے ہجرت کر کے سندھ میں آنے والے میمن اپنے جو زبان لائے ہیں وہ انہوں نے پچھلے پانچ سو سال سے سنبھال کر رکھی ہوئی سندھی زبان کی بنیادی شکل ہے۔“

سندھ کے ایک اور ماہر لسانیات ڈاکٹر عبدالمجید میمن سندھی نے میمنی زبان کے تحقیقی جائزہ کے متعلق ایک تحقیقی مقالہ بھی لکھا ہے: ”حقیقت یہ ہے کہ کاٹھیاواڑی میمن برادری کا وطن (سندھ) سے محبت کا جذبہ اور اپنی زبان سے یہ لگاؤ قابل ستائش ہے۔ انہوں نے اپنی میمنی بولی کو ترک نہیں کیا۔“

یہ حقیقت ہے کہ ماضی قریب میں عالمی سطح پر بین الاقوامی اور قومی سطح کی زبانوں کی ترویج پر تو بھرپور توجہ دی جاتی رہی لیکن علاقائی زبانوں کو نظرانداز کیا گیا جس کی وجہ سے آج دنیا کے مختلف خطوں میں علاقائی یا مادری زبانیں معدوم ہو چکی ہیں یا اس خطرے سے دوچار ہو چکی ہیں۔ یہ مسئلہ اور خطرہ پاکستان میں بھی موجود ہے اور اگر اس کے حل پر توجہ نہ دی گئی تو اس کی شدت بڑھتی جائے گی۔

(گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

میمن تو بن

گامزن تو جس روش پر ہے پسندیدہ نہیں
وقت کی رفتار کو دیکھ اور بدل اپنا چلن
اقتصادی مشکلوں میں کب سے پاکستان ہے
تو اگر مومن نہیں بنتا نہ بن، میمن تو بن

راغب مرادآبادی
یکم مئی 1999ء

ہماری خدمات

اس سال 2021 میں (جولائی 2021 تا دسمبر 2021) 6 ماہ میں 350,000 سے زائد مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جا چکی ہیں۔

- 2020-21 میں غریب اور مستحق مریضوں کے علاج پر تقریباً -/115,000,000 روپے سے زائد زکوۃ فنڈز سے خرچ کئے جا چکے ہیں۔
- 2020-21 میں دل کے امراض، کینسر کے امراض، ہیپاٹائٹس اور تھیلیسمیا کے امراض کے مریضوں کے علاج وغیرہ (جن کی سہولیات ہمارے ہسپتال میں موجود نہیں) کے لئے دوسرے ہسپتالوں میں -/5,000,000 روپے زکوۃ فنڈ سے خرچ کئے جا چکے ہیں۔
- 2020-21 میں مریضوں کے علاج پر -/43,300,000 روپے جنرل فنڈ سے خرچ کئے جا چکے ہیں۔
- 2020-21 میں بانٹوا میمن خدمت کمیٹی نے اپنے ماتحت چلنے والے اداروں میں جدید طبی آلات سے آرستہ کیا جن میں،

- بانٹوا ہسپتال میں کرونا وارڈ قائم کیا گیا جس میں تربیت یافتہ عملہ، وینٹی لیٹر اور دوسری ضروری سہولتیں موجود ہیں۔

- بانٹوا ہسپتال میں ایکسرے ڈپارٹمنٹ میں دو عدد ڈی۔ آر۔ مشین
- بانٹوا ہسپتال میں دو عدد الٹرا ساؤنڈ کلر ڈوپلر
- بانٹوا ہسپتال میں میموگرام (چھاتی کے سرطان کی تشخیص کی مشین)
- بانٹوا ہسپتال کی لیباٹری میں دو عدد بائیوکیمسٹری اینالائزر
- بانٹوا ہسپتال میں پورٹ ایبل ایکسرے مشین
- بانٹوا ہسپتال میں ڈائیلاسز کے بارہ SYSTEM نصب کئے جائیں گے (کام جاری ہے)
- بانٹوا ہسپتال اور بانٹوا انیس ہسپتال نے کووڈ-19 کی 38658 ویکسینیشن لگا چکا ہے 10 جنوری 2022 تک
- بانٹوا ہسپتال میں ای ٹی ٹی کی مشین لگائے جائیگی ہے (کام جاری ہے)
- بانٹوا انیس ہسپتال میں ایکسرے مشین
- بانٹوا انیس ہسپتال کی لیباٹری میں ایک عدد بائیوکیمسٹری اینالائزر
- بانٹوا انیس ہسپتال میں PORTABLE ایکسرے مشین
- بانٹوا انیس ہسپتال میں دو الٹرا ساؤنڈ کلر ڈوپلر
- بانٹوا جیلانی میڈیکل میں الٹرا ساؤنڈ مشین
- بانٹوا ہسپتال اور بانٹوا انیس ہسپتال میں تمام میمن برادری کے لئے فری PCR ٹیسٹنگ

مستقبل کے منصوبے

بانٹوا میمن خدمت کمیٹی اپنے زیر انتظام چلنے والے اداروں کو جدید طبی سہولیات سے آراستہ کرنے کی مسلسل ہر ممکن کوشش کرتی رہی ہے تاکہ مریضوں کو بہترین علاج فراہم کیا جا سکے۔ لہذا

- آئندہ سال 22-2021 میں غریب اور مستحق مریضوں کے علاج کے لئے پچیس کروڑ روپے (RS. 25,00,00,000) سے زائد زکوۃ فنڈ درکار ہے۔
- آئندہ سال 22-2021 میں سفید پوش مریضوں کے علاج کے لئے جنرل فنڈ میں سات کروڑ روپے (RS. 7,00,00,000) کی ضرورت ہے۔

ان مقاصد کے حصول کیلئے بانٹوا میمن خدمت کمیٹی تمام مخیر حضرات سے زیادہ سے زیادہ تعاون کی اپیل کرتی ہے

BANTVA MEMON KHIDMAT COMMITTEE

OUR SERVICES

In the 6 Months of the year 2021 (July 21 to December 21) Medical treatments were given to more than 350000 patients.

- Almost Rs.115 Million (One Hundred Fifteen Million Rupees) were spent from ZAKAT FUND on medical treatment of patients in the year of 2020-21.
- Rs. 5 Million (Five Million Rupees) were spent from ZAKAT FUND hospital for treatment of patients of Heart Diseases, Heart Surgery, Dialyses, Thalassemia, Cancer and Hepatitis Etc. in the year of 2020-21.
- Rs.43.3 (Forty Three Million Three Hundred Thousand Rupees) were spent from GENERAL FUND on medical treatment of patients in the year of 2020-21.
- In the year of 2020-21 Bantva Memon Khidmat Committee has Inducted Latest Machineries & Equipment in its Institutions which are as follows.
- Mammogram Machine in Bantva Hospital (A Machine to Diagnose Breast Cancer)
- 2 X-Ray Machine X-Ray Department of Bantva Hospital.
- 2 Biochemistry Analyzers in the Laboratory of Bantva Hospital.
- 2 Ultrasound Color Doppler in Bantva Hospital.
- 12 Dialysis System will be installed of Bantva Hospital (work in progress).
- ETT, will be installed of Bantva Hospital (work in progress).
- In the time of pandemic a Corona Ward was initiated in Bantva Hospital with all necessary equipment, trained staff and ventilators.
- 1 Portable X-ray Machine in Bantva Hospital.
- Total Vaccination 38658 (till 10-01-2022) Done in Bantva Hospital & Bantva Anis Hospital.
- 2 Ultrasound Color Doppler in Bantva Anis Hospital.
- 1 Biochemistry Analyzers in the Laboratory of Bantva Anis Hospital.
- 1 Ultrasound Machine in Bantva Gillani Medical.
- 1 X-Ray Machine X-Ray Department of Bantva Anis Hospital.
- Free PCR Testing in Bantva Hospital & Bantva Anis Hospital For All Memon Communities.

FUTURE PROGRAM

Bantva Memon Khidmat Committee has continuously been striving its best to equip the institutions running under its supervision with latest equipment & facilities to provide better medical treatment facilities to patients. Hence:

- For the year 2021-22 there is a need of more than Rs.250 Million (Two Hundred Fifty Million Rupees) in ZAKAT FUND for treatments of needy and poor patients.
- For the year 2021-22 there is need of more than Rs.70 Million (Seventy Million Rupees) for GENERAL FUND to help patients.

Bantva Memon Khidmat Committee is looking forward for your regular cooperation and appeals you to donate more and more , enabling us to achieve the said targets.

BANTVA MEMON KHIDMAT COMMITTEE

مادری زبان کا عالمی دن

21 FEBRUARY INTERNATIONAL MOTHER LANGUAGE DAY

میمنی بولی میمن برادری کی نئی نسل کی شناخت کے لئے بے حد ضروری ہے

میمنی بولی (زبان) کے مسائل

گجراتی تحریر : حبیب لاکھانی (مرحوم)

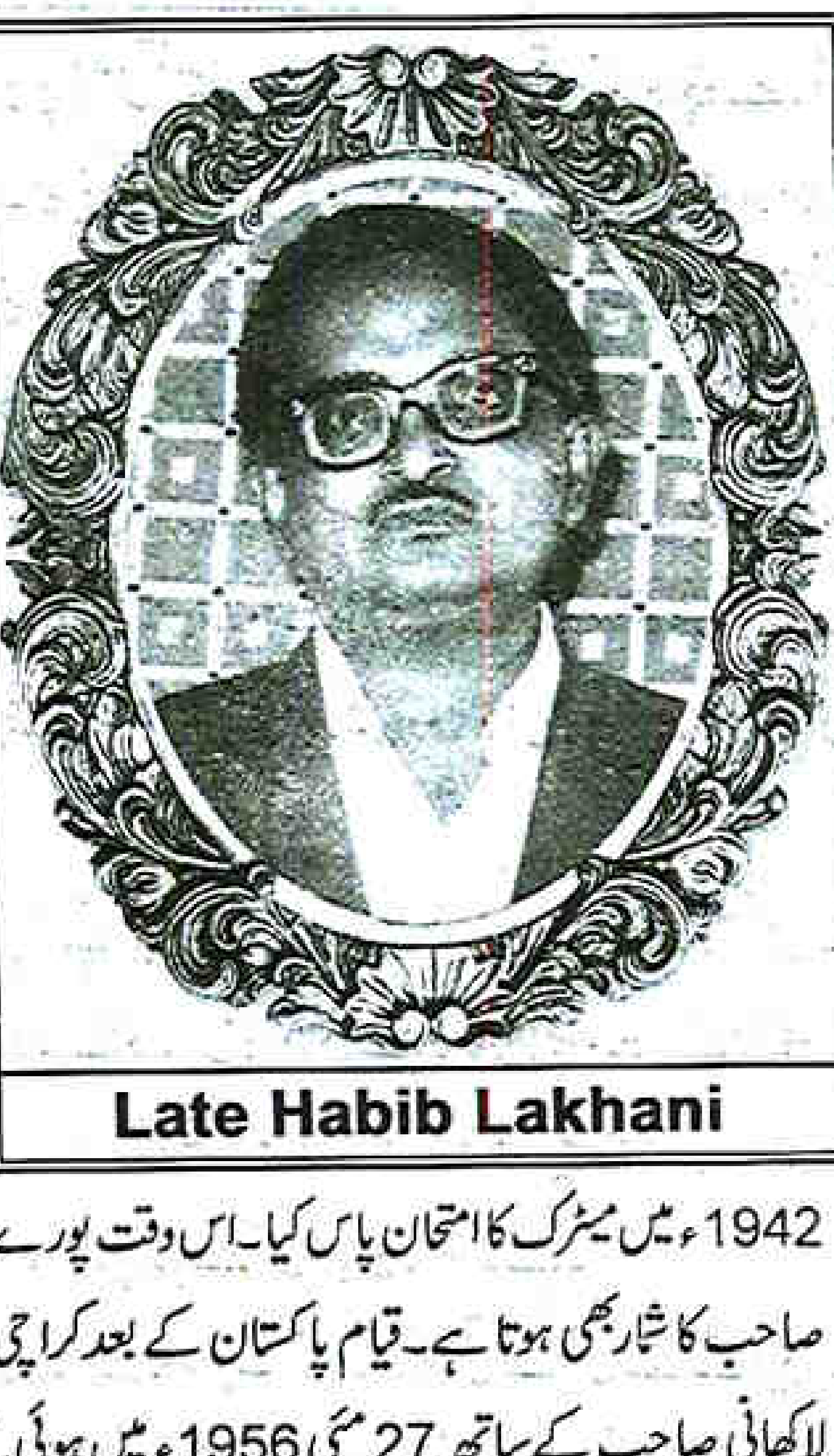

Late Habib Lakhani

مضمون نگار کا مختصر تعارف : حبیب عبدالغنی لاکھانی مرحوم کی شخصیت میمن برادری کے ممتاز محقق و تاریخ نویس اور گجراتی زبان کے معروف قلمکار اور صحافی کی حیثیت سے شناخت رکھتی ہے۔آپ کی مشہور تحقیقی تصنیف ''پاکستان انے میمنو'' یہ چھے سال کی تحقیق کے بعد دسمبر 1981ء کو منظر عام پر آئی تھی۔اس تصنیف کی اشاعت سے آپ کو کافی شہرت اور پذیرائی ملی۔آپ چار کتابوں کے مصنف اور آٹھ انگریزی کتب کے تراجم کئے۔آپ نے اس اہم اور یادگار تصنیف ''پاکستان انے میمنو'' میں ہندوستان اور پاکستان کی ممتاز شخصیات کا تذکرہ کیا ہے جنھیں برٹش کے دور میں دیئے گئے سر اور دیگر اعزازات،خطابات دیئے گئے تھے۔ان حضرات کی سن وائز تفصیلات سے آگاہی دی ہے۔حبیب لاکھانی کی پیدائش 25 مئی 1924ء کو امریلی میں ہوئی۔آپ نے اکتوبر 1942ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔اس وقت پورے امریلی شہر میں صرف تین مسلم طالب علموں نے میٹرک کامیاب کیا ان میں لاکھانی صاحب کا شمار بھی ہوتا ہے۔قیام پاکستان کے بعد کراچی کے لئے نقل مکانی کی۔مرحوم سلیمان محمد ڈینگا کی دختر محترمہ زرینہ بائی کی شادی لاکھانی صاحب کے ساتھ 27 مئی 1956ء میں ہوئی۔آپ کی اولاد میں جناب محمد سلیم لاکھانی، جناب محمد انیس لاکھانی، جناب محمد رفیق لاکھانی اور صاحبزادیوں میں محترمہ زیب النساء لاکھانی، محترمہ شہناز لاکھانی اور محترمہ ممتاز لاکھانی ہیں۔کراچی میں امریلی میمن ایسوسی ایشن کے قیام میں جناب موسیٰ بھائی میمن اور کلیم امریلوی کے ساتھ مل کر آپ نے حصہ لیا تھا۔

آپ نے 20 اکتوبر 1951ء میں وطن گجراتی میں نوے روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازمت کرلی اور اس طرح صحافت کے شعبے میں قدم رکھا۔تین ماہ بعد آپ کا تقرر ڈان گجراتی میں سب ایڈیٹر کی حیثیت سے ہوا۔یہاں آپ نے 125 روپے ماہوار پر ملازمت کا آغاز کیا اور یہاں اپنی صحافتی زندگی کے 26 سال گزارے۔بعدازاں آپ 1960ء میں ماہنامہ میمن عالم سے وابستہ ہوئے۔علاوہ پارسی سنسار، 9 جولائی رسالہ اور میمن بلیٹن میں قلمکاری کے جوہر دکھائے۔آپ نے علمی اور ادبی سرگرمیاں آنکھوں کی بینائی جانے کے بعد بھی مسلسل جاری رکھیں۔چونکہ آپ کے دل میں کام کرنے کی ایک دھن اور امنگ تھی۔آنکھوں کی بینائی ختم ہونے کے سبب روزنامہ ڈان گجراتی سے علیحدگی

اختیار کی۔ لاکھانی صاحب کی گراں قدر قلمی خدمات کے اعتراف میں 2 مارچ 1978ء کو مقامی ہوٹل میں ممتاز صنعت کار جناب لطیف ابراہیم جمال کی صدارت میں شاندار استقبالیہ دیا گیا تھا۔ حبیب لاکھانی مرحوم ایک بے باک اور نڈر صحافی تھے اپنی مرضی کے مطابق اپنے خیالات کو قلمبند کرتے تھے۔ کسی کے دباؤ میں آ کر اپنی تحریر میں ردوبدل نہیں کرتے تھے۔ آپ نے کتابیں تصنیف کیں اور حیدر علی مولجی (مرحوم) نے آپ سے سات کتب کے انگریزی اور گجراتی ترجمے کرائے۔ آپ نے 24 اگست 1991ء کو 67 سال کی عمر پا کر رحلت فرمائی۔ آپ کی شریک حیات محترمہ حاجیانی زرینہ بائی 9 مارچ 2017ء کو 77 سال کی عمر پا کر رحلت کر گئیں۔ (تعارف از قلم: کھتری عصمت علی پٹیل)

درحقیقت میمن برادری کو زبان کے حوالے سے جن مسائل کا سامنا ہے ان پر خاصی تفصیل سے بہت کچھ کہا اور تحریر کیا جا چکا ہے۔ ایک عام آدمی سے لے کر اعلیٰ طبقے کے سرکردہ افراد تک نے ان مسائل پر آواز بلند کی ہے۔ میری نظر میں آج میمن برادری کو جس اہم مسئلہ کا سامنا ہے، وہ خاصا سنگین ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا۔ اپنی میمنی بولی سے دوری، مگر یہ مسئلہ ایک پوشیدہ مرض اور ایک کینسر کی طرح ہماری میمن برادری کی نئی نسل کے جسم میں داخل ہو چکا ہے اور اسے کھائے چلا جا رہا ہے۔ اب تو صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ یہ مرض لاعلاج ہو چکا ہے۔ آہستہ آہستہ برادری کے جسم میں سرایت کرنے والے اس مرض کی ابتدائی علامات ایک زمانے میں ظاہر ہوئی تھیں لیکن انہیں زیادہ اہمیت نہ دی گئی۔ لگ بھگ چوتھائی صدی کے بعد یہ مرض دوسرے مرحلے میں داخل ہوا۔ اب اس کی علامات زیادہ واضح اور زیادہ نمایاں تھیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی وجہ سے برادری کے جسم میں بننے والا ناسور پکتا جا رہا تھا۔ ابتدائی مرحلے پر جو تھوڑی بہت تکلیف محسوس کی گئی تھی بعد میں وہ ناقابل برداشت بن چکی تھی۔ ہماری برادری کے بڑوں نے اس مرض کو پہچاننے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔

لہٰذا اس کی تشخیص اور علاج کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب ہم اس اسٹیج پر آ چکے ہیں کہ اگر اس مرض کے علاج کے لئے کوششیں نہ کی گئیں تو آنے والے وقت میں دو یا تین عشروں کے اندر اندر برادری کا شیرازہ بکھر کر رہ جائے گا۔ آج برادری کے درمیان اجنبیت کے جو چھوٹے چھوٹے جنگلے کھڑے ہیں، آنے والے وقت میں یہ ناقابل عبور رکاوٹیں بن جائیں گے اور پھر میمن برادری کی ثقافت ایسے گم ہوگی کہ اس کے ابھرنے کی امید بھی ختم ہو جائے گی۔ یہ مرض، یہ اہم مسئلہ جس کا آج میمن برادری کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے میمنی زبان کا مسئلہ ہے۔

چند بنیادی حقائق: برصغیر کی تقسیم تک یعنی قیام پاکستان تک پوری میمن برادری چند ایک کو چھوڑ کر گجراتی کے کچھی لہجے کے ذیلی لہجے میمنی بولی کو استعمال کر رہی تھی۔ یہ حضرات بولنے اور تحریر کرنے میں گجراتی زبان ہی استعمال کرتے تھے۔ ان کے گھروں میں بھی یہی زبان بولی جاتی تھی اور سارا بزنس اور کاروبار گجراتی میں ہی ہوتا تھا۔ ان کی تنظیموں کی سالانہ رپورٹیں اور رسائل بھی اسی زبان میں شائع ہوتے تھے۔ چونکہ گجراتی زبان، گجرات، ریاست کچھ اور کاٹھیاواڑ کی عام زبان تھی، اس لئے تمام تعلیمی اداروں میں بھی میڈیم (رابطے اور واسطے) کے لئے یہ زبان استعمال ہوتی تھی۔ یہ لوگ لکھنے پڑھنے میں بھی گجراتی استعمال کرتے تھے اور اسی زبان کے بارے میں سوچتے بھی تھے۔ ان کے دل و دماغ کی آبیاری گجراتی ادب ہی کرتا تھا۔

انہوں نے گجراتی تہذیب و ثقافت کی ہر اچھی چیز اپنائی تھی۔ مثلاً نفیس فطرت و عادات، تجارتی سوجھ بوجھ و مہارت، سماجی نظم و ضبط، تنظیمی قیادت، ان کی فلاح و بہبود کی سرگرمیوں میں گہری دلچسپی، خدا ترسی، نیکی، بلا امتیاز رنگ و نسل، دکھی انسانیت کی خدمت، غرض گجراتی ان کے گھروں

کی زبان ہی نہیں تھی بلکہ ان کے دلوں کی بھی زبان تھی۔

یہاں ایک نکتے کی وضاحت ضروری ہے۔ چونکہ میمن اور کچھی میمن حضرات، تجارتی برادری سے تعلق رکھتے تھے اس لئے وہ تجارت یا تجارتی اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو کر دنیا کے ملکوں تک پہنچتے جا رہے تھے۔ وہ جاپان سے جنوبی افریقہ تک آباد ہو چکے تھے۔ ان میں سے بعض اپنے آبائی وطن کچھ اور کاٹھیاواڑ بھی جا رہے تھے۔ (کاٹھیاواڑ کو سادہ لفظوں میں دیش یا ڈے کہا جاتا تھا) یہ لوگ مہینے پندرہ روز میں اپنے وطن واپس آتے تھے۔ بعض میمن حضرات تو کاروبار کے سلسلے میں برصغیر کے دوسرے صوبوں میں آباد ہو چکے تھے۔ مثلاً، مدراس، سی پی اور بنگال وغیرہ۔ غیر ملکوں میں وہ برما، سیلون (سری لنکا)، فارس، خلیج فارس، اور مشرق بعید و جنوبی افریقہ تک چلے گئے تھے۔ وہاں انہوں نے ہر علاقے، مقام یا ملک کی زبان خود بھی سیکھی اور اپنے بچوں کو بھی اسی زبان میں تعلیم دلوائی۔ اس کے باوجود وہ اپنے گھروں میں اور آپس میں میمنی زبان (میمنی بولی) ہی بولتے تھے اور اپنے رشتے داروں عزیزوں کو اگر گھر خط لکھتے تو گجراتی زبان میں ہی لکھتے تھے۔ بعض جگہوں پر ان کا قیام بالخصوص افریقہ میں لگ بھگ دو سو سال پرانا ہے۔ ان تعلقات پر گو کہ سیاسی اور اقتصادی مسائل بھی سامنے آئے مگر میمنوں نے میمنی و کچھی زبان اور گجراتی سے کبھی ناطہ نہ توڑا۔ اس عام صورت حال میں دو الگ کیفیات بھی تھیں جو کچھی اور سندھی میمنوں کی تھیں۔ آج کچھی میمنوں کی مجموعی تعداد لگ بھگ 33000 ہے۔ جن میں سے 25000 بھارت میں ہیں اور 80000 پاکستان میں آباد ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت ان کی تعداد 15000 تھی اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تجارت اور کاروبار میں میمن برادری کی قیادت کی۔ سترھویں صدی سے انہوں نے خلیج فارس کے ساتھ ساتھ مغربی بھارت کے ساحلی مقامات میں بھی تجارتی ادارے قائم کیے۔ یہ لوگ اتنے خوشحال تھے کہ انہوں نے کاٹھیاواڑی میمنوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ کاٹھیاواڑی میمن گو کہ تعداد میں زیادہ تھے، مگر یہ لوگ اپنے آپ کو کاشت کار یا چھوٹے بزنس مین کی سطح سے اوپر نہ لا سکے۔ یہ کیفیت لگ بھگ دو صدیوں تک قائم رہی۔ ان کے کچھی میمن رہنماء اردو میں ماہر ہو گئے مگر پھر بھی گجراتی ان کی خاص اور اہم زبان رہی۔

اس کے بعد بیسویں صدی کے دوسرے عشرے جولائی 1919ء میں خلافت تحریک کا آغاز ہوا جس کی قیادت علی برادران، میاں محمد چھوٹانی، سیٹھ احمد صدیق کھتری، سیٹھ یعقوب حسن، ایم اے انصاری، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی اور دوسرے سرکردہ لیڈروں نے کی تھی۔ ان حضرات نے اچانک ہی کچھ کاٹھیاواڑی اور کچھی رہنماؤں نے گجراتی کو چھوڑ کر اردو کی طرف اپنی توجہ مبذول کر لی۔ انہوں نے نہ صرف اپنے گھروں میں اردو بولنی شروع کر دی بلکہ اس میں تعلیم بھی حاصل کرنی شروع کر دی۔ دراصل ان حضرات نے یہ سوچا تھا کہ اردو زبان کے ذریعہ وہ اپنے خیالات دوسروں تک آسانی سے پہنچا سکتے ہیں اور یہ رابطے کا اچھا ذریعہ بھی ہے۔

ایک نسل کے بعد تبدیلی زبان کا یہ عمل ظاہر ہونے لگا۔ گجراتی زبان کو نظر انداز کرنے سے کچھی میمنوں کی اکثریت ماسوائے چند سرکردہ رہنماؤں کے دوسرے میمنوں کے ساتھ اپنے واحد رابطے سے محروم ہو گئی اور اس طرح وہ برادری کے دھارے سے نکل کر ایک چھوٹے سے چشمے کی صورت اختیار کر کے تنہا رہ گئی۔ اس کے علاوہ نوجوان نسل پر اردو زبان کے اتنے زبردست اثرات مرتب ہوئے کہ متعدد میمن بہترین اردو شاعر بن گئے۔ بعض تو صاحب دیوان شاعر کہلائے۔ ان کے کلام کے مجموعے بھی شائع ہوئے۔

ایک طرف تو گجراتی سے دوری، دوسری طرف اردو کی مقناطیسی کشش، تیسرے دولت مند خاندانوں کی یہ روایت کہ وہ اپنے بچوں کو اپنی آیاؤں کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے اس کا نتیجہ کیا نکلنا تھا! اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کچھی میمن ایسے زمیں بوس ہوئے کہ وہ دوبارہ نہ اٹھ سکے۔

حالانکہ کاروبار میں نشیب وفراز آتے ہیں، کاروباری لوگ گرتے اور سنبھلتے رہتے ہیں مگر کچھی میمن مجموعی طور پر میمنی اور گجراتی زبانوں سے دور ہونے کی وجہ سے ایسے گرے کہ آج تک نہ سنبھل سکے اور اپنی شناخت کھو بیٹھے۔

دوسری جانب سندھی میمنوں کے حالات بالکل مختلف ہیں مگر نتیجہ ایک جیسا ہی ہے۔ وہ میمن جو دوسرے میمنوں کی طرح ہجرت کر کے بھارت نہیں گئے (جنہیں آج ہم ہالاری اور کاٹھیاواڑی میمن کہتے ہیں) اور وہ پانچ چھ صدیوں تک اسی علاقے میں رہے، وہ سندھی میمن کہلائے۔ وہ کبھی گجراتی سے رابطے میں نہ آئے۔ ان کا میمنی زبان میں ابتداء میں جو بھی لہجہ ہوگا وہ مکمل طور پر سندھی زبان میں مدغم ہوگیا۔ سندھی میمنوں کی زبان سے ذرا بھی محسوس نہیں ہوتا کہ وہ دوسرے سندھیوں سے مختلف ہیں۔ ان کی روایت، لباس، رہن سہن سبھی سندھیوں جیسے ہیں۔ گویا سندھی میمن اپنی شناخت مکمل طور پر کھو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ سماجی تنظیموں کی غیر موجودگی اور آزادانہ سوچ کے باعث ان میں ڈھیروں غیر میمن بھی داخل ہو چکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب کوئی بھی شخص میمن ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ ان حالات کی وجہ سے سندھی میمن جواب تعداد میں کم وبیش ڈیڑھ لاکھ ہیں' دوسرے سندھیوں کے ساتھ اس قدر گھل مل گئے ہیں کہ ان کی شناخت کا واحد ذریعہ ''میمن'' لفظ ہے جو ان کے ناموں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ یہ حضرات عام طور پر اپنے نام کے ساتھ اپنے والد کا نام نہیں لکھتے۔

بیماری کا آغاز: قیام پاکستان کے بعد کاٹھیاواڑ اور اس کے آس پاس رہنے والے میمنوں نے جب یہ محسوس کیا کہ وہ اب اپنے وطن اور آبائی سرزمین میں محفوظ نہیں ہیں تو پچاس فیصد سے زیادہ میمن پاکستان چلے آئے۔ آج ان کی تعداد ڈھائی لاکھ سے زیادہ ہے اور زیادہ تر کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں آباد ہیں۔ وہ اپنے ساتھ میمنی' اردو اور گجراتی زبان لائے تھے۔ میمنی زبان وہ گھروں میں بولتے تھے اور گجراتی ان کے پڑھنے لکھنے کی زبان تھی۔ انہوں نے جتنے بھی تعلیمی ادارے قائم کیے ان سبھی میں ذریعہ تعلیم گجراتی ہی تھا۔ ان کی تمام سماجی تنظیموں، جماعتوں اور اداروں کی زبان اس وقت بلکہ آج بھی گجراتی اور انگریزی ہی ہے۔ ان کے بچوں کو اسکولوں میں گجراتی زبان میں تعلیم دی گئی۔ اس لئے ان کی ثقافتی نشوونما گجراتی ادب اور تہذیب نے کی۔ بہر حال پھر بھی بعض نوجوان اردو سے متاثر ہوئے اور انہوں نے گجراتی چھوڑ کر اردو کو اپنا لیا۔ مگر ابتداء میں ایسے لوگوں کی تعداد برائے نام تھی۔ 1960ء میں پہلے مارشل لاء کے دوران گجراتی کی تعلیم کو پہلا زبردست دھچکا لگا۔ مغربی پاکستان کے تمام تعلیمی اداروں میں مارشل لاء کے تحت صرف اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دے دیا گیا۔ بہت سے میمن تعلیمی اداروں نے اس کے دوررس منفی نتائج کو نہ دیکھا بلکہ اس وقت قومیت اور اتحاد کے جذبے سے متاثر ہو کر انہوں نے بھی اس تبدیلی کو قبول کرلیا۔ مگر بعض گجراتی تعلیمی اداروں نے اس کے خلاف مزاحمت کرنے کی کوشش کی مگر وہ بھی اتنے باہمت نہ تھے کہ کھلم کھلا اس حکم کی مخالفت کرتے۔ صرف گجراتی لیکھک منڈل (گجراتی رائٹرز کے ادارے) نے اپنے لیٹر پیڈ پر اس حکم کے خلاف تحریک شروع کی اور پریس میں آواز اٹھائی۔

دوسری جانب اسی قسم کی تحریک سندھی زبان کے لئے بھی چلائی جارہی تھی اور وہ زیادہ منظم طریقے اور ٹھوس انداز سے چل رہی تھی۔ اس لئے سندھی کے طفیل گجراتی کی بھی قسمت کھل گئی۔ لہٰذا ان دونوں زبانوں کو ہائی اسکول کی سطح تک ذریعہ تعلیم بننے کی اجازت مل گئی اور کالج کی سطح پر یہ زبانیں اختیاری مضمون کی حیثیت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ سندھیوں نے اس کا بھرپور فائدہ اٹھایا مگر گجراتی اسکولوں کی انتظامیہ نے گجراتی زبان کو دوبارہ ذریعہ تعلیم بنانے سے انکار کردیا۔ ان کے اس انکار کے پیچھے متعدد حقیقی اور خیالی وجوہ تھیں۔ ان میں ایک وجہ یہ بیان کی گئی کہ میمنوں کی مذہبی زبان عربی ہے جبکہ قومی زبان اردو ہے۔ میمن اردو قومی رابطے کی زبان انگریزی ہے تو پھر ایک اضافی زبان کا بوجھ ڈالنے کی کیا

ضرورت ہے؟ ویسے بھی اب پاکستان میں رہتے ہوئے گجراتی کا کوئی عملی فائدہ نہیں ہے۔

اس دلیل کے پیچھے ان ڈھیروں اساتذہ کی رائے شامل تھی جن کی مادری زبان اردو تھی۔ ان کے علاوہ تعلیمی ماہرین، دانشور اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ اس پر یہ کہتے نظر آئے کہ اب لوگ دو طبقوں میں بٹ گئے ہیں۔ جن لوگوں کی مادری زبان اردو تھی وہ ''اہل زبان'' کہلائے اور جن کی مادری زبان اردو نہ تھی وہ ان مشکلات اور دباؤ کے آگے نہ ٹھہر سکے۔ چند برسوں میں میمنوں کے قائم کردہ تمام اسکولوں سے گجراتی زبان رخصت ہوگئی اور ان اسکولوں سے بھی اس کا خاتمہ ہوگیا جو دیگر گجراتی برادریوں نے قائم کئے تھے۔ اردو کے اس طرح زبردست طریقے سے نفاذ کی کوششیں دراصل بنگالیوں کے مقابلے پر کی گئی تھیں اور مشرقی پاکستان میں بنگلہ کو ختم کرنے کے لئے یہ بچگانہ اقدامات کئے گئے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرقی پاکستان میں 50 کی دہائی میں لسانی فسادات ہوئے اور یہ خلیج اس قدر بڑھی کہ آخر کار مشرقی پاکستان ہم سے الگ ہوگیا۔

بنگالیوں کے برخلاف میمنوں اور دوسرے گجراتیوں نے تبدیلی زبان کو خوش آمدید کہا اور وہ زبان جس کی بنیاد سنسکرت پر رکھی گئی تھی رفتہ رفتہ ختم ہوگئی۔ اس سے پہلے کاٹھیاواڑ میں رہنے والے گجراتی مسلمان اور میمن اردو کو ایک مقدس زبان سمجھتے تھے اور اسے عربی کے ہم پلہ قرار دیتے تھے، وہ اس کا ادب واحترام کرتے تھے۔ اس زمانے میں یہ عالم تھا کہ اگر کہیں کسی جگہ اردو زبان میں لکھا ہوا کوئی کاغذ نظر آجاتا یا اخبار یا رسالے کا ٹکڑا کسی گلی میں پڑا ہوا ملتا تو لوگ اسے اٹھاتے، چومتے اور پھر جیب میں رکھ لیتے۔ بعد میں موقع پر ملتے ہی وہ اسے ادب واحترام کے ساتھ دریا برد کردیتے تھے۔ پاکستان آنے کے بعد ان لوگوں کی اردو سے محبت اور بھی بڑھ گئی کیونکہ اس زبان میں مذہبی مواد اور ادب کا بہت بڑا خزانہ موجود تھا۔ تعلیم یافتہ لوگ بھی اردو کے شیدائی تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ زبان اعلیٰ رومانی شاعری سے بھی مالا مال تھی۔ مزید یہ کہ بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح گھریلو آباؤ اجداد کی بھی زبان اور گجراتی تھی۔ انہوں نے اردو کو قومی زبان قرار دیا تھا۔ بہت سے سرکاری اداروں میں اردو میں ہی تمام دفتری کام کئے جارہے تھے۔ لہٰذا اکثر میمنوں کے لئے بھی یہ خوش آئند تبدیلی تھی۔

بیماری کا پہلا مرحلہ : چند برسوں میں ہی اس تبدیلی کے منفی اثرات رونما ہونے لگے۔ مگر ابتداء میں چند ایک رائٹرز اور دانشوروں کے علاوہ اور کسی نے ابتدائی منفی علامات محسوس نہ کیں۔ اس زمانے میں میمن برادری کی تقریبات میں بھی اردو ہی بولے جانے لگی تھی۔ نئے مقرر اور نوجوان نسل کے نمائندے ہر جگہ اردو بولتے لگے مگر ان کی تقریریں ایسی ہوتی تھیں کہ ان میں اردو کے لمبے چوڑے القاب تو آجاتے تھے مگر اندر کوئی پیغام نہ ہوتا تھا۔ شروع میں والدین بھی خوش ہوتے تھے کہ ان کا بچہ کتنی اچھی اردو بول رہا ہے اور اہل زبان بنتا جارہا ہے۔ نئی نسل نے اردو میں شاعری بھی شروع کردی تھی۔ 1963ء میں ایک ایسے اسکول نے جو میمنوں نے قائم کیا تھا مگر اس نے حکومتی اقدام سے پہلے ہی اردو کو ذریعہ تعلیم مان لیا۔ اس اسکول نے ایک مجلّہ شائع کیا جس میں اساتذہ اور طلبہ کی لکھی ہوئی نظمیں شامل تھیں۔ اس اسکول کے ایک استاد شیخ عبدالصابر (منشی فاضل) نے ایسی نظمیں لکھیں جن میں شراب، حسن اور جنت کا ذکر تھا۔ یہ اشعار نئی نسل کے لئے کسی بھی طرح مناسب نہ تھے۔

بہرحال اب یہ زبان اچھی خاصی مضبوط ہوگئی ہے۔ اردو اور گجراتی کے اپنے اپنے فائدے ہیں۔ دونوں زبانیں ہی ضروری ہیں۔ ایک زبان دوسری زبان کے لئے مضبوط بندھن کا کام دیتی ہے اور دونوں کا وجود ایک دوسرے سے ہے۔ نہ ہم گجراتی زبان کو ختم کرسکتے ہیں اور نہ اردو کو، ہمیں میمنی بولی، گجراتی زبان اور اردو کے ساتھ ہی چلنا ہے۔ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ اس سے بھی دلی پیار ہے۔ بولنے سے حب الوطنی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

(اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل۔ مطبوعہ روزنامہ ڈان گجراتی کراچی۔ 21 فروری 1980ء)

فیس بک تنہا لوگوں کا سہارا

تنہائی کا شکار افراد مخلص دوست کی تلاش میں اس سے وابستہ ہوتے ہیں

سماجی رابطوں کی ویب سائٹس نے جس تیزی سے دنیا میں مقبولیت حاصل کی ہے وہ خاص طور پر ماہرینِ سماجیات کے لیے حیران کُن ہے۔ تاہم اب یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ ان سائٹس کی مقبولیت کی ایک اہم وجہ لوگوں کا احساس تنہائی بھی ہے۔ ایک ارب سے زاید صارفین رکھنے والی دنیا کی مقبول ترین سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ فیس بک کے بارے میں سامنے آنے والی ایک نئی تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ فیس بک لوگوں میں احساسِ تنہائی نہیں بڑھاتی بلکہ یہ خود کو تنہا سمجھنے والوں کے لیے پُرکشش ہے اور انھیں اپنی جانب کھینچتی ہے، تاکہ اس سائٹ کے ذریعے وہ اپنے لیے مخلص دوست تلاش کرسکیں۔ امریکا میں کی جانے والی اس تحقیق نے فیس بک کے بارے میں موجود اس تاثر کی نفی کی ہے کہ اس سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ کی وجہ سے لوگ تنہائی کا شکار ہورہے ہیں۔

اس تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ تنہا ہونے کا تکلیف دہ احساس ہی لوگوں کو فیس بک کی جانب متوجہ اور راغب کرتا ہے، اور یہی اس سوشل ویب سائٹ کی مقبولیت کا راز بھی ہے۔ یہ تحقیق بتاتی ہے کہ فیس بک سے وابستہ جو شخص خود کو جتنا زیادہ تنہا محسوس کرے گا وہ اتنا ہی زیادہ وقت اس سماجی ویب سائٹ پر گزارے گا۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر محققین کا کہنا ہے کہ فیس بک لوگوں کا احساسِ تنہائی کم نہیں کرتی۔ محققین کا مزید کہنا ہے کہ جو لوگ بہت زیادہ شرمیلے ہوتے ہیں یا اپنے حلقوں سے کٹے ہوتے ہیں، وہ بات چیت اور سماجی روابط میں کمی کے متبادل کے طور پر فیس بک کو اپنا لیتے ہیں۔

تحقیق میں مزید بتایا گیا ہے کہ اس بات کے کوئی شواہد نہیں ملے کہ فیس بک کا زیادہ استعمال کرنا لوگوں کے اندر اکیلے پن کا احساس بڑھاتا ہے۔ درحقیقت تنہا افراد ہی اس سوشل ویب سائٹ پر زیادہ وقت گزارتے ہیں، جس کی وجہ سے یہ تاثر پیدا ہوا ہے۔ تاہم محققین کا کہنا ہے کہ اس حوالے سے مزید تحقیق کرنے کی ضرورت ہے۔

ماہنامہ محراب (گجراتی) سے ترجمہ

میمن ہیں تو اپنے گھر میں میمنی بولی بولیں

میمنوں کی تہذیب اور ثقافت میمنی بولی بول کر زندہ رکھ سکتے ہیں

ممتاز قلمکار محمد یوسف عبدالغنی مانڈویا مرحوم کی ایک یادگار تحریر

پرانے دور میں انسان کی عزت اس کے خاندان اور تہذیب سے ہوتی تھی لیکن آج کے دور میں ایسے لوگ قابل عزت سمجھے جاتے ہیں جن کے پاس بہترین علاقے میں بنگلہ، نئے ماڈل کی گاڑی اور لاکھوں کروڑوں کا بینک بیلنس ہو۔ معاشرے میں رہنے والے افراد ہی ماحول کو بنانے یا بگاڑنے کا سبب بنتے ہیں، گویا لوگوں کا مجموعی رجحان ہی ہمیں ایسا راستہ اپنانے پر مجبور کرتا ہے جو ہمیں ہماری تہذیب سے دور کرتا ہے۔ کردار سازی کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

زندگی کے کئی پہلو ہیں اور جس طرح تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں، اسی طرح زندگی کے ہر پہلو کے دو رخ ہوتے ہیں، جو انسان کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ ایک بچہ جس گھرانے میں پیدا ہوتا ہے، وہاں کے طور طریقے سیکھتا ہے۔ پھر جب وہ گھر سے باہر قدم رکھتا ہے تو وہاں کے رجحانات اور ماحول کو اپناتا ہے۔ گھر اور معاشرہ انسان کی تربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ یہیں سے زندگی کے اصولوں کی بنیاد پڑتی ہے کہ ہمیں زندگی کو کس نہج پر لے کر جانا ہے، کن چیزوں کو رد اور کن باتوں کو پیروی کرنا ہے۔ ہمارا رہن سہن اور روایات ہمیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں جو ہمیں اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملتی ہیں۔ کسی قوم یا ملت کے اتحاد کے لئے اس کو بیدار کرنے کے لئے زبان سے اہم کردار کسی کا نہیں ہو سکتا۔ تبدیلی خیالات، ہمدردی، ایثار، قربانی، نفرت، پیار اور اسی قسم کے جذبات کا اظہار زبان کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ جہاں مختلف مذاہب و تہذیب و ثقافت کے لوگ رہتے ہیں ان سب کو زبان ہی ایک ڈور میں باندھے ہوئے ہے۔

بھارت سے ہجرت کر کے پاکستان آنے والے میمنوں کی اچھی خاصی تعداد اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بقید حیات ہیں جن میں سے بے شمار میمن اداروں سے وابستہ ہیں۔ انہیں وہاں آپس کی گفتگو میں میمنی زبان استعمال کرنی چاہیے اور اپنی سماجی اور دیگر تقریبات میں بھی میمنی زبان کو استعمال کرنا چاہیے اسی طرح ہمیں میمنی زبان کو زندہ رکھنے میں مدد ملے گی۔ اگر ہم آپس میں بھی میمنی زبان نہیں بولیں گے تو ہماری نئی نسل اس زبان

کو کس طرح سمجھے گی۔ ہماری بولی ہمارے کلچر ہماری ثقافت اور ہماری روایتوں کی امین ہے۔ یہ ہماری امتیازی شناخت ہے۔

جو قومیں اور برادریاں اپنی شناخت زندہ نہیں رکھتیں وہ جلد ہی اپنی جداگانہ حیثیت کھو دیتی ہیں۔ ہمارا نصب العین صرف یہ ہونا چاہیے

''میمن ہیں تو اپنے گھر میں میمنی بولی بولیں''

اپنی میمنی بولی کو چھوڑ کر اپنے مخصوص لباس کو ترک کر کے ہم نے اپنا میمن پن کھو دیا ہے جس کے اثرات بڑھ کر مستقبل میں جو شکل اختیار کریں گے اس کے انجام کے لئے آج کی میمن برادری کا ہر فرد جواب دہ ہوگا۔ ہم نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا ہے کہ ہم اپنی بولی سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر مستقبل میں اپنا قومی تشخص ہی باقی نہ رہا تو ہماری مخصوص شناخت کی حامل مخلصانہ سماجی اور فلاحی خدمات کی کیا اہمیت باقی رہے گی؟ کاش ہم اپنی شناخت اپنے لباس اور اپنی بولی کی اہمیت کو سمجھیں!

موجودہ دور میں برادری کو ایک لڑی میں پرونے اور ایک بندھن میں باندھنے کی واحد قوت اور ہماری شناخت کا واحد عنصر جو ہمیں ایک علیحدہ نسلی گروہ بنا سکتا ہے وہ ہماری زبان ہے۔ آپ اپنی برادری کے کسی بھی فرد کو صرف اس کی زبان یعنی میمنی بولی سے پہچان سکتے ہیں اور اسی طرح برادری کا ایک فرد برادری کے دوسرے فرد سے اس زبان میں بات کرے اور اپنے تعلق کا اظہار کرے۔ اگر ہمیں زبان اور شناخت کے درمیانی تعلق اور باہمی رابطے کو سمجھنا ہے تو ہمیں سب سے پہلے زبان کے تصور کی وضاحت کرنی ہوگی۔ زبان کی سمجھ یا شناخت کا عام مفہوم جو باہمی رابطے کے ایک ٹول (آلے) کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور زبان بحیثیت ایک اجتماعی یا گروہی شناخت بطور ایک علامت ہمیں اس کو اچھی طرح سمجھنا ہوگا اور یہ بہت واضح ہے۔ زبان گروہی اور قومیت کے حوالے سے اہم ہوسکتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت توانا ہے اور اس میں سمبل ازم یعنی علامتی پن ہے۔

کسی بھی بولنے والی برادری کے لیے جس میں زیر استعمال میمنی بولی بھی آباؤ اجداد والی زبان ہے تو اس صورت میں ناقابل فہم یا غیر محسوس علامتی مطابقت نسلی گروہ کی شناخت کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔ یہ بات سماجیات کے ایک ماہر نے کہی ہے۔ وہ مزید کہتا ہے: ''زبان شناخت کا انتہائی اہم پہلو ہوسکتی ہے۔'' متعدد ماہرین لسانیات نے زبان کو گروہ کی شناخت قائم رکھنے کا ایک اہم ستون قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ جب زبان ایک خالصتاً علامتی کردار تک محدود ہو جاتی ہے تب بھی گروہی شناخت میں یہ اہم کردار ادا کرتی ہے۔

(بشکریہ: ماہنامہ محراب کراچی۔ مطبوعہ مئی 1980ء)

(گجراتی سے ترجمہ: ک۔ع۔پ)

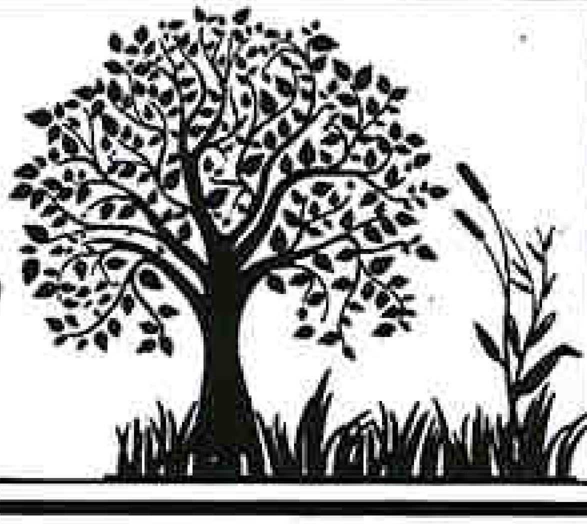

درختوں کی حفاظت کیجئے

درخت آپ کی صحت اور زندگی کی حفاظت کریں گے۔ درخت اگایئے۔ درختوں کو نقصان نہ پہنچایئے۔

یہ ہوا صاف کرتے ہیں، سایہ دیتے ہیں۔

پندرہ روزہ میمن نیوز (گجراتی) کے اداریہ کا اردو ترجمہ

نوجوان اپنی آنکھوں سے یہ لالچ کا چشمہ اتاریں

لڑکے والوں کی جانب سے پگڑی طلب کرنا ہمارے معاشرے کا بڑا المیہ

شادی کے بعد لڑکی والوں سے مختلف خوشی کے مواقع پر تحائف طلب کرنا، طعنے اور آخر میں طلاق پر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے

الحاج محمد صدیق پولانی (مرحوم) کے قلم سے

Haji M. Siddiq Polani

پہلے سے جاری ترقیاتی کاموں کو فروغ دینا ان میں آسانیاں پیدا کرنا اور خود ترقی کرنا دو الگ چیزیں ہیں۔ ہمارے گذشتہ صدی کے مسائل پہلے کی طرح ابھی تک موجود ہیں۔ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو چکے ہیں۔ زمانہ چاہے جتنی ترقی کرلے مگر میمن برادری ترقی کرتے ہوئے بھی اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتی جب تک کہ وہ ایک پلیٹ فارم پر نہ آجائے۔ ہمارے درمیان اتحاد و اتفاق کی بے حد کمی ہے اگر یہ کمی دور نہ ہوئی تو ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ ہمیں گام واد کو ختم کرنا ہوگا۔ ہماری جماعتیں الگ الگ ہیں۔ ہمارے قبرستان الگ الگ ہیں، ہماری بچیوں کی شادیاں انہیں وجوہات کی بنا پر ہو نہیں پاتیں کہ ہماری آج کی نئی نسل اور ہمارا نوجوان بے حس ہے۔ وہ خواب غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے، پھر نہ کچھ کہتا ہے نہ کرتا ہے اور نہ آواز حق بلند کرتا ہے۔

لالچ اور بکائو: شادی بیاہ میں پگڑی سسٹم، جہیز کا مطالبہ، پیسے کا لالچ اور حرص یہ تمام برائیاں آج کے نوجوان میں خوب موجود ہیں، جو فخر سے اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ میری بیس لاکھ آفر آئی ہے، کبھی کہتا ہے میری پچاس لاکھ آفر آئی ہے۔ آفر کا مطلب سمجھ رہے ہیں آپ؟ وہ یہ نہیں کہتا کہ اس کی قیمت لگی ہے۔ وہ بکاؤ مال ہے۔ لڑکی کے ماں باپ لڑکے کو لاکھوں روپے دیتے ہیں، مکان خرید کر دیتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کی بیٹی سکھی نہیں رہتی۔ لڑکے والے اس پر ظلم ڈھاتے ہیں۔ سسرال والوں کے طعنے ملتے ہیں اور آخر میں طلاق پر سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس رسم کا آغاز بانٹوا میمن برادری کی طرف سے ہوا جو ایک بڑی برادری ہے لیکن اس خراب رسم کو دیگر جماعتوں نے بھی اپنا لیا۔ اب تقریباً ہر چھوٹی بڑی جماعت میں شادی بیاہ کے موقع پر مکان اور گھر سامان کا رواج چل پڑا ہے۔

نوجوان بے حس ہوگئے: برائی کا آغاز جہاں سے بھی ہوا ہو، جس نے بھی شروع کیا ہو، ہماری نوجوان نسل اگر چاہتی تو جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو ختم کرسکتی تھی۔ ایک نوجوان کہہ دے کہ مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے لڑکی کے تو یہ مسئلہ یقیناً ختم ہوسکتا ہے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ مکان لڑکی کا، سامان لڑکی کے ماں باپ کا، گھر میں چھ ماہ کا راشن لڑکی کا، ٹیلی فون، ایئر کنڈیشنر، فریج، لڑکے کی تنخواہ چار پانچ ہزار روپیہ مہینہ، اب وہ بل نہیں بھر سکتا۔ ٹیلی فون کے بل کا مسئلہ، بجلی کے بل کا مسئلہ، گھر کے اخراجات چلانے کا مسئلہ، نتیجتاً لڑکا پھر لڑکی پر دباؤ ڈالے گا

18 جولائی 1980ء کو حرکت قلب بند ہونے کے سبب رحلت فرما گئے۔ اس کے بعد اگست 1980ء سے مئی 1983ء تک کاٹن کے معروف بزنس مین اور گجراتی قلمکار جناب نسیم عثمان اوساوالا نے حصہ اردو کے نگران کی حیثیت سے خدمات انجام دیں بعدازاں اپنی کاروباری مصروفیات کے سبب معذرت کرلی۔ اس کے بعد جون 1983ء تا ستمبر 1983ء قومی اخبار کے چیف ایڈیٹر بانٹوا میمن برادری و ملک کے معروف اور سینئر صحافی اور قلمکار اور سیاسی تجزیہ کار جناب الیاس شاکر (مرحوم) نے اردو حصہ کے نگراں کی حیثیت سے اعزازی خدمات انجام دیں بعدازاں اپنی صحافتی مصروفیات کے باعث معذرت کرلی۔

بعدازاں جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا (مرحوم) نے اکتوبر 1983ء سے حصہ اردو کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کھتری عصمت علی پٹیل کی اردو ادب اور میمن برادری کے لئے صحافتی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں ماہنامہ اعزازیے پر انہیں "سب ایڈیٹر" کی حیثیت سے ذمہ داریاں سپرد کیں جو اب تک 37 سالوں سے یہ خیروخوبی انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا نے فروری 1984ء میمن سماج حصہ گجراتی کے لئے گجراتی کے ممتاز شاعر اور کالم نگار اور ادیب جناب منشی دھوراجوی کو ماہنامہ اعزازیے پر یہ ذمہ داریاں سپرد کیں۔ جو نومبر 1985ء تک انجام دیں۔ علاوہ ازیں جولائی 1985ء تا فروری 1987ء تک میمن سماج حصہ اردو کے انچارج کی حیثیت سے جناب محمد اسلم مینائی نے اعزازی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ترجمان ماہنامہ میمن سماج کراچی، بانٹوا میمن برادری کا ایک ان ہاؤس جرنل ہے جو گجراتی اور اردو دو زبانوں میں شائع کیا جاتا ہے۔ یہ ماہنامہ 67 سالوں سے پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔ جنوری تا دسمبر 2006ء کے پچاس ویں گولڈن جوبلی سال کے موقع پر جناب نسیم عثمان اوساوالا کی ادارت میں ایک ضخیم اور یادگاری خصوصی اشاعت کا اہتمام دسمبر 2006ء کو کیا گیا تھا۔ جس کی تحقیق و تحریر، ترتیب و تدوین اور ترجمے کی تمام ذمہ داریاں مکمل طور پر خاکسار (کھتری عصمت علی پٹیل) پر سپرد کی گئیں۔ یہ گولڈن جوبلی شمارہ حصہ اردو 200 صفحات اور حصہ گجراتی 24 صفحات پر مشتمل تھا۔ رسالے میں مدیر اعزازی جناب نسیم عثمان اوساوالا نے فدوی کے لئے اپنے اداریے میں تحریر کیا تھا: "......میں کھتری عصمت علی پٹیل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ان کا تعلق گو کہ ہماری برادری سے نہیں ہے مگر وہ کم و بیش کئی سالوں سے ہمارے ساتھ ہیں اور تاریخ تہذیب و ثقافت پر نہ صرف مضامین تخلیق کر رہے ہیں بلکہ انھیں قلمبند کر کے شائع بھی کرا رہے ہیں۔ انھوں نے ماہنامہ میمن سماج کو ذرائع ابلاغ سے جس طرح متعارف کرایا ہے اس پر برادری ان کی مشکور ہے۔ بانٹوا میمن برادری اور بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے لیے کھتری صاحب کی قلمی خدمات سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ملک، ملت اور اپنی برادری کی خدمت کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے (آمین)

اس موقع پر (دسمبر 2006ء) میں گولڈن جوبلی رسالے میں بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے صدر جناب محترم احمد جعفر کوڑیا نے خاکسار کو اپنے پیش لفظ میں یوں خراج تحسین پیش کیا ہے" ......میں جناب کھتری عصمت علی پٹیل کے بارے میں بھی نہ کہنا ان کے ساتھ زیادتی ہوگی، آپ ایک کہنہ مشق سینئر صحافی اور اردو کے معروف ادیب و صحافی اور تجربہ کار قلمکار ہیں۔ وہ گجراتی برادری اور میمن برادری بالخصوص بانٹوا میمن برادری کے لیے طویل عرصے سے علمی اور قلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے قلم کے ذریعے میمن برادری کی تاریخ و ثقافت کو زندہ رکھا ہے۔ ہمارے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ ایسا سینئر قلمکار ہمارے اس سفر میں ہمارے ساتھ ہے۔ یہ ان کا بڑا پن ہے کہ یہ کسی بھی لالچ اور

خواہش کے بغیر میمن اداروں اور جماعتوں کے لیے قلمی خدمات انجام دیتے ہیں اور بدلے میں کچھ بھی نہیں چاہتے۔ آپ نے کئی گجراتی کتابوں کے اردو میں ترجمے بھی کیے ہیں اور کئی کتابیں بھی قلمبند بھی کی ہیں۔ ان کی دیرینہ رفاقت ہمارے لیے حوصلہ افزا ہے۔ ہم سب ان کے ممنون و مشکور ہیں۔"

اس جرنل کا خاص اور بنیادی مقصد بانٹوا میمن جماعت کی سماجی اور فلاحی کوششوں اور خدمات کو اجاگر کرنا اور انہیں عوام الناس کے سامنے لانا ہے۔ یہ جرنل بانٹوا میمن برادری کے اداروں اور تنظیموں کے کارناموں اور سرگرمیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ شائع کرتا ہے۔ ماہنامہ میمن سماج میں برادری کے امور سے متعلق دیگر موضوعات پر برادری کے طالب علموں کے مضامین اور تقاریب کی رپورٹیں شائع کی جاتی ہیں۔ جرنل کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ برادری میں ہونے والے تمام کاموں، سرگرمیوں اور مختلف لوگوں کے نظریات سے عام لوگوں کو واقف کرائے۔ برادری میں غلط رسم ورواج کے خاتمے کی مہم چلائے۔ مختلف ادوار میں بانٹوا میمن برادری کے نامی گرامی صحافی اور مصنف اور قلمکار مضامین لکھتے رہے ہیں اور اب بھی لکھ رہے ہیں۔ ان گجراتی تحریروں کا اردو ترجمہ کرکے شائع کرتا ہے۔ بانٹوا میمن جماعت کے ترجمان ماہنامہ میمن سماج کے لئے ماضی میں اور حال میں اعزازی مدیر اور پبلشر کے عہدے کی تقرری، ادارے کے صدر صاحب اور جنرل سیکریٹری صاحب اپنے دیگر عہدیداران سے مشاورت کے بعد کرتے ہیں۔

مدیر اعزازی صاحبان

اسمائے گرامی	ماہ و سال
1-جناب حاجی محمد صدیق پولانی (مرحوم)	جنوری 1956ء تا دسمبر 1980ء
2-جناب حاجی عبدالغفار کٹیا	جنوری 1981ء تا اکتوبر 1983ء
3-جناب پیر محمد ابا عمر کالیا	نومبر 1983ء تا ستمبر 1988ء
4-جناب غلام حسین محمد کارا (مرحوم)	اکتوبر 1988ء تا دسمبر 1992ء
5-جناب محمد فاروق ابوبکر بدو	جنوری 1993ء تا اپریل 1998ء
6-جناب حاجی عبدالغفار کٹیا	مئی 1998ء تا جنوری 2004ء
7-جناب نسیم عثمان اوساوالا	فروری 2004ء تا دسمبر 2006ء
8-جناب حاجی یعقوب حاجی حبیب گنگ (مرحوم)	جنوری 2007ء تا اپریل 2009ء
9-جناب نسیم عثمان اوساوالا	مئی 2009ء تا مارچ 2012ء
10-جناب غلام محمد کسباتی	اپریل 2012ء تا جنوری 2014ء
11-جناب امان اللہ عبدالستار نانڈیا	فروری 2014ء تا اکتوبر 2017ء
12-جناب محمد سلیم ابا طیب جانگڑا	نومبر 2017ء تا دسمبر 2018ء
13-جناب علی محمد (حاجی بابا) کھانانی	جنوری 2019ء تا دسمبر 2019ء
14-جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا	جنوری 2020ء تا جنوری 2022ء

15-جناب عبدالجبار علی محمد بدو — فروری 2022ء۔۔۔تا حال

انچارج صاحبان حصہ اردو

1-جناب محمد اسلم مینائی — جولائی 1985ء تا فروری 1987ء

کنوینز صاحبان

1-جناب عبدالعزیز عبدالرحمٰن بکیا (مرحوم) — مئی 1998ء تا نومبر 1998ء

پبلشر صاحبان

1-جناب حاجی محمد صدیق پولانی (مرحوم) — جنوری 1956ء تا دسمبر 1980ء

2-جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا (مرحوم) — جون 1985ء تا جنوری 2004ء

3-جناب حاجی عبدالغنی رحمت اللہ کھانانی — فروری 2004ء تا مئی 2009ء

4-جناب محمد یوسف عبدالستار تولہ — جون 2009ء تا اکتوبر 2011ء

5-جناب عبدالرؤف اسمٰعیل مختی — نومبر 2011ء تا دسمبر 2012ء

6-جناب امان اللہ عبدالستار نانڈیا — جنوری 2013ء تا جنوری 2014ء

7-جناب عبدالجبار علی محمد بدو — فروری 2014ء تا دسمبر 2015ء

8-جناب عبدالجبار حاجی سلیمان کھانانی — جنوری 2016ء تا جنوری 2017ء

9-جناب عبدالرؤف اسمٰعیل مختی — فروری 2017ء تا اکتوبر 2017ء

10-جناب محمد صدیق محمد عبداللہ ڈنڈیا — نومبر 2017ء تا دسمبر 2018ء

11-جناب امتیاز عبدالغفار بدو — جنوری 2019ء تا دسمبر 2019ء

12-جناب عبدالجبار علی محمد بدو — جنوری 2020ء تا جنوری 2022ء

13-جناب محمد اقبال بلو صدیق آکھاوالا — فروری 2022ء۔۔۔تا حال

اپنا تشخص، کلچر اور ثقافت میمن زبان
بول کر زندہ رکھ سکتے ہیں

پانجو اتحاد پانجی ترقی نے
خوشحالی جو ضامن آیئے

21 فروری

مادری زبان کا عالمی دن

21 FEBRUARY INTERNATIONAL MOTHER LANGUAGE DAY

اور پھر!!! زبان بے زبان ہوگئی

آج میمنی بولی کو فراموش کر کے دوسری زبانوں کو گلے لگانے والے یہ نہیں جانتے کہ جب شناخت کھوجاتی ہے تو انسان بھی کھو جاتا ہے

مرحوم عبدالستار پریانی ممتاز دانشور، گجراتی زبان کے معروف قلمکار کی ایک فکر انگیز اور یادگار تحریر

(جنوبی افریقہ کے لئے گجراتی ریڈیو سروس کے سابق پروگرام منیجر اور پروڈیوسر کے عہدے پر فائز رہے)

Late Abdul Sattar Paryani

مضمون نگار کا مختصر تعارف: آپ 15 ستمبر 1935ء میں پالی تانہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اکتوبر 1948ء میں پاکستان کو ہجرت کی اور کراچی میں سکونت پذیر ہوئے۔ سندھ مدرسۃ الاسلام سندھ مسلم لاء کالج میں تعلیم حاصل کی۔ آپ نے بی اے کرنے کے بعد ایل ایل بی کی تعلیم نامکمل چھوڑ دی تھی۔ اسکول کے دور میں ہاتھ سے لکھا ہوا پرچہ شائع کرتے تھے۔ اسکول کے دور میں اسٹیج ڈرامے پیش کئے اور گجراتی طلبہ کی انجمن کے جنرل سیکریٹری بھی بنے۔ مرحوم عبدالستار عیسیٰ پریانی جنوری 1957ء میں آپ ریڈیو پاکستان سے جنوبی افریقہ کے لئے گجراتی شعبے کے پروگرام اسسٹنٹ کی حیثیت سے وابستہ ہوئے۔ اپریل 1972ء میں پروڈیوسر اور اکتوبر 1977ء میں سینئر پروڈیوسر بن گئے۔ 1976ء میں اسلام آباد میں اسٹاف ٹریننگ اسکول کے تین ماہ کے کورس میں پروڈیوسر کا امتحان نمایاں حیثیت سے پاس کیا اور ریڈیو پاکستان کی گجراتی سروس کے انچارج مقرر کئے گئے۔

میمن برادری کے ہر دلعزیز ماہنامہ میمن عالم کے ساتھ مرحوم ستار پریانی 1961ء سے آخر وقت وابستہ رہے۔ آپ رسالے کے گجراتی شعبے کے مقبول اور پسندیدہ کالم "سب رس" کے مرتب تھے اور رسالے انگریزی حصے کے نگراں بھی تھے مرحوم میمن عالم کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے بھی قلمی خدمات انجام دے رہے تھے۔ اسی طرح ماہنامہ میمن عالم حصہ اردو کے انچارج کی حیثیت سے مشہور قلمکار اور جرنلسٹ ہارون جمال نے میمن عالم سے دسمبر 1969ء سے وابستہ ہوئے۔ ہارون جمال 18 جولائی 1980ء کو اپنے خالق حقیقی سے

جا ملے۔ آپ کی رحلت کے بعد ماہنامہ میمن عالم کراچی کے حصہ اردو کے انچارج کی حیثیت سے خاکسار (کھتری عصمت علی پٹیل) ماہ اگست 1980ء سے یہ ذمہ داریاں سپرد کی گئیں۔ میمن عالم WMO کے تحت شائع ہونے کے بعد بھی یہ ذمہ داریاں بہ خیر و خوبی ماہ اکتوبر 2010ء تک انجام دیں بعض مجبوریوں کے باعث مستعفی ہوگیا۔ میری میمن عالم سے تقریباً 30 سال تک وابستگی کے دوران پریانی صاحب سے کافی قریبی رابطوں میں رہا۔ ان کی مدبرانہ اور تجربوں اور رہنمائی سے بہت کچھ سیکھا۔

آپ ایک تجربہ کار براڈ کاسٹر کے علاوہ گجراتی زبان کے عمدہ قلمکار بھی تھے۔ آپ کی کتاب "سب رس" کو حسین ابراہیم فاؤنڈیشن کی جانب سے 1998ء میں انعام دیا گیا تھا۔ 1994ء میں گجراتی زبان کے لئے آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو لائن انٹرنیشنل ایوارڈ پیش کیا گیا۔ آپ ہر ملنے والے سے انکساری اور خلوص سے ملتے تھے اور آپ بڑے ہنس مکھ بھی تھے۔ محترم ستار پریانی آخری چند سالوں میں بلڈ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھے۔ عبدالستار عیسٰی پریانی 27 نومبر 1998ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کا ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی ہے۔ صاحبزادہ ڈاکٹر محمد سلیم علاج و معالجہ کے شعبے کی نامور شخصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ (تحریر: مترجم)

زبانیں کس طرح اپنا وجود کھوتی ہیں اور کس طرح ان کے بولنے والے خود ہی انہیں دوسری زبانوں کو دبیز تہوں میں دبا دیتے ہیں، اس کا اندازہ زیر نظر تحریر سے لگایا جاسکتا ہے۔ یہ صرف ایک تحریر نہیں بلکہ عصر حاضر کی ایک ہلا دینے والی حقیقت ہے۔ اپنی زبان سے رشتہ توڑنے والے بے زبان یا گونگے ہوجاتے ہیں۔ ایک قصہ ایک میمن گھرانے میں پیش آنے والا سچا قصہ ہے، کوئی فرضی کہانی یا من گھڑت واقعہ نہیں۔ ہاں اسے ہم ایسا لطیفہ ضرور کہہ سکتے ہیں جس پر ہنسنے کے بجائے رونا چاہیے اور اپنی عقل پر ماتم کرنا چاہیے۔ جس میمن گھر کا یہ قصہ ہے وہاں ایک صاحب بطور مہمان آئے۔ وہ بھی ایک میمن تھے۔ چنانچہ مہمان و میزبان باتیں کرنے لگے اور ہوتے ہوتے گھروں میں بولی جانے والی زبان یا "بولی" کا تذکرہ نکل آیا۔ کافی پر جوش بحث ہوئی۔ مہمان نے بھی اس حوالے سے دلائل دیے اور میزبان نے بھی۔ موضوع تھا "ہماری میمنی بولی" آنے والے میمن مہمان نے اپنے میمن میزبان سے یہ سوال کیا: "کیوں جناب! کیا آپ کے بچے گھر میں اپنی میمنی بولی بولتے ہیں یا..."

ابھی ان کا سوال پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ میمن میزبان نے جھٹ سے ان کی بات کاٹتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا: "کیوں نہیں... میرا ارسلان تو میمنی خوب بولتا ہے۔" مگر ان کی مسکراہٹ میں ایک خاص قسم کا طنز شامل تھا۔ جسے میزبان نے بخوبی محسوس کرلیا۔ "مگر مسئلہ یہ ہے کہ اب ہماری میمنی زبان یا میمنی بولی کے اندر سے اس کا میمن پن یا ایک خصوصی ذائقہ ختم ہو چکا ہے۔" میمن میزبان نے اگلا جملہ جڑا تو میمن مہمان ہکا بکا ہوکر ان کا منھ دیکھنے لگے۔ "خیر میں اپنے ارسلان کو بلاتا ہوں اور اس کے منھ سے آپ کو میمنی سنواتا ہوں۔" یہ کہہ کر انہوں نے اندرونی کمرے کی طرف رخ کرکے آواز دی: "ارسلان بیٹے! ذرا یہاں تو آیئے۔ انکل کو آداب کیجیے۔"

گھر کے اندر سے ایک بارہ چودہ سال کا لڑکا برآمد ہوا اور اس نے جھک کر کہا: "آداب انکل..."

میں مہمان ابھی تک آنے والے ارسلان کو دیکھ رہے تھے کہ میمن میزبان نے ارسلان سے کہا: "بیٹا! آپ کو میمنی بولی آتی ہے نا؟"

"جی ابو میں تو فر فر میمنی بولتا ہوں... آخر کو یہ ہماری زبان ہے۔" ارسلان نے جواب دیا۔ "شاباش میرا بیٹا!" میزبان نے اپنے بیٹے ارسلان کی پیٹھ تھپ تھپاتے ہوئے کہا: "تو بس اب اپنے ان انکل کو بالکل صحیح تلفظ کے ساتھ میمنی بولی سنایئے!"

چنانچہ ارسلان نے بڑے ادب و احترام کے ساتھ کھنکھار کر اپنا گلا صاف کیا جیسے تقریر کرنے والا ہو اور بالکل صحیح تلفظ کے ساتھ کہا:

پرنٹ میڈیا کا تاریخی سفر۔ علم وادب اور اصلاح معاشرہ میں اہم کردار

ماہنامہ میمن سماج کراچی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ترجمان
کا 67 سالہ سماجی، صحافتی اور ادبی سفر کا احوال

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ترجمان ماہنامہ میمن سماج 66 سال مکمل کر کے جنوری 2022ء میں 67 ویں سال میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ 67 سالوں سے تواتر کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اس میں سماجی، فلاحی اور اصلاحی مضامین کے ساتھ ساتھ بانٹوا میمن برادری سے تعلق رکھنے والے اداروں کا تعارف، سماجی اور اصلاحی مضامین، سماجی سرگرمیاں اور تقریبات کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔ ماہنامہ میمن سماج پہلے صرف گجراتی زبان میں اشاعت پذیر ہوتا رہا۔ اعزازی ایڈیٹر کی ذمہ داریاں جناب حاجی محمد صدیق پولانی نے سنبھالی تھیں۔ اس کے بعد جنوری 1965ء میں گجراتی کے علاوہ اردو میں بھی شائع کیا جانے لگا۔

میمن صحافت میں ماہنامہ میمن سماج کراچی کا اہم کردار رہا ہے۔ میمن سماج کا اجراء بانٹوا میمن جماعت کے رہنما جناب جان محمد داؤد ایڈووکیٹ، جناب حاجی محمد صدیق پولانی، جناب حاجی سلیمان بھورا، حاجی رحمت اللہ میمل کے تعاون سے ڈیکلریشن نمبر SS-43 جنوری 1956ء میں لیا گیا اور باقاعدگی سے ماہنامہ میمن سماج کی گجراتی زبان میں اشاعت شروع ہوئی۔ اس کی کیلی گرافی اور تزئین اور آرائش کی ذمہ داری ملک کے اور گجراتی زبان کے ممتاز مصور جناب آروی ماسٹر (مرحوم) کی ٹائٹل ڈیزائن اور اندرونی صحافت کی ڈیزائننگ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس کے بعد رسالہ دن بہ دن ترقی کرتا رہا۔ اس کی دیدہ زیبی اور خوبصورت لے آؤٹ میں اضافہ ہوتا رہا۔ اس ٹیم میں جناب حسین دھامیا (مرحوم)، جناب حاجی موسیٰ لوائی (مرحوم) اور جناب قاسم دادا (مرحوم) کی زیرادارت شائع ہونے والے رسالہ ''ساربان'' کے سابق مدیر جناب انجینئر حبیب غنی کی بھی کاوشیں اور عملی تعاون شامل رہا۔ یہ رسالہ آگے کی جانب بڑھتا رہا اس میں غلط رسم ورواج کا خاتمہ، میمن برادری کے شب و روز اور اصلاح معاشرہ کے موضوع پر مضامین کی اشاعت شروع ہوئی۔ بانٹوا میمن جماعت کے آفس سیکریٹری صاحبان جناب عبدالعزیز ایدھی اور جناب عبدالعزیز ولی بھی کچھ عرصے تک ماہنامہ میمن سماج کی تحریر، ترتیب وتدوین میں شریک رہے ہیں۔

بانٹوا میمن برادری کی نئی نسل اردو جاننے کے سبب اور بانٹوا میمن جماعت کے مشن اور وژن کو بانٹوا میمن برادری کے گھرانوں میں پہنچانے کے لئے جنوری 1965ء میں جماعت کی مینیجنگ کمیٹی کے فیصلے، ہدایت اور خواہش پر حصہ اردو کو شامل اشاعت کیا گیا۔ اردو حصے کی تحریر و ترتیب اور تدوین کی ذمہ داری کے لئے سب ایڈیٹر (حصہ اردو کے نگراں) کی حیثیت سے اکتوبر 1965ء سے جناب محمد عباس کی خدمات حاصل کی گئیں۔ نومبر 1976ء سے حصہ اردو کے نگراں کی حیثیت سے ڈان گجراتی کے سب ایڈیٹر اور گجراتی کے افسانہ نگار بانٹوا میمن برادری ایک اچھے اور منجھے ہوئے قلمکار جناب ہارون جمال (مرحوم) نے ذمہ داریاں سنبھالیں، آپ نے اپنی کاوشوں سے جولائی 1980ء کا شمارہ ایڈٹ کیا تھا اور

18 جولائی 1980ء کو حرکت قلب بند ہونے کے سبب رحلت فرماگئے۔اس کے بعد اگست 1980ء سے مئی 1983ء تک کاٹن کے معروف بزنس مین اور گجراتی قلمکار جناب نسیم عثمان اوساوالا نے حصہ اردو کے نگران کی حیثیت سے خدمات انجام دیں بعدازاں اپنی کاروباری مصروفیات کے سبب معذرت کرلی۔اس کے بعد جون 1983ء تا ستمبر 1983ء قومی اخبار کے چیف ایڈیٹر بانٹوا میمن برادری و ملک کے معروف اور سینئر صحافی اور قلمکار اور سیاسی تجزیہ کار جناب الیاس شاکر (مرحوم) نے اردو حصہ کے نگراں کی حیثیت سے اعزازی خدمات انجام دیں بعدازاں اپنی صحافتی مصروفیات کے باعث معذرت کرلی۔

بعدازاں جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا (مرحوم) نے اکتوبر 1983ء سے حصہ اردو کے سب ایڈیٹر کی حیثیت سے کھتری عصمت علی پٹیل کی اردو ادب اور میمن برادری کے لئے صحافتی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں ماہانہ اعزازیے پر انہیں ''سب ایڈیٹر'' کی حیثیت سے ذمہ داریاں سپرد کیں جو اب تک 37 سالوں سے یہ خیر وخوبی انجام دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ جناب عبدالعزیز طیب جانگڑا نے فروری 1984ء میمن سماج حصہ گجراتی کے لئے گجراتی کے ممتاز شاعر اور کالم نگار اور ادیب جناب منشی دھوراجوی کو ماہنامہ اعزازیے پر یہ ذمہ داریاں سپرد کیں۔جو نومبر 1985ء تک انجام دیں۔علاوہ ازیں جولائی 1985ء تا فروری 1987ء تک میمن سماج حصہ اردو کے انچارج کی حیثیت سے جناب محمد اسلم مینائی نے اعزازی حیثیت سے گراں قدر خدمات انجام دیں۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ترجمان ماہنامہ میمن سماج کراچی، بانٹوا میمن برادری کا ایک ان ہاؤس جرنل ہے جو گجراتی اور اردو دو زبانوں میں شائع کیا جاتا ہے۔یہ ماہنامہ 67 سالوں سے پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔جنوری تا دسمبر 2006ء کے پچاس ویں گولڈن جوبلی سال کے موقع پر جناب نسیم عثمان اوساوالا کی ادارت میں ایک ضخیم اور یادگاری خصوصی اشاعت کا اہتمام دسمبر 2006ء کو کیا گیا تھا۔جس کی تحقیق وتحریر، ترتیب وتدوین اور ترجمے کی تمام ذمہ داریاں مکمل طور پر خاکسار (کھتری عصمت علی پٹیل) پر سپرد کی گئیں۔یہ گولڈن جوبلی شمارہ حصہ اردو 200 صفحات اور حصہ گجراتی 24 صفحات پر مشتمل تھا۔رسالے میں مدیر اعزازی جناب نسیم عثمان اوساوالا نے فدوی کے لئے اپنے اداریے میں تحریر کیا تھا:''......میں کھتری عصمت علی پٹیل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں ان کا تعلق گو کہ ہماری برادری سے نہیں ہے مگر وہ کم وبیش کئی سالوں سے ہمارے ساتھ ہیں اور تاریخ تہذیب وثقافت پر نہ صرف مضامین تخلیق کر رہے ہیں بلکہ انھیں قلمبند کر کے شائع بھی کرا رہے ہیں۔انھوں نے ماہنامہ میمن سماج کو ذرائع ابلاغ سے جس طرح متعارف کرایا ہے اس پر برادری ان کی مشکور ہے۔بانٹوا میمن برادری اور بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے لیے کھتری صاحب کی قلمی خدمات سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ملک، ملت اور اپنی برادری کی خدمت کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے (آمین)

اس موقع پر (دسمبر 2006ء) میں گولڈن جوبلی رسالے میں بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے صدر جناب محترم احمد جعفر کوڑیا نے خاکسار کو اپنے پیش لفظ میں یوں خراج تحسین پیش کیا ہے''......میں جناب کھتری عصمت علی پٹیل کے بارے میں بھی نہ کہنا ان کے ساتھ زیادتی ہوگی، آپ ایک کہنہ مشق سینئر صحافی اور اردو کے معروف ادیب وصحافی اور تجربہ کار قلمکار ہیں۔وہ گجراتی برادری اور میمن برادری بالخصوص بانٹوا میمن برادری کے لیے طویل عرصے سے علمی اور قلمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔انھوں نے اپنے قلم کے ذریعے میمن برادری کی تاریخ وثقافت کو زندہ رکھا ہے۔ہمارے لیے یہ اعزاز کی بات ہے کہ ایسا سینئر قلمکار ہمارے اس سفر میں ہمارے ساتھ ہے۔یہ ان کا بڑا پن ہے کہ یہ کسی بھی لالچ اور

''میمنی۔'' اپنے بیٹے ارسلان کی زبان سے یہ الفاظ سن کر اس کے ابو تو اس پر نہال ہو گئے اور انہوں نے اپنے میمن مہمان کی طرف رخ کر کے فخریہ کہا ''میں نے کہا تھا نا کہ میرے ارسلان کو میمنی بولنی آتی ہے بلکہ وہ تو اس میں ماہر بھی ہے۔ آپ نے خود دیکھ لیا۔'' میمن مہمان کا اس وقت جی چاہا کہ وہ اپنے بال نوچ لے مگر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔ آج کا المیہ یہ ہے کہ اس دور کے میمن اور بالخصوص نوجوان میمن خود کو میمن کہلوانے سے شرماتے ہیں۔ ان کے خیال میں میمن دقیانوسی اور فرسودہ ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عصر حاضر میں اکثر میمن گھرانوں سے ان کی اپنی میمنی بولی رخصت ہو چکی ہے اور اب یہ گھرانے یا تو بے زبان ہو گئے ہیں یا پھر ادھار لی ہوئی زبانوں اور بولیوں کے سائے میں چل رہے ہیں۔ گھروں میں بچے، بڑے بوڑھے سبھی اردو زبان بولتے ہیں اور گھروں سے باہر پیشہ ورانہ امور میں انگریزی استعمال کرتے ہیں۔ ان کی اپنی بولی ان کی زندگیوں میں کہیں دکھائی نہیں دے رہی۔

یہ المیہ نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر بڑے بوڑھوں پر زیادہ حیرت ہے جنھوں نے اپنی Rich اور مستحکم و شیریں بولی چھوڑ کر دوسری زبانوں سے رشتہ استوار کر لیا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اردو کے خلاف ہیں یا ہمیں اس کے بولنے، سمجھنے اور پڑھے جانے پر کوئی اعتراض ہے۔ ہم اس قومی زبان کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ پورے پاکستان کو ایک لڑی ایک بندھن میں پرونے کا واحد ذریعہ ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مقامی اور پاکستانی علاقائی بولیوں اور زبانوں سے ہی رشتہ ختم کر دیا جائے۔ ان بولیوں کی اپنی اہمیت، اپنا مقام اور اپنا درجہ ہے جس کی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ ہم اردو سے بہت پیار کرتے ہیں یہ ہماری محبت اور اتحاد کی علامت ہے۔ ہمارے دلوں میں اس کے لیے بڑی عزت ہے مگر ایک تشویش ناک اور قابل غور مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے میمن پن سے محروم ہو رہے ہیں۔ ہماری اصلیت، ہماری شخصیت اور ہماری حقیقت ہم سے دور بھاگ رہی ہے ہم اپنی جڑوں اور بنیادوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ ہماری پہچان ہم سے گم ہو رہی ہے۔ اگر یہ مکمل طور پر کھو گئی تو ہمارا کیا ہوگا؟ ہمارے تشخص اور ہماری پہچان کا کیا بنے گا؟

اکثر میمن گھرانوں میں یہ چلن عام ہے کہ انہوں نے اردو زبان کو اپنے گھروں میں بھی جگہ دے دی ہے اور میمنی و گجراتی سے لاتعلقی اختیار کر لی ہے۔ تو بت یہاں تک آن پہنچی ہے کہ ایک میمن دوسرے میمن کو بھی پہچان نہیں پاتا۔ اکثر و بیشتر محفلوں میں غیر میمن حضرات میمنوں سے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں: ''ارے آپ میمن ہیں... مگر آپ تو بڑی عمدہ اور شستہ اردو بول رہے ہیں میں تو آپ کو غیر میمن سمجھتا تھا۔''

ہمارے بعض میمن ساتھی اور دوست بڑے فخر کے ساتھ اپنے دوستوں کے حلقوں میں یہ کہتے ہیں: ''ہماری اردو تو شروع سے ہی بہت صاف ہے۔ اکثر لوگ دھوکہ کھا جاتے ہیں اور ہمیں غیر میمن سمجھتے ہیں۔'' یہ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ افسوس کا مقام ہے۔ اگر ہم اپنی مخصوص میمنی بولی، اپنی مخصوص شناخت اور اپنی منفرد پہچان کو نظر انداز کرتے ہیں اور محض مقامی ترقی کی خاطر اس سے دوری اختیار کرتے ہیں تو آگے چل کر ہمیں اس کا بڑا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

دوسری طرف یہ بھی سچ ہے کہ ہمارے نادان میمن دوست اور بھائی اپنی شناخت کو قربان کرنے کے بعد بھی غیر میمن معاشرے کا نہ تو حصہ بن سکے ہیں اور نہ مکمل طور پر اس میں گھل مل سکے ہیں۔ آج بھی ہم لوگ اپنے آبائی علاقوں، برادریوں اور جماعتوں کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ اس سے ہم لوگ ٹولیوں اور ٹکڑیوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں: میں دھوراجی کا ہوں... اور آپ... آپ بانٹوا کے ہیں۔ فلاں صاحب کتیانہ والے ہیں اور فلاں کا تعلق جیت پور سے ہے۔ وہ امریلی کے ہیں تو وہ مانا ودر کے... وغیرہ وغیرہ... علاقائی تعلق پر فخر

کرنے والوں نے کبھی یہ سوچنے کی کوشش کی ہے کہ ان کی پہچان... ان کی زبان... ان کی بولی کہاں گئی.... وہ تو بے چاری اپنا وجود ہی کھو بیٹھی... بے زبان ہوگئی۔ ہم افسوس کے ساتھ یہی کہہ سکتے ہیں۔

۔۔۔اور پھر!!! زبان بے زبان ہوگئی

گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

بشکریہ پندرہ روزہ ''میمن نیوز'' (گجراتی) کراچی۔۔ مئی 1985ء (100واں شمارہ)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

صنعت کار، تاجر اور بے روزگار حضرات متوجہ ہوں

ملازم کی ضرورت ہے یا ملازمت کی ہم سے رجوع کریں

ایمپلائمنٹ بیورو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ایک ایسا شعبہ ہے جو تمام میمن برادریوں اور اداروں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے گزشتہ 68 سالوں سے بلا معاوضہ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہمارے اس شعبہ کی کوششوں سے ہر ماہ کئی بے روزگاروں کی روزی (جاب) کا بندوبست ہوجاتا ہے۔ اس وقت ملک کے معاشی حالات بے حد خراب ہیں اور ملک میں بے روزگاروں کی تعداد بھی بے حد بڑھ رہی ہے۔ اس وجہ سے اس شعبے پر خاصا بوجھ ہے اور خاصی درخواستیں آرہی ہیں۔

اس ضمن میں میمن برادری کے اور دیگر کاروباری اداروں کے مالکان سے التماس ہے کہ اگر انھیں اپنی دکان، فیکٹری، ملز، آفس یا دیگر کسی بھی کاروباری شعبے میں کسی قابل اور باصلاحیت اسٹاف کی ضرورت ہو تو وہ بانٹوا میمن جماعت کے دفتر ''شعبہ فراہمی روزگار'' سے رابطہ کریں۔ میمن برادری کے وہ افراد بھی جو بے روزگار ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں وہ ان تعطیل کے دن کے علاوہ شام 4 بجے سے شب 8 بجے کے درمیان جماعت کے آفس میں آکر اپنی سی وی (CV) اور جماعت کا کارڈ، سی این آئی سی (CNIC) کارڈ، جماعت کے نام درخواست معہ دو تصاویر (فوٹو) ساتھ جمع کراسکتے ہیں۔

تعاون کے طلب گار

محمد منظور ایم عباس میمن **کنوینر ایمپلائمنٹ بیورو کمیٹی**

رابطہ موبائل: **0333-3163170**

ای میل: **bantvaemploymentbureau@yahoo.com**

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ جوریائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن کراچی

سوشل میڈیا نے بزنس کی دنیا کو گلوبل ویلیج بنا دیا

تحریر: محترمہ سمیرا محمد حنیف موٹا، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ

Sumera Hanif Mota

سوشل میڈیا اپنے استعمال کرنے والوں کی اکثریت کے لیے وقت گزاری، تفریح اور میل جول کا ذریعہ ہے، لیکن سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس سے ایسے بھی لوگ وابستہ ہیں جو ان کے ذریعے خوب کما رہے ہیں۔ ان افراد کی تعداد ہزاروں میں ہے، جنھیں سوشل میڈیا اسٹار کہا جاتا ہے اور یہ ہزاروں ڈالر سے کر سالانہ کئی ملین ڈالر تک کما سکتے اور کما رہے ہیں۔ یہ رقم وہ سماجی میڈیا پر پوسٹ کے ذریعے، اور یجنل کونٹینٹ دے کر اور اپنے فالوورز سے مسلسل انگیج رہتے ہوئے کماتے ہیں۔ اس مضمون میں ہم ایسے ہی پانچ سوشل میڈیا سلیبریٹیز سوشل میڈیا اسٹارز کے بارے میں آپ کو بتا رہے ہیں جو سوشل میڈیا کے ذریعے دولت کمانے کے حوالے سے سرفہرست ہیں، ان کی کمائی کا پڑھ کر یقیناً آپ کا بھی دل چاہے گا کہ اپنی ملازمت یا تجارت کو چھوڑ چھاڑ کر آپ بھی ان ہی کا راستہ اپنا لیں۔

☆**BRANDON STANTON**: 2010ء میں Brandon Stanton اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھا، جس کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ وہ نیویارک میں بسنے والے لوگوں کی تصاویر اتارنے میں وقت لگائے گا۔ اس نے اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنایا اور نیویارک کے رہنے والے افراد کی کسی تخصیص کے بغیر تصاویر کھینچنے لگا۔ اس وقت تک Brandon Stanton کے ذہن میں کہیں یہ خیال تھا کہ فیس بک پر "ہیومنز آف نیویارک" کے زیر عنوان پوسٹس کا سلسلہ شروع کرنے کے بعد اسے 12 ملین سے زیادہ لائیکس اور ایک نیا پروفیشن مل جائے گا جو اسے مالا مال کر دے گا۔ اب وہ تصاویر اور تحریروں کے ذریعے دنیا بھر میں لاکھوں لوگوں سے جڑا ہوا ہے اور پیسے کما رہا ہے۔ وہ اپنی کمائی ہوئی رقم کا ایک بڑا حصہ

امریکا کے مقامی اور بین الاقوامی خیراتی اداروں کو دیتا ہے۔ Brandon Stanton خوب صورت اور حیران کن تصاویر سامنے لاتا رہا اور انھیں دل کو چھو لینے والی کہانیوں کی صورت میں کیپشن دیتا رہا۔ یہ تصاویر اور کہانیاں اس قدر شیئر ہونے کے قابل تھیں کہ سامنے آنے کے کچھ دیر بعد ہی چند گھنٹوں میں فیس بک پر وائرل ہو گئیں۔ اگرچہ Brandon Stanton اپنی آمدنی ظاہر نہیں کرتا، تاہم اس نے ایک موقع پر انکشاف کیا تھا کہ وہ ہر چھے ماہ کے بعد نصف ملین ڈالر کی رقم فلاحی مد میں دیتا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ سادہ اور غریبانہ زندگی بسر کرتا ہے۔ وہ مختلف لوگوں کی تصاویر اور ان کی کہانیوں کے ذریعے لاکھوں لوگوں کو متاثر کر رہا ہے۔ اس نے مشرق وسطیٰ کے دس ممالک کا پچاس دن کا دورہ کیا۔ اس دورے میں اس نے جو تصاویر اور کہانیاں حاصل کر کے اپنے پیج پر پیش کیں، ان کے باعث لوگوں کو مشرق وسطیٰ کی صورت حال کے بارے میں بہت سے حقائق جاننے کا موقع ملا۔ اگر آپ Brandon Stanton اور اس کے کام سے واقف نہیں، تو فیس بک اور انسٹا گرام پر ''ہیومن آف نیویارک'' کے عنوان کے تحت دی گئی اس کی تصاویر اور کہانیاں دیکھیے۔ Brandon Stanton کے فیس بک پر فالوورز کی تعداد 17.75 ملین اور انسٹا گرام پر 5.5 ملین ہے۔ اس کی آمدنی ایک راز ہے، تاہم جو شخص ہر چھے ماہ بعد پانچ لاکھ ڈالر خیرات کرتا ہو اس کی آمدنی کتنی ہوگی یہ اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں۔

☆**SEAN MCBRIDE**: یہ سوشل میڈیا اسٹار اسنیپ چیٹ کے ذریعے لاکھوں کما رہا ہے۔ Sean Mcbride سوشل نیٹ ورکنگ پلیٹ فارم اسنیپ چیٹ پر اپنی ڈرائنگ اور Photo Mash-ups شیئر کرتا ہے۔ Sean Mcbride نے جس آرٹ کے ذریعے مقبولیت اور دولت کمائی ہے وہ اس نے باقاعدہ طور پر کسی سے نہیں سیکھا۔ بلکہ اس نے دوسرے آرٹسٹوں کا کام دیکھ کر اور مشق کے ذریعے خود کو آرٹسٹ کے روپ میں ڈھالا ہے۔ اور اب وہ اپنا فن اور اپنے اسنیپ چیٹ اکاؤنٹ کو استعمال کرتے ہوئے صرف ایک ایڈورٹائزنگ ڈیل کے ذریعے ہزاروں سے لاکھوں ڈالر کما لیتا ہے۔ فوربز میگزین کے مطابق Sean Mcbride اپنے دیئے ہوئے ہر امیج پر ہزاروں ڈالر کما رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اسے اسنیپ چیٹ پر دیئے جانے والے امیجز پر کون رقم دیتا ہے؟ دراصل مصنوعات کے بڑے برانڈز اور مختلف ٹیلی ویژن نیٹ ورکن Sean Mcbride کے اسپانسرز ہیں۔ اس کی زیادہ تر ڈیلز 30 ہزار ڈالر کی مالیت پر مبنی ہوتی ہیں، جو ایک آن لائن آرٹسٹ کے لیے بہت بڑی

رقم ہے۔Sean Mcbride سوشل نیٹ ورکنگ پلیٹ فارم پر "Shonduras" کے نام سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔وہ اس سوشل نیٹ ورکنگ پلیٹ فارم کی پہلی سیلیبریٹی قرار دیا جاتا ہے اور وہ ان افراد کی فہرست میں شامل ہے،جنھوں نے سب سے پہلے اسنیپ چیٹ کو کمائی کا ذریعہ بنایا۔اگر آپ اسنیپ چیٹ استعمال کرتے ہیں تو آپ کو چاہیے کہ Sean Mcbride کو فالو کریں،اس طرح آپ کو کچھ آئیڈیا ملیں گے کہ کس طرح ایک کامیاب اسنیپ چیٹ آرٹسٹ بنایا جاسکتا ہے۔ایک اندازے کے مطابق Sean Mcbride کی ماہانی آمدنی 100امریکی ڈالر فی ہفتہ ہے۔

☆**Brittany Furlan**:Brittany Furlan نامی یہ خاتون وڈیو شیئرنگ سروآن وائن پر اپنی شارٹ وڈیوز کے ذریعے پیسے بنارہی ہے۔اس کے مزاح سے پُر شارٹ وڈیو کلپس کی بناء پر اسے فالو کرنے والوں کی تعداد 9.8 فالوورز تک پہنچ چکی ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ وڈیو کلپس Brittany Furlan کے لیے سودمند کاروبار بھی بن گئی ہیں۔Brittany Furlan نے دسمبر 2015ء میں امریکی رسالے ''نیویارکر'' سے بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہر ایک ملین فالورز کی بنیاد پر وہ پانچ ہزار ڈالر حاصل کرسکتی ہے۔اس طرح بہ آسانی یہ تخمینہ لگایا جاسکتا ہے کہ Brittany Furlan اپنے 9.8 ملین فالورز کے لیے چھے سیکنڈ کی ایک وڈیو پوسٹ کرنے پر تقریباً 49 ہزار ڈالر کمارہی ہے۔یعنی وہ ہر گھنٹے کے دوران نصف ملین ڈالر حاصل کرلیتی ہے۔

☆**PewDiePle**:PewDiepie جس کا اصل نام Felix Arvid ulf kjellberg ہے،کو انٹرنیٹ کے ذریعے پیسے کمانے والوں کا Granddaddy یا دادا بھی کہا جاتا ہے۔فوربز کے مطابق PewDiepie کے قائم کیے جانے والے گیمنگ چینل نے 2015ء میں 12 ملین ڈالر کمائے۔حیرت کی بات یہ ہے کہ Felix صرف مختلف وڈیو گیم کھیل کر اور اس عمل کو وڈیو شیئرنگ کی سب سے بڑی سائٹ یوٹیوب پر شیئر کرکے یہ بھاری رقم کمارہا ہے۔اب اگر آپ سے یہ کہے کہ کھیل وقت کا زیاں ہے یا کھیلو گے کودو گے ہوگے خراب،تو آپ اسے Felix کے وڈیو چینل سے متعارف کراتے ہوئے اسے بتاسکتے ہیں کہ آپ بھی Felix کی طرح کھیل کر اپنا کیریر بنا کر کروڑ پتی ہونے کی کوشش کررہے ہیں۔Felix کے وڈیو چینل کے سبکرائبرز کی تعداد 45.5 ملین سے تجاوز کرچکی ہے اور اس کی سالانہ آمدنی 12 ملین امریکی ڈالر ہے۔

☆**Rhett & Link**:Rhett اور Link دو نوجوان ہیں،جو زبردست تفریح کا حامل یوٹیوب چینل چلا رہے ہیں۔اس چینل کا نام ہے"GOOD MYTHICAL MORNING"۔یہ چینل ان لوگوں کے لیے قائم کیا ہے جو صبح کے ناشتے کے ساتھ کوئی دلچسپ چیز دیکھ کر قہقہے لگانے کے خواہش مند ہوتے ہیں تاکہ ایک اچھی اور پُر لطف صبح کے باعث ان کا دن اچھا گزرے۔فوربز میگزین کے مطاب گذشتہ سال یعنی 2015ء میں ان دونوں نوجوتوں کے قائم کردہ یوٹیوب چینل نے اسپانسر شپس اور اشتہارات کی مد میں 4.5 ملین امریکی ڈالر کمائے۔اس چینل کو اسپانسر کرنے والوں میں دنیا کے بہت بڑے بڑے برانڈز بھی شامل ہیں۔ان سوشل میڈیا اسٹارز کی بابت جان کر کہا جاسکتا ہے کہ یہ ہر ایک کے لیے ممکن ہے کہ وہ سماجی میڈیا کے ذریعے آمدنی حاصل کرکے لکھ پتی کروڑ پتی بن جائے۔تاہم اس کے لیے محنت،صبر،عزم و استقامت اور سب سے بڑھ کر کسی منفرد آئیڈیے کا ہونا ضروری ہے۔اگر آپ مذکورہ صفات کے حامل ہیں،یہ صلاحیت ہیں اور آپ کے ذہن میں کوئی اچھوتا آئیڈیا ہے تو سوشل ویب سائٹس کی دنیا آپ کے خوابوں کی دنیا بن سکتی ہے۔

پانجی بولی میں

نتیجہ فکر :مقبول کچھی مرحوم

لگام میں رکھ جب جو گھوڑو
سوڑ جے بورو کچھ جے تھوڑو
من میں کئی جے تول
ہمیساں سمجھی سمجھی بول

گال سوڑیں نے سار سچ جے
وگر وچاریو کڈیں نہ کچھ جے
جباب لا دل جڈیں رجا ڈے
تڈیں چپیں کے کھول
ہمیساں سمجھی سمجھی بول

ہوئے جے ترو تو میں موسو
اے ترو کیں کے ڈیج بھروسو

نہ پرے ایڑو کڈیں نہ ڈیجے
کیں کے کوڑو کول
ہمیساں سمجھی سمجھی بول

چپیں مقبول اے تروج اچرجے
گال کرے نیں کڈیں نہ پھرجے
مڈل نہ ایڑی عادت رکھ
جپیں وجے بین کرا ڈھول
ہمیساں سمجھی سمجھی بول

مشکل الفاظ

بورو : زیادہ ،سار: مفہوم ،موسو: حوصلہ،اُچرجے: بولنا،
مدل: بالکل، جب: زبان، کوڑو: جھوٹا

ایک مسکراتی تحریر

جب یوسف بھائی نے اردو سیکھی

جناب عبدالحبیب محمد سورٹھیا کا ایک عمدہ تحریر کردہ گجراتی مضمون کا ترجمہ

Mr. Habib Soratiya

مضمون نگار کا مختصر تعارف: جناب حبیب محمد احمد سورٹھیا ایک پر خلوص سماجی کارکن ہیں۔ آپ کی شخصیت ویراول پاٹن میمن برادری کے لئے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ یکم جون 1947ء کو ویراول پاٹن جوناگڑھ اسٹیٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے ہیں۔ مشتاق احمد مرحوم، جناب عبدالرشید، جناب محمد یونس اور دو بہنیں محترمہ فاطمہ اور محترمہ زلیخا ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ اسلامیہ اسکول (کھوڑی گارڈن) میں حاصل کی اور سیکنڈری تعلیم مدرسہ اسلامیہ بی (کھارادر) سے حاصل کی۔ آپ نے میٹرک 1964ء میں امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ آپ نے ایس ایم کامرس کالج سے 1969ء میں بی کام کا امتحان پاس کیا۔ آپ کی شادی 5 ستمبر 1971ء میں علی محمد یوسف مینڈا کی دختر نیک اختر محترمہ زینب سے ہوئی۔ آپ نے 1965ء میں حبیب بینک میں ملازمت اختیار کی اور 36 سال تک خدمات انجام دے کر 2001ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ اس وقت اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ آپ اپنی سماجی زندگی کا آغاز (سوشل لائف) 1966ء میں بحیثیت والینٹر ویراول پاٹن میمن انجمن سے وابستہ ہو کر کیا تھا۔ 1973ء میں جماعت کی مجلس عاملہ کے رکن کی حیثیت سے شامل کیا گیا۔ بعدازاں ویراول پاٹن میمن انجمن کے اعزازی جنرل سیکریٹری کے عہدے پر رہ کر دس سال تک گراں قدر خدمات انجام دیں اور برادری کے سماجی اور فلاحی کاموں میں ہمہ وقت کوشاں رہے۔ آپ آل پاکستان میمن فیڈریشن کی مختلف کمیٹیوں سے وابستہ رہ کر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ نام و نمود اور شہرت سے بالاتر ہو کر کام کیے ہیں۔ آپ کی شگفتہ گفتگو اور طبیعت میں انکساری اور سادگی ہر ملنے والے کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے۔

یوسف بھائی بڑے دلچسپ آدمی تھے۔ گجراتی زبان کے قالب میں مکمل ڈھلے ہوئے، وہ سر سے لے کر پاؤں تک گجراتی کا چلتا پھرتا ماڈل تھے۔ ہر کام اور ہر بات گجراتی میں کرتے تھے، دن ہو یا رات، ان کو گجراتی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں بات کرتے نہیں دیکھا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ گجراتی ماحول میں ہی سانس بھی لیا کرتے تھے، ان کا ہنسنا اور رونا تک گجراتی میں ہوا کرتا تھا۔ ایک روز بیٹھے بٹھائے انہیں نہ جانے کیا سوجھی

کہ انہیں اردو زبان سیکھنے کا گویا دورہ پڑ گیا۔ یہ خیال ان کے دل میں کیوں آیا، اس کی وجہ تو مجھے نہیں معلوم مگر ان کے اس ارادے کو جان کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ وہ تو اردو زبان کی الف بے تک سے ناواقف تھے۔ سین اور شین کا فرق تک نہیں جانتے تھے اسی لیے ان کی زبان سے "شب" کی جگہ "سب" نکلتا تھا اور "شری" کو وہ "سری" بولتے تھے۔ اس ٹوٹی پھوٹی تختی کے ساتھ جب یوسف بھائی نے اردو سیکھنے کی ٹھانی تو لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ وہ یہ "کارنامہ" کس طرح انجام دے سکیں گے مگر یوسف بھائی تھے کہ دعوے کرتے پھر رہے تھے کہ کچھ ہی عرصے میں شاندار قسم کی نستعلیق اردو سیکھ لیں گے اور نہایت خوبصورت لب و لہجے کے ساتھ بول بھی سکیں گے۔ وہ اپنی شاندار اردو سے اردو داں طبقے کو بھی حیران کرنا چاہتے تھے۔ ان کی خواہش تھی کہ اگر میں نے اردو سیکھ لی تو سمجھ لو کہ گنگا نہالیا۔

اپنے عزم وارادے کے ساتھ ایک روز یوسف بھائی میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا "میں سوچ رہا ہوں کہ اب زمانے کی رفتار کے ساتھ چلنے کے لیے اردو سیکھنی چاہیے۔ کیا خیال ہے تمہارا؟"

بہت اچھا خیال ہے یوسف بھائی!" میں نے دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے کہا "ویسے بھی آپ ایک دوراندیش آدمی ہیں۔ آپ نے صحیح وقت پر یہ ارادہ کیا ہے۔ یہ وقت کی بھی ضرورت ہے میں تو کہتا ہوں کہ جتنی جلد ممکن ہے، یہ نیک کام کر ڈالو۔"

میرے حوصلہ افزائی کے کلمات نے یوسف بھائی کو مزید حوصلہ مند کر دیا اور دوسرے ہی دن سے انہوں نے اس نیک کام کی ابتدا کر ڈالی۔ اس کے لیے ان کا طریقہ یہ تھا کہ جو بھی اردو جاننے یا اردو بولنے والا ملتا، وہ اس سے اردو میں بات کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اردو اخبار کی شہ سرخیوں کو وہ غور سے پڑھتے تھے البتہ اندر والے مضمون پڑھنے میں انہیں بہت مشکل پیش آتی تھی جس کا ثبوت اس موقع پر ان کی پیشانی پر پڑنے والی ڈھیروں لکیریں ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ ان کی آنکھوں میں موجود الجھن بھی یہ بتاتی تھی کہ اس مضمون کو پڑھنے کی کوشش میں انہیں کس "اذیت" سے گزرنا پڑ رہا ہے۔ اردو اخبار سے بے چارے یوسف بھائی اس بے دردی سے چمٹنے کی کوشش کرتے کہ اخبار توبہ کر لیتا ہوگا۔ ابھی تو اردو ناول اور کتابیں دور کی بات تھی، انہیں پڑھنے کے لیے تو یوسف بھائی کو طویل انتظار کرنا تھا، مگر فی الحال اردو سیکھنے میں وہ جس تکلیف سے گزر رہے تھے، اس تکلیف نے ان کی اپنی طبیعت بھی صاف کر دی تھی۔

عظیم انگریز مصنف بیکن نے کہا تھا: "پڑھنے، مطالعہ کرنے، بولنے اور لکھنے سے انسان مکمل ہوتا ہے۔" یہ بات یوسف بھائی نہ جانے کب پڑھ لی تھی اس لیے دوسروں پر اپنی علمیت کا رعب جھاڑنے کے لیے وہ اکثر و بیشتر اس بات کو دہراتے تھے اور پھر سننے والوں سے یہ کہتے کہ میں بھی اردو سیکھ کر رہوں گا، کیونکہ پڑھنے، مطالعہ کرنے، بولنے اور لکھنے سے انسان مکمل ہوتا ہے۔ اب ایک مشکل یہ پیش آئی کہ انہوں نے اردو کچھ اتنی شدت سے سیکھنی شروع کی تھی کہ ان کی گجراتی زبان میں اردو کے کئی الفاظ کچھ اس طرح گھس یا چپک گئے کہ وہ کچھ کا کچھ بن گئے۔ بعض اوقات تو یوسف بھائی کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ اردو، گجراتی، ہندی اور انگریزی کا آمیزہ لگتے تھے۔ شاید انہوں نے ان الفاظ کو ملا کر زبان کی کوئی نئی قسم ایجاد کر ڈالی تھی جسے وہ خود بھی نہیں سمجھ پاتے تھے البتہ سننے والوں کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ دیکھ کر انہیں اندازہ ہو جاتا کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔

ایک بار یوسف دوستوں کی ایک محفل میں پہنچے جس میں اچھی اردو جاننے والے بھی دو ایک دوست موجود تھے۔ یوسف بھائی تو جیسے تلے بیٹھے تھے۔ ان اردو دوستوں کو دیکھتے ہی بے قابو ہو گئے اور اپنی طرف سے "بہترین اور شاندار" اردو بولنی شروع کر دی۔

''حالانکہ ابھی میں اردو بھاشا کا شوق سوق دہرا رہا ہوں مگر دل میں ٹھانا ہوں کہ بغیر بھاشا ہم ترکی نہیں کر سکتے تو میں نے موچھ کو اردو کھال میں ڈالنے کا کوسس (کوشش) کی ہے۔ آپ سجنوں سے ونتی کرتا ہوں کہ میرے ساتھ دے کر اردو بھاشا میں وات کیا کرو تا کہ موجھے کو خوشی (خوشی) ہوگی۔''

یہ تھی وہ شاندار اردو جو یوسف بھائی نے اس اہم موقع پر اچھی اردو جاننے والے دوستوں سے بولی تھی۔ اسے سن کر ہم سب ہنسنے لگے مگر اردو داں دوستوں کے چہروں پر تشویش نمایاں ہوگئی۔ غالباً ان لوگوں کو اب اردو کے مستقبل کی فکر پڑ گئی تھی۔ پھر ایک دوست نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ویری گڈ یوسف بھائی! کوشش کرتے رہیے۔ ایک روز آپ ضرور کامیاب ہوں گے اور اچھی اردو بول بھی سکیں گے اور لکھ پڑھ بھی سکیں گے۔ مگر فی الحال آپ کی اردو کچھ زخمی اور بیمار سی لگ رہی ہے۔ اس کا خیال کریں ورنہ اس کی بیماری بڑھ سکتی ہے۔ پھر اس کا علاج بھی نہیں ہو سکے گا مگر آپ کوشش کرتے رہیں۔''

یہ سن کر یوسف بھائی مسکرائے اور بولے: ''آپ برادری کی آشیس ملتی رہی تو سب خیر ہو جائی گی ابھی تو میں نے اردو میں پا پا پگلی رکھی ہے۔ رفتہ رفتہ آگے بڑھوں گا۔ ایک دم تو سب نہیں سیکھ سکتا ناں میں۔ ویسے بھی آدمی غلطی کا پتلا ہے۔''

یوسف بھائی کی گجراتی آمیز یہ اردو سن کر ہم سب اپنی مسکراہٹیں نہ روک سکے یوسف بھائی نے تیکھی نظروں سے ہمیں دیکھا اور بولے: ''ہنسنا وقت پر اچھا لگتا ہے۔ بے وقت دانت نکالنا بری بات ہے بھلے مجھ پر ہنسو مگر میری غلطیاں تو بتاؤ تا کہ میں اپنی اردو کو اچھا کرلوں۔''

ہم نے ان کی ہمت بڑھائی تو وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ یوسف بھائی کی طویل عرصے سے خواہش بلکہ ضد تھی کہ وہ کسی موقع پر اردو میں تقریر ضرور کریں گے۔ دو تین ماہ میں وہ ٹوٹی پھوٹی اردو سیکھ گئے تھے اور اب تقریر کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے ایک محفل میں انہیں بلا لیا مگر ان کو تیسرے نمبر پر رکھا۔ یہ طلبہ کی محفل تھی۔ اس محفل میں بڑی تعداد میں لوگ آئے تھے۔ ہم سب پریشان تھے کہ نہ جانے یوسف بھائی کیا کریں گے مگر وہ بے حد پُرعزم تھے اور محفل لوٹنے کے دعوے کر رہے تھے۔ وہ سیاہ شیروانی اور سیاہ جناح کیپ لگائے پہنچے اور جب ڈائس پر آئے تو میرا دل دھڑکنے لگا۔ انہوں نے تقریر شروع کی: ''صدر مارتم اور طالب علم بھائیوں! آج آپ ایک اچھی جگہ پر اچھے مطلب کے لیے بھیگے ہوئے ہو۔ تالیم آدمی کو خرے مانو میں انسان بناتی ہے۔ میں سمجھا تا ہوں کہ اس کا سوق (شوق) رکھنا جروری (ضروری) ہے۔ آپ تالیم میں انڈی دلچسپی لو تو بڑا کامیابی لوگے۔'' وہ بولتے رہے، لوگ سنتے رہے۔ یہاں تک کہ پہلے سرگوشیاں شروع ہوئیں اور پھر کھلم کھلا تنقید ہونے لگی۔ لوگ مسکرا رہے تھے اور بعض قہقہے لگا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر انتظامیہ کے لوگوں نے ایک پرچی لکھ کر ان کو بھجوائی کہ بس اب ختم کردو۔ پرچی دیکھ کر انہوں نے کہا: ''ہاجرین! اب آپ سے آگیا چاہتا ہوں، پھر آپ سے بھینٹ ہوگی۔'' یہ کہہ کر وہ نیچے آگئے اور حاضرین کی طرف مسکرا کر دیکھتے ہوئے نیچے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے مگر یوسف بھائی کا چہرہ اور آنکھیں بتا رہے تھے کہ وہ اندر سے زخمی ہو گئے ہیں اور اب شاید یہ زبان سیکھنے کی کوشش نہ کریں۔

(گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل۔ بشکریہ ماہنامہ پرچے کراچی)

میمنی نظم

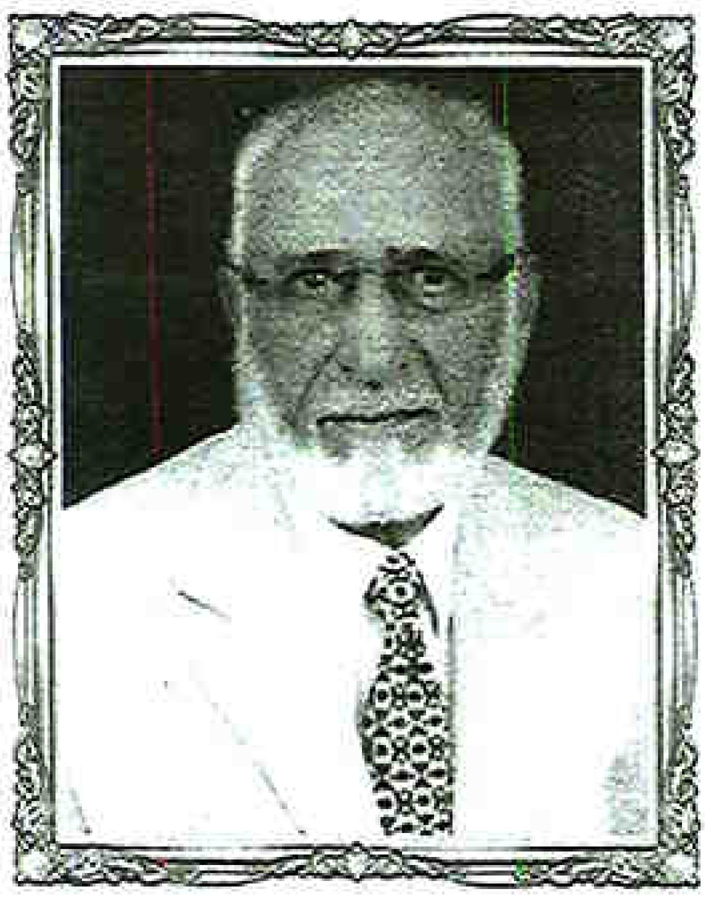

پروفیسر محمد اقبال میمن پانکھانیاں

میمن برادری جو انمول تحفو
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

آؤں بولاں، آئین بولو، بدھے بولن
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

عظمت واری، عزت واری، محبت واری
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

احترام واری، اخلاق واری، ثقافت واری
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

میمن برادری جی پیچان، ان جی آن، ان جی شان
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

بے دادا جی یاد، برادری جو اتحاد، علم جی روشنی جی شمع
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

آخر میں دعا آئے کہ سدا جے سدا جے سدا جے
میمنی بولی، میمنی بولی، میمنی بولی

میٹھا اور صحت افزا پھل

لیچی

لیچی ایک حیرت انگیز اور مزیدار پھل ہے جو پورا سال اور خاص طور پر موسم سرما میں پایا جاتا ہے۔ لیچی میں اس قسم کے قدرتی اجزاء پائے جاتے ہیں جو صحت اور زندگی کے لیے ہر لحاظ سے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ لیچی کا استعمال نہ صرف immune سسٹم کو بڑھاتا ہے بلکہ یہ کینسر سے بچاؤ کا بھی سبب بنتا ہے۔ بلڈ پریشر کو کنٹرول میں رکھنے کے ساتھ نظام ہاضمہ کو بھی فعال رکھتا ہے جسم کے مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے میں لیچی کا اہم کردار ہے۔ اس کے کھانے سے ہڈیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ جسم میں ہونے والی مختلف بیماریوں کے وائرس کے خلاف موثر ثابت ہوتا ہے۔ اس کی دیگر خوبیوں میں خون کی روانی کو بہتر رکھنا، وزن کم کرنا، جلد کی حفاظت کے ساتھ ساتھ میٹابولک سسٹم کو تیز اور فعال رکھنا بھی شامل ہے۔ قدرت نے اس ایک چھوٹے سے پھل میں بے شمار فوائد رکھے ہیں جسے اگر اپنی مستقل ڈائیٹ کا حصہ بنالیا جائے تو کئی بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔ یہ ایک مکمل غذا کے طور پر بھی جانی جاتی ہے۔

لیچی کا سائنسی نام Lichi Chinensis ہے جو کہ Soarberry فیملی سے تعلق رکھتا ہے لیکن یہ اپنی جین کا واحد ممبر ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ پھل پوری دنیا میں منفرد تصور کیا جاتا ہے۔ یہ ایک فروٹ ٹری ہے جو کہ Tropical اور Subtropical میں بڑھتا ہے اور اس کا Native جین کو کہا جاتا ہے اس کی خوشبو بالکل ایک پھول کے جیسی ہوتی ہے اس لیے اسے کبھی کبھار کاک ٹیلز اور دوسری ڈشز بنانے میں شامل کیا جاتا ہے تاکہ ان چیزوں کی خوشبو اور بہتر ہو جائے اور اس خوشبو کی وجہ سے بھوک کی اشتہا میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ ایشیاء کے کئی ممالک میں لیچی کا استعمال کھانے کے بعد ابتدائی میٹھے کے طور پر کیا جاتا ہے، لیکن یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں بھی لیچی کا استعمال ذوق وشوق سے کیا جاتا ہے۔

لیچی کو امراء کا پھل بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اپنی انفرادیت کی بناء پر یہ مارکیٹوں میں مہنگے داموں فروخت ہوتا ہے۔ یورپ کے کئی ممالک میں لیچی سے بنائی جانے والی میٹھی ڈشز خاصی مشہور ہیں۔ اور وہاں مہنگے ترین ریسٹورنٹس میں یہ ڈشز دستیاب ہوتی ہیں۔

لیچی کے پھل کی کاشت تقریباً چار ہزار سال سے چین میں کی جارہی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ لیچی ایک عمدہ، پرتکلف اور مہنگا پھل ہے۔ اب یہ دنیا کے کئی ممالک میں کاشت کی جاتی ہے۔ اوران میں اہم ترین ممالک ساؤتھ ایشیاء (کے کچھ ممالک) چائنا، انڈیا اور ساؤتھ افریقہ کے کچھ حصے شامل ہیں۔

لیچی ایک نرم اور رس بھرا پھل ہے اور اس کا رنگ سفید یا گلابی ہوتا ہے جبکہ یہ 2 انچ لمبا اور 2 انچ چوڑا پھل ہے۔ لیچی میں چونکہ صحت کے حوالے سے انتہائی صحت مند اور طاقتور غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں اس لیے یہ دنیا بھر میں بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے۔ اس میں موجود Organic کمپاؤنڈز اسے دوسرے پھلوں سے ممتاز کرتے ہیں۔ خشک لیچی بھی اتنی ہی طاقتور ہوتی ہے اور غذائی عناصر سے بھری ہوئی ہوتی ہے جتنی کہ ایک تازہ اور درخت سے اُتاری گئی لیچی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مجموعی طور پر یہ آپ کی صحت کے لیے ہر طرح سے فائدہ مند ہوتو اسے خشک کرلیں۔ کیونکہ ڈرائی لیچی کھانے سے اس میں موجود غذائی اجزاء کی افادیت دگنی ہوجاتی اور لیچی میں صحت کا خزانہ چھپا ہوا ہے۔ اس لیے ماہرین غذائیت بھی لیچی کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیچی میں بہت سے وٹامنز، منرلز اور صحت بخش اجزاء پائے جاتے ہیں۔ جن میں وٹامن سی، وٹامن B-6، Riboflavin، Folate، Niacin، کاپر، پوٹاشیم، فاسفورس میگنیشیم اور میگنیز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ لیچی ڈائٹری فائبر کا بھی بہترین ذریعہ کہلاتا ہے۔ ساتھ ہی اس میں Poluphenolic اور Proanthocyanidins جیسے کمپاؤنڈز بھی موجود ہوتے ہیں۔

☆ دوسرے پھلوں اور سبزیوں کی طرح لیچی بھی چونکہ ڈائٹری فائبر سے بھرپور ہوتا ہے اس لیے یہ پیٹ اور معدہ کے ساتھ ساتھ نظامِ ہاضمہ کو بھی درست رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ آنتوں کے مسلز کو طاقت دیتا ہے۔ اور کھانے کی روانی کے عمل کو تیز کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تیزابیت اور گیس کے جملہ امراض میں بھی لیچی سے فائدہ ملتا ہے۔ یہ قبض کشا بھی ہے۔ دن میں چار سے پانچ لیچی کا استعمال قبض سے دور رکھتا ہے۔

☆ لیچی میں چونکہ وٹامن سی کی بھرپور مقدار پائی جاتی ہے جو کہ ہمارے جسم میں قوتِ مدافعت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور یہ خون میں موجود سفید خلیات کو تحریک دینے کا سبب بھی بنتا ہے۔ ہماری روزمرہ کی ضرورت کے حساب سے وٹامن سی پایا جانے والا Ascorbid ایسڈ کا صرف ایک وقت میں لیچی کا استعمال سوگرام مہیا کرتا ہے جو کہ Immune سسٹم کو بحال رکھنے کا بھی ذریعہ ہے۔

☆ لیچی میں پائے جانے والے Polyphenolic اور Proanthocyanidins وٹامن سی سے بھی زیادہ طاقتور کمپاؤنڈز ہیں جو کہ جسم کو کئی قسم کی بیماریوں اور اس کے اثرات سے دور رکھنے میں مدد دیتے ہیں۔ جسم میں موجود کچھ Redicals کے بیکٹیریا یا کینسر کا سبب بنتے ہیں یا پھر وہ دل کے کسی عارضہ میں ہی مبتلا کردیتے ہیں۔ ایسے میں لیچی کا استعمال فائدہ پہنچانے کے علاوہ ان بیماریوں سے دور رکھتا ہے۔ لیچی ORGANIC کمپاؤنڈز کا ایک بہت بڑا اور طاقتور ذریعہ ہے اس لیے یہ کینسر کی کئی اقسام کو دور رکھنے میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ لیچی میں موجود دیگر غذائی اجزاء جسم میں قوت مدافعت کو بڑھانے اور بیماریوں کے خلاف لڑنے میں ان میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ اس لیے عمومی طور پر لیچی ان خطرناک بیماریوں سے دور رکھتی ہے۔

☆ لیچی میں چونکہ پوٹاشیم بھی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے جو بلڈ پریشر کو متوازن رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں سوڈیم کی مقدار کم ہوتی ہے اس لیے اس کے کھانے سے ہائی یا لو بلڈ پریشر کا خطرہ نہیں ہوتا۔ لیچی خون صاف کرنے اور شریانوں میں بلڈ کی رکاوٹ یا تعطل دور کرکے اس کی روانی کو تیز اور ہموار رکھتی ہے۔

☆ لیچی میں پایا جانے والا Oligonol کمپاؤنڈ نزلہ زکام، وزن کم کرنے میں کام آتا ہے اس کے علاوہ جلد کے لیے بھی فائدہ مند ہوتا ہے۔ خاص طور سے دھوپ سے جھلسی ہوئی جلد کے لیے لیچی کا استعمال جلد میں شادابی، نکھار اور گلابی پن پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔

☆ لیچی جون سے اکتوبر تک کے مہینوں میں باآسانی دستیاب ہوتی ہے۔

☆ جب اسے درخت سے اُتارا جاتا ہے تب یہ تیار اور پختہ ہو چکی ہوتی ہے۔ ☆ جو پھل زیادہ پک جاتا ہے اس کا رنگ گہرا براؤن ہو جاتا ہے۔

☆ لیچی خریدتے وقت اس بات کو مدِ نظر رکھیں کہ اس کا رنگ برائٹ ہو یعنی گلابی سے تیز سرخ رنگ کی لیچی بہتر ہوتی ہے۔

☆ لیچی کو تادیر فریش رکھا جاسکتا ہے کمرہ کے درجہ حرارت میں اسے پانچ دس اور ریفریجریٹر میں اسے پانچ ہفتوں تک اسٹور کیا جاسکتا ہے۔

☆ لیچی کا رنگ، ذائقہ اور رس برقرار رکھنے کے لیے اسے پیپر ٹاول میں لپیٹ کر پلاسٹک بیگ میں رکھیں۔

☆ اسے نمی والی جگہوں پر رکھنا مناسب ہوتا ہے۔

☆ لیچی کی تاثیر چونکہ گرم ہوتی ہے اس لیے اس کا مستقل استعمال اسکن کو نقصان پہنچا سکتا ہے یہ نقصان جلد پر دانوں اور سرخی یا Rashes کی صورت میں مل سکتا ہے۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے منصوبوں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واقفیت ضروری ہے

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنائیے

کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد

اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجئے کہ

آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی

یاد رکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں

صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

نعت رسول مقبول ﷺ

(میمنی بولی میں)

جناب عبداللطیف پٹیل (فوٹوگرافر)

بس کرم تھئے ایڈاں یارسول اللہ
بس کرم تھئے ایڈاں یارسول اللہ

آؤں مدینے وینہ آؤں مدینے وینہ
آؤں مدینے وینہ دل جی حسرت کڈھاں

ہاں جڈے حج سفر طے وینے تو کوئی
ہاں خانہ کعبہ میں حجراسود کے چومی وینہ

دل تڑپے اللہ آؤں مدینے وینہ
آؤں قدم قدم پے مدینے جی خاک کے چومی وینہ

قافلہ تھئے رواں آؤں جڈے رہی وینہ
ہئی صدا ہئی دعا آؤں مدینے وینہ

رب جی لوٹا بہار آؤں مدینے وینہ
جڈے منگا دعا آؤں مدینے وینہ

جن جگہ مصطفیٰ ﷺ ان جگہ تھئے عطا
بس گذاروں ادا آؤں مدینے وینہ

ہاں لطیف کے رب نے ہر نعمت ڈئی نی
بس تمنا ہئی آئی آؤں مدینے وینہ

(بشکریہ: ایس چائلڈ نیوز کراچی)

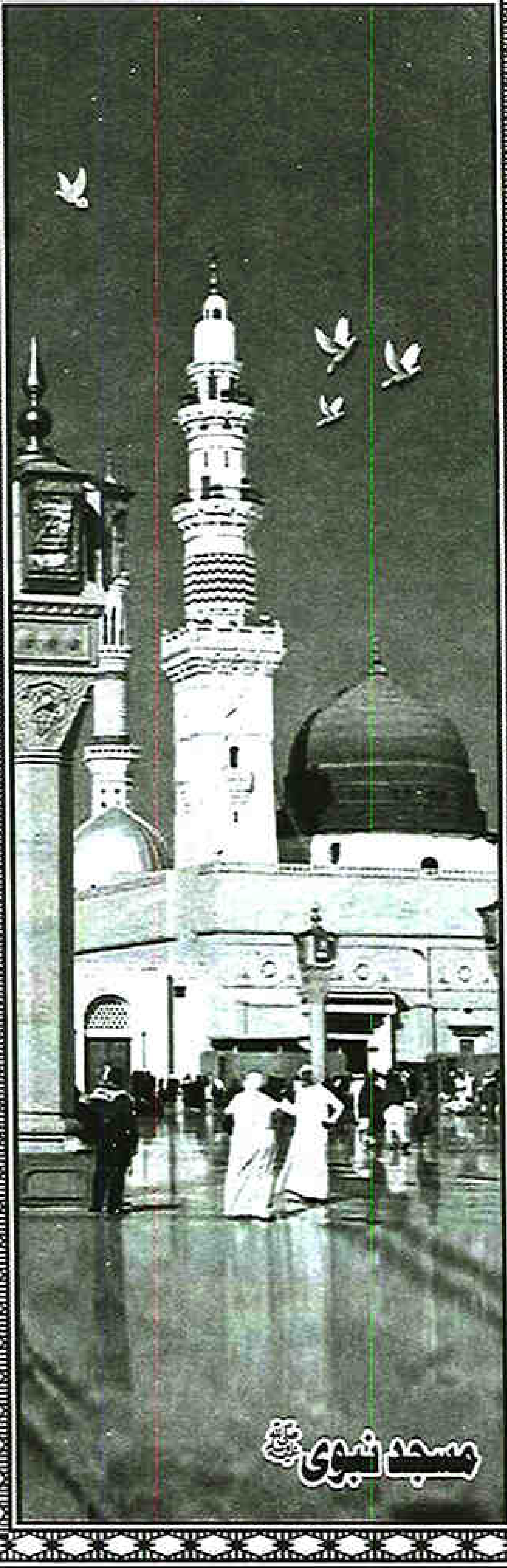

چکن نگٹس

اجزاء: چکن بریسٹ 350 گرام، میدہ چار کھانے کے چمچے، انڈے دو عدد، بریڈ کرمبز دو کپ، نمک ایک چائے کا چمچ، کالی آدھا چائے کا چمچ۔

ترکیب: چکن بریسٹ کو ایک کپ بریڈ کرمبز، انڈا، نمک اور کالی مرچ کے ساتھ چاپر میں باریک پیس لیں۔ اب انہیں چھوٹے کیوبز میں کاٹ کر فریز کردیں۔ ٹھنڈا ہونے پر میدہ، انڈا اور بریڈ کرمبز لگا کر دوبارہ فریز کرلیں۔ ضرورت ہو تو نکال کر فرائی کریں۔

آلو کی پڈنگ

اجزاء: آلو (ابلے ہوئے) ایک کلو، کنڈینسڈ ملک دو پیالی، چینی ایک پیالی، زاعفران ایک چٹکی، مکھن آدھی پیالی۔

ترکیب: آلوؤں کا بھرتہ بنالیں۔ کڑاہی میں تمام اجزاء ڈال کر اچھی طرح سے بھونیں۔ جب آلو کناروں سے علیحدہ ہونے لگے تو چولہا بند کردیں۔ پڈنگ ڈش میں نکالیں اور اسے بادام سے سجادیں۔

چاکلیٹ چپس آئس کریم

اجزاء: دودھ ایک لیٹر، کریم ڈیڑھ کپ، چاکلیٹ چپس آدھا کپ، انڈے کی زردیاں تین عدد، چینی ایک کپ۔

ترکیب: دودھ کو پکا کر تھوڑا گاڑھا کرلیں۔ ایک اسٹیل کے پیالے میں زردیاں اور چینی مکس کریں۔ ایک دیگچی میں پانی گرم کریں اس پر زردیوں اور چینی کا پیالا رکھ کر چمچہ چلاتے رہیں کہ زردیوں کا کسٹرڈ بن جائے۔ چولہا بند کردیں۔ زردیوں کا کسٹرڈ دودھ میں مکس کردیں۔ تھوڑا ٹھنڈا ہوجائے تو کریم مکس کر کے فریزر میں رکھیں آدھا گھنٹے کے بعد اچھی طرح پھینٹیں۔ یہ عمل دہرائیں چاکلیٹ چپس مکس کر کے کسی ایئر ٹائٹ بکس میں جمانے رکھ دیں۔ پیالے میں آئس کریم اسکوپ نکالیں چاکلیٹ چپس چھڑک کر پیش کریں۔

مچھلی کا سالن

اجزاء: مچھلی کے سلائس سات سے آٹھ عدد، نمک حسب ذائقہ، لہسن پیسٹ ایک چائے کا چمچہ، سرکہ دو کھانے کے چمچے، مچھلی کے سلائس پر نمک لہسن پیسٹ سرکہ لگا کر تھوڑی دیر رکھیں: پیاز (بڑی) ایک عدد، نمک حسب ذائقہ، دہی آدھا کپ، میتھی دانہ آدھا چائے کا چمچہ، تیل آدھا کپ، سوکھی میتھی آدھا چائے کا چمچہ، لہسن ادرک پیسٹ ایک کھانے کا چمچہ، لال مرچ پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ، ہلدی پاؤڈر 1/4 چائے کا چمچہ، دھنیا پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ، گرم مصالحہ پاؤڈر آدھا چائے کا چمچہ، ہرا دھنیا ہری مرچیں گارنشنگ کے لئے (باریک چوپ کرلیں)

ترکیب: ایک کڑاہی میں تیل گرم کر کے اس میں پیاز لائٹ براؤن کر کے نکال لیں اور اسی تیل میں میتھی دانہ ڈال کر کڑکڑائیں۔ اب لہسن ادرک پیسٹ، نمک، ہلدی پاؤڈر، لال مرچ پاؤڈر اور دھنیا

پاؤڈر ڈال کر بھونیں پھر دہی میں براؤن پیاز ملا کر پیس لیں اور مصالحہ میں ڈال کر میرینیٹ مچھلی کے سلائس سالن میں ڈال کر کپڑے سے کڑاہی پکڑ کے ہلائیں اور ڈھکن لگا کر پکائیں دہی کا پانی خشک ہوجائے تو گرم مصالحہ پاؤڈر، سوکھی میتھی، ہرا دھنیا، ہری مرچیں ڈال کر چپاتی سادے چاول کے ساتھ پیش کریں۔

مونگ چاول

اشیاء: مونگ (ثابت چھلکے والی) ایک پاؤ، چاول آدھا کلو، پیاز (درمیانی) ایک عدد، دیسی گھی ایک کپ، مکھن آدھا کپ، چکن کیوب دو عدد، نمک حسب ذائقہ، سرخ مرچ (کٹی ہوئی) حسب منشاء، کھانے کا سوڈا ایک کھانے کا چمچہ۔

ترکیب: مونگ کی دال کو رات بھر کے لئے پانی میں سوڈا ڈال کر بھگودیں۔ صبح پانی سے نتھار لیں۔ ایک برتن میں ڈال کر تقریباً ایک گھنٹہ تک پکائیں تاکہ مونگ خوب اچھی طرح گل جائے۔ چاولوں کو دو گھنٹہ بھگونے کے بعد اچھی طرح ابال لیں تاکہ خوب نرم ہوجائیں۔ (کھیر کے چاولوں کی طرح) ایک علیحدہ برتن میں گھی گرم کریں اور پیاز کو دیسی گھی میں گولڈن براؤن کرلیں۔ اب اس میں چکن کیوبز، نمک اور سرخ مرچ ڈال کر اچھی طرح بھونیں۔ اس کے بعد اس میں چاول اور مونگ کی دال شامل کرلیں اور اچھی طرح پکائیں۔ تھوڑا سا پانی بھی ڈال لیں اگر ضرورت ہو تو۔ جب چاول اور مونگ اچھی طرح مکس ہوجائیں تو ایک کھلی پلیٹ میں نکال دیں۔ سرو کرنے سے پہلے چاولوں کے اوپر تھوڑا سا مکھن ڈال کر پھیلا دیں یا پھر کسی بڑی پلیٹ میں لے کر ایک چھوٹی سی کٹوری میں دیسی گھی گرم کر کے اس کے درمیان میں رکھ دیں اور دہی کے ساتھ سرو کریں۔

پسندوں کی بریانی

اشیاء: پسندے ایک کلو، نمک حسب ذائقہ، لال مرچ پاؤڈر دو چائے کے چمچے، ہلدی پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ، دھنیا پاؤڈر دو کھانے کے چمچے، پیاز (باریک کاٹ لیں) 250 گرام، دہی 250 گرام، آلو بخارے دس سے بارہ عدد، چاول 750 گرام، ادرک لہسن پیسٹ چار کھانے کے چمچے، لیموں (جوس نکال لیں) دو عدد، ٹماٹر (کاٹ لیں) چار عدد، ہری مرچ چھ عدد، ہرا دھنیا پودینہ آدھا کپ (باریک کٹا ہوا)، زردے کا رنگ ایک چائے کا چمچہ (دودھ میں گھول لیں)، تیل دو کپ، ثابت گرم مصالحہ تھوڑا سا۔

ترکیب: تیل گرم کریں اور تیل میں پیاز فرائی کر کے براؤن کرلیں۔ براؤن ہوجانے پر چورا کرلیں۔ پسندوں میں نمک، تھوڑی سی ہلدی اور ایک کھانے کا چمچہ ادرک لہسن ڈال کر گلا لیں زیادہ گلانا نہیں ہے۔ ایک الگ پین میں تیل گرم کریں اور تیل میں ہری مرچ ڈال کر فرائی کریں چھلکا پھٹنے لگے تو اس میں ٹماٹر ڈال دیں۔ ٹماٹر نرم پڑجائیں تو اس میں دہی، آلو بخارے، نمک، مرچ، دھنیا، ہلدی، پیاز، ادرک لہسن اور پسندے ڈال کر بھونیں حتیٰ کہ مصالحہ تیل چھوڑ دے۔ لیموں کا رس ملا کر اتار لیں۔ چاول میں نمک، ثابت گرم مصالحہ ملا کر ابال لیں۔ چاول ایک کنی ابل جائیں تو چھان لیں برتن میں ایک تہہ چاول پھر پسندے پھر چاول ڈال کر زردے کا رنگ اور بقیہ ہرا مصالحہ ڈال کر دس سے پندرہ منٹ دم پر رکھ دیں۔ بہت مزیدار پسندوں کی بریانی تیار ہے سرو کرتے وقت انڈے ابال کر ڈال کر دہی کے رائتے کے ساتھ سرو کریں۔

☆ گرمیوں میں جسم میں پانی کی کمی کو پورا کرتا ہے اور جسم کے نظام کو بہتر طریقے سے چلنے میں مدد دیتا ہے۔

☆ کھوئے کو عرصہ دراز تک تازہ اور محفوظ کرنے کے لئے ذرا سی چینی ڈال کر فریز میں رکھ دیں۔ کافی عرصہ تر و تازہ اور ذائقے دار رہے گا۔

☆ بیسن کی روٹی پیٹ کم کرنے کے لیے بہت مفید ہے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کو سوشل میڈیا سونے نہیں دیتا

سوشل ویب سائٹس نوجوانوں کو بے خوابی کا مریض بنارہی ہیں

سوشل میڈیا کے سارے فائدے اور اس کا مثبت مقاصد کے لیے استعمال اپنی جگہ، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس ہمارے تعلقات پر منفی طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا کا بہت زیادہ استعمال ہم پر ڈپریشن اور دیگر نفسیاتی اور ذہنی عوارض کی صورت میں بھی اپنے منفی اثرات مرتب کررہا ہے۔ خاص طور پر سوشل میڈیا کے کثرت سے استعمال کا معاملہ نوجوانوں میں نیند کے حوالے سے مسائل اور ڈپریشن سمیت مختلف نفسیاتی اور ذہنی بیماریوں میں مبتلا کررہا ہے۔ یہ حقیقت برطانیہ کی گلاسگو یونی ورسٹی کی جانب سے نوجوانوں کے رات کے اوقات میں سوشل نیٹ ورکنگ پلیٹ فارمز کے استعمال کے حوالے سے کی گئی ایک تحقیق میں سامنے آگئی ہے۔ اس تحقیق میں محققین نے خاص طور پر فیس بک اور ٹوئٹر کے رات کے وقت استعمال پر توجہ مرکوز رکھی۔

گلاسگو یونی ورسٹی کے محققین کی اس تحقیق میں اسکاٹ لینڈ کے ایک سیکنڈری اسکول کے 460 طلبہ کو زیر مطالعہ لایا گیا ہے۔ یہ تحقیق بتاتی ہے کہ زیر مطالعہ لائے گئے طالب علموں میں سے جو رات کے وقت کسی سوشل نیٹ ورکنگ پلیٹ فارم سے ناتا جوڑتے ہیں وہ نیند کے حوالے سے مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ تاہم یہ وضاحت سامنے نہیں آسکی کہ یہ نوجوان سوشل میڈیا کی وجہ سے بے خوابی کے مسئلے سے دوچار ہوئے ہیں، یا انھیں نیند نہیں آتی اس لیے وہ رات کو وقت گزاری کے لیے سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں۔

یہ تحقیق کرنے والے محققین کی ٹیم کے سربراہ HEATHER CLELAND WOODS کا کہنا ہے کہ سوشل میڈیا کے رات کے اوقات میں استعمال کی وجہ سے ڈپریشن اور شدید اضطراب کی کیفیت کا ہونا کسی شخص کے جذباتی طور پر شدت کے حامل ہونے کی بنا پر بھی ہوسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس حوالے سے سوچنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے بچے سوشل میڈیا کا کس طرح استعمال کررہے ہیں۔ یہ تحقیقی مطالعہ بتاتا ہے کہ رات کو سوشل میڈیا کا بہت زیادہ استعمال خود اعتمادی اور قوت فیصلہ پر اثر انداز ہوتے ہوئے انھیں کم زور کردیتا ہے۔ ایسا ہونے کی وجہ یوزرز کی سوشل نیٹ ورکنگ سائٹ پر سرگرمیاں اور وہ طریقہ ہے، جس کے ذریعے وہ خود کو آن لائن پیش کرتے ہیں۔ محققین کی ایک بین الاقوامی ٹیم کی رپورٹ اس حوالے سے کہتی ہے کہ یوزرز کے سوشل میڈیا پر انجام دیے جانے والے مختلف نوعیت کے افعال، وہ معلومات جو وہ فیس بک پر شیئر

کرتے ہیں اور ان کے پروفائل ان کی پہچان کا اظہار بنتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جن لوگوں کی خود اعتمادی کی سطح نیچے آجاتی ہے تو ان کے لیے یہ بات نہایت اہم ہو جاتی ہے کہ لوگ فیس بک پر ان کے بارے میں کیا پوسٹ کرتے اور کس طرح کے کمنٹ کرتے ہیں۔

اگرچہ گلاسگو یونیورسٹی کی تحقیق اور ایسے دوسرے تحقیقی مطالعے سوشل میڈیا کے منفی اثرات سامنے لاتے ہیں، تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے اس عہد میں آن لائن نہ ہونا اور سوشل ویب سائٹس سے دور رہنا، خاص طور پر یہ نوجوان نسل کے لیے، ممکن نہیں، لیکن سماجی میڈیا کے استعمال کنندگان کو سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کے ضرورت سے زیادہ استعمال کے نقصانات سے آگاہ ہونا چاہیے اور ایسا کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

اپنے آپ کو دوسروں کی جگہ رکھیں پھر ان سے بہت نرمی سے بات کریں ایسا کرنے سے آپ کے اور ان کے درمیان بہتر تعلقات قائم ہوں گے

صفائی نصف ایمان ہے

صاف ستھرا ماحول اک نعمت انمول!!

اپنے گھر، گلی، محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھیے

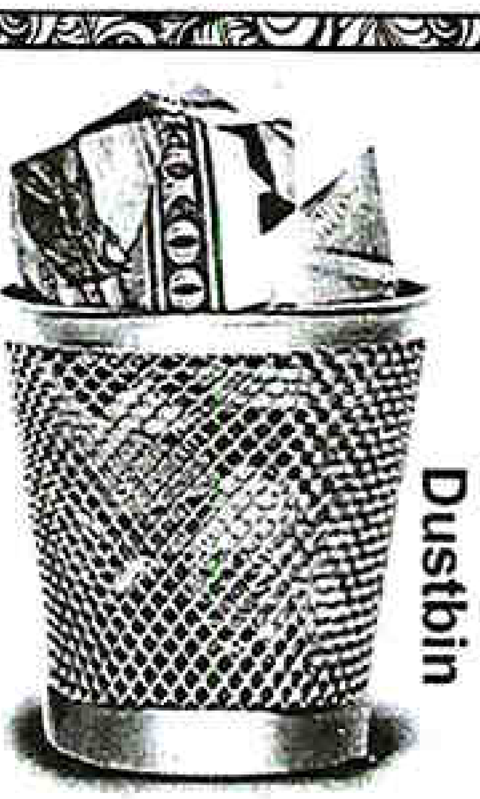

☆ کوڑا کرکٹ باہر گلی میں نہ پھینکیں

☆ درختوں اور پودوں کو نقصان نہ پہنچائیں

☆ عمارتی سامان اور ملبہ سرِعام نہ ڈالیں

☆ راستے میں گندگی اور غلاظت نہ پھیلائیں

جماعت کی خدمت کا جذبہ۔ اعتماد کا باہمی رشتہ

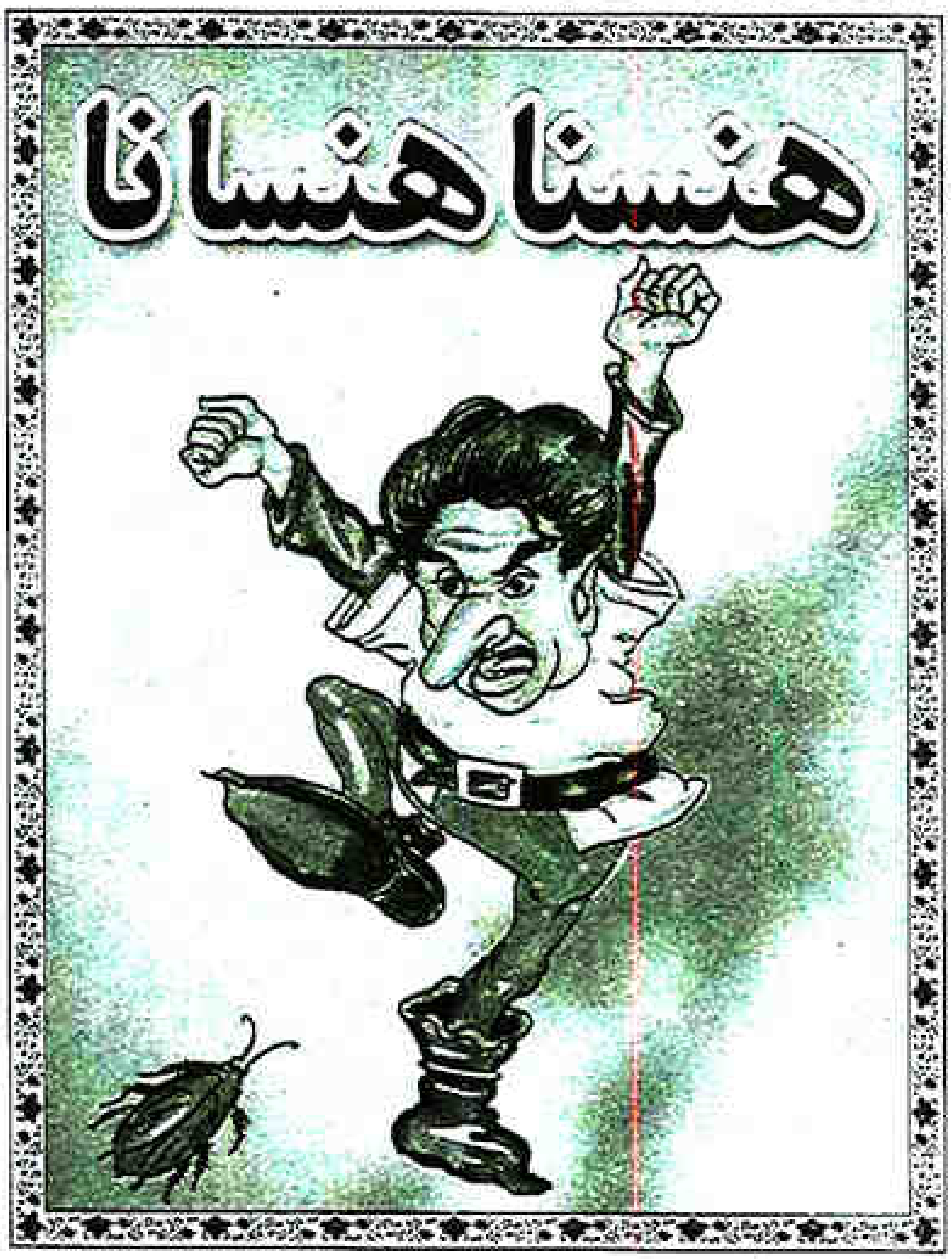

انعام

☆ایک درخت کے نیچے چند دوست بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ ایک آدمی نے آکر کہا تم میں سب سے زیادہ سست اور کاہل کون ہے؟ میں اسے انعام دوں گا۔ سب لڑکوں نے ہاتھ اٹھایا۔ ایک لڑکا ویسے ہی بیٹھا رہا تو اس آدمی نے کہا۔ مجھے لگتا ہے تم ہی سب سے زیادہ سست اور کاہل ہو۔ یہ لو تمہارا ایک سو روپے کا انعام۔ اس پر لڑکے نے کہا برائے کرم! یہ انعام آگے بڑھ کر میری جیب میں ڈال دیں۔

یاد

☆ایک پاگل نے دوسرے پاگل سے کہا: میں بچپن میں مینار پاکستان سے گر گیا تھا۔ دوسرے پاگل نے پوچھا: تو پھر تم زندہ رہے یا مر گئے؟ پہلا پاگل بولا: مجھے صحیح طرح یاد نہیں اس وقت میں بہت چھوٹا تھا۔

ہوش

☆ایک صاحب سبزی خریدنے گئے۔ سبزی فروش ان کی جانب متوجہ ہونے کے بجائے مسلسل سبزیوں پر پانی چھڑکتا رہا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد وہ صاحب غصے سے بولے: جب سبزیاں ہوش میں آجائیں تو ایک کلو کریلے دے دینا۔

رقم

☆ایک پلمبر نے تھوڑا سا کام کیا اور وکیل صاحب کو پانچ سو کا بل تھما دیا۔ وکیل صاحب بل دیکھ کر غصے میں بولے: پانچ سو روپے فی گھنٹہ میں تو دن بھر میں بھی اتنی رقم نہیں کماتا۔ پلمبر خلوص بھرے لہجے میں بولا: آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ وکالت میں میرا بھی یہی حال تھا۔

پرچہ

☆ باپ: بیٹا آج تمہارا پرچہ کیسا ہوا؟ بیٹا: ابو شاندار۔ باپ: کیا مطلب؟ بیٹا: جو پرچہ مجھے ملا تھا وہ میری سمجھ میں نہیں آیا اور جو میں نے حل کیا ہے وہ ماسٹر جی کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔

چھڑی

☆ایل بی ڈبلیو کی پانچویں اپیل بھی امپائر نے مسترد کر دی تو فاسٹ بولر کو تاؤ آ گیا، وہ امپائر کی طرف پلٹا اور غصے سے کہا: یہ بتائیں آپ کی چھڑی کہاں ہے؟ چھڑی کیسی چھڑی میرے پاس کوئی چھڑی نہیں۔ امپائر نے حیرت سے کہا: کمال ہے۔ بولر غرایا میں نے آج تک کسی نابینا کو بغیر چھڑی کے نہیں دیکھا۔

گھڑی

☆استاد شاگرد سے: تم روزانہ دیر سے کیوں آتے ہو؟ تم الارم والی گھڑی رکھ کر سویا کرو۔ شاگرد: جی رکھ کر تو سوتا ہوں لیکن وہ اس وقت بجتی ہے جب میں سو رہا ہوتا ہوں۔

کولڈ ڈرنک

☆ایک آدمی جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک شیر سامنے آگیا۔ شیر بولا: آج میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ آدمی: میرا خون تو ٹھنڈا ہے تم ایسا کرو کہ پیچھے ایک نوجوان آرہا ہے اس کا خون گرم ہے تم اسی کا خون پی

لینا۔ شیر: نہیں آج میرا دل کولڈ ڈرنک پینے کو چاہ رہا ہے۔

ھدایت

☆ایک لڑکا کمرہ امتحان میں بیٹھا بار بار پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ ممتحن نے دیکھ لیا اور ڈانٹ کر پوچھا: تم بار بار پلٹ کر کیا دیکھتے ہو؟ لڑکا: جناب! سوال کے پرچے میں لکھا ہے: پلٹ کر دیکھو میں اس ہدایت پر عمل کر رہا ہوں۔

کیک

☆ایک خاتون نے بڑا سا کیک خریدا۔ بیکری والے نے چھری اٹھاتے ہوئے پوچھا: چھے ٹکڑے کروں یا آٹھ؟ چار کر دیں میں آج کل ڈائٹنگ کر رہی ہوں۔

سونا

☆ باپ: بیٹا کان میں تنکا کیوں ڈال رہے ہو؟ بیٹا: ماسٹر جی نے بتایا ہے کہ کان سے سونا نکلتا ہے۔

چیئرمین

☆استاد (شاگرد سے) بتاؤ! چیئرمین کسے کہتے ہیں؟ شاگرد: کرسیاں بنانے والے کو۔

عینک

☆استاد (ماجد سے) آنکھوں پر بٹھانا کو جملے میں استعمال کرو۔ ماجد: لوگ عینک کو آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔

خالص

☆ استاد (شاگرد سے): یہ تم نے کیا لکھا ہے۔ شاگرد: کیا جناب؟ استاد: سارے طالب علموں نے دودھ پر دو دو صفحوں کا مضمون لکھا ہے لیکن تم نے صرف دو ہی سطریں لکھی ہیں۔ شاگرد: جناب! میں نے خالص دودھ پر مضمون لکھا ہے۔

گرم مصالحہ

☆ ماں نے بیٹے سے کہا: بیٹا ذرا کچن سے گرم مصالحہ لانا۔ بیٹا کچن سے بولا: ماں! اندر تو کوئی گرم مصالحہ نہیں ہے سب کے سب ٹھنڈے ہیں۔

چھٹی

☆استاد طالب علموں کو ابتدائی طبی امداد پر لمبا چوڑا لیکچر دے کر کہنے لگا: فرض کرو کہ اسکول آتے ہوئے کوئی شخص مجھے مکا مار کر گرا دے میرا سر کسی چیز سے ٹکرائے اور میں وہیں بے ہوش ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے؟ سب لڑکے خاموش رہے پھر کلاس کے ایک کونے سے مدھم سی آواز آئی: جناب ہم چھٹی کریں گے۔

سیب

☆ ماں (بیٹے سے): جاؤ بیٹا! میز پر تین سیب پڑے ہیں ان میں سے ایک کھا لو۔ ماں (کچھ دیر بعد دیکھتی ہے کہ میز پر کوئی سیب نہیں): بیٹا میں نے تمہیں ایک سیب کھانے کو کہا تم نے تینوں سیب کھا لیے۔ بیٹا (معصومیت سے): امی جان! آپ نے یہ تو نہیں بتایا تھا کہ کونسا سیب کھانا ہے۔

گھنٹی

☆ باپ (بیٹے سے) یہ بتاؤ تمہیں اسکول میں سب سے اچھا کون لگتا ہے؟ بیٹا: ابو! گھنٹی بجانے والا چپڑاسی۔

کتاب

☆ ایک بچہ ٹارچ سے کتاب پر روشنی ڈال رہا تھا۔ ماں نے دیکھ کر پوچھا: بیٹا! یہ تم کتاب پر روشنی کیوں ڈال رہے ہو؟ بچے نے جواب دیا: امی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ روشنی ڈالیے۔

گھر

☆ استاد (شاگرد سے): بتاؤ تمہارا گھر دور ہے یا سورج؟ شاگرد: جناب! میرا گھر۔ استاد (حیرانی سے) وہ کیسے؟ شاگرد: جناب! یہاں سے سورج تو نظر آتا ہے مگر میرا گھر نہیں۔

☆☆☆☆☆

مسکراتے کارٹون

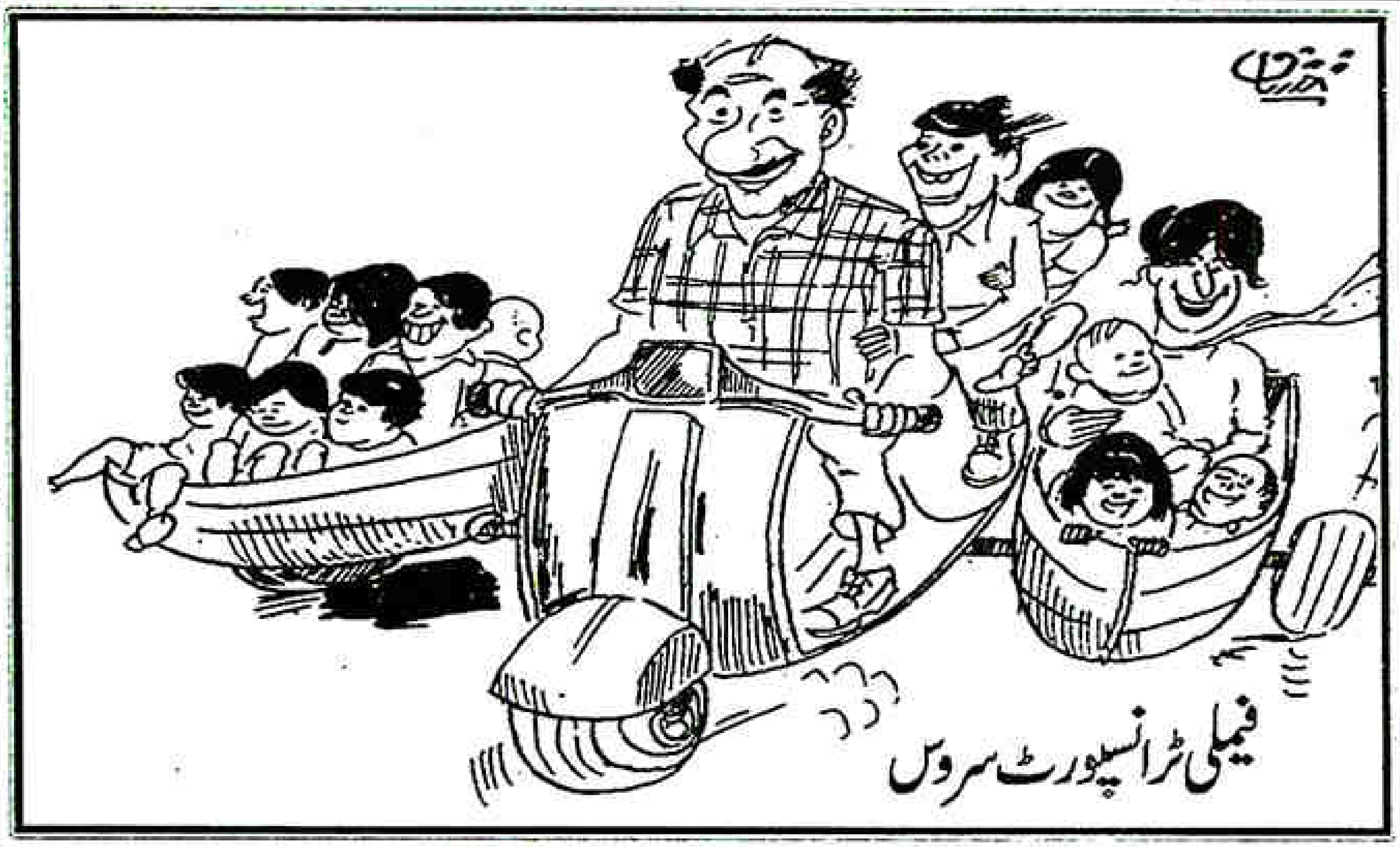

پانجی بولی میں

گجراتی کلام : اسمٰعیل درویش مرحوم

(اصل نام : اسمٰعیل صالح محمد درویش)

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

محبت کے دولت خپیتی
نفرت کے دولت خپیتی
مصیبت سے کیں چھوٹے ماڑو
مصیبت کے دولت خپیتی
زندگی بھلا کیں گزرے
ضرورت کے دولت خپیتی
جی کے چین کیڈاں ملے
حسرت کے دولت خپیتی
واہ واہ بھی تھی شکے
سخاوت کے دولت خپیتی
یقیں مضبوط کیں تھی ئے
صداقت کے دولت خپیتی
دولت جی حما کیڑی
دولت کے دولت خپیتی
ضرورت بھی کیڑی ضرورت
ضرورت کے دولت خپیتی
خرو کھوٹو تے کھوٹو خرو
سیاست کے دولت خپیتی
کیں تو نچے کھادے لائے
قناعت کے دولت خپیتی
بھلا ماڑو کیں سدھرے
حماقت کے دولت خپیتی
کڈاں سے بھلا عقل اچے
جہالت کے دولت خپیتی
درویش بھلے فقیر جیڑو
غربت کے دولت خپیتی

وہ جو ہم سے بچھڑ گئے

(انتقال پرملال)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں۔ اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

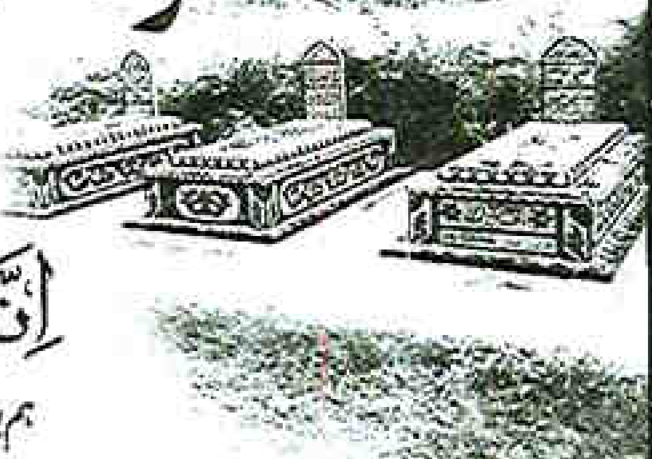

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

یکم جنوری 2022ء ---31 جنوری 2022ء ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے "شعبہ تجہیز و تکفین" کے اندراج کے مطابق ترجمہ کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
1-	یکم جنوری 2022ء	محمد قاسم رحمت اللہ جانگڑا	81 سال
2-	4 جنوری 2022ء	زبیدہ عبدالکریم مینڈھا زوجہ عبدالغنی حاجی احمد گاندھی	87 سال
3-	4 جنوری 2022ء	بلقیس عبدالستار ڈنڈیا زوجہ ابوبکر ایدھی	71 سال
4-	5 جنوری 2022ء	محمد حمزہ محمد عمران عبداللطیف موسانی	12 سال
5-	6 جنوری 2022ء	یاسمین شریف بلو زوجہ عبدالرزاق ایدھی	58 سال
6-	6 جنوری 2022ء	زیب النساء حبیب ایوب سوجرا	66 سال
7-	7 جنوری 2022ء	فرزانہ رحمت اللہ کٹیا زوجہ عبدالعزیز ہڈمان	60 سال
8-	9 جنوری 2022ء	زبیدہ بائی عمر پونجلا زوجہ اقبال کوچین والا	79 سال
9-	10 جنوری 2022ء	مریم عبدالرحمٰن زوجہ حبیب جمال کھانانی	75 سال
10-	11 جنوری 2022ء	زبیدہ سلیمان دوجکی زوجہ جان محمد کاتپور والا	75 سال
11-	11 جنوری 2022ء	ذکرابا عمر ایدھی	75 سال
12-	13 جنوری 2022ء	حاجی عبدالروف حاجی لطیف گیگی	57 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
13-	14 جنوری 2022ء	گل احمد عمر احمد کارا	73 سال
14-	14 جنوری 2022ء	زہرہ علی محمد چھنی زوجہ محمد احمد آموڑی ماموڑی	90 سال
15-	15 جنوری 2022ء	سہیل محمد یونس پولانی	53 سال
16-	15 جنوری 2022ء	ہارون سلیمان عیسیٰ جانگڑا	76 سال
17-	16 جنوری 2022ء	محمد نجیب محمد صدیق جانگڑا	67 سال
18-	17 جنوری 2022ء	امینہ عبدالستار بلوانی زوجہ عبدالعزیز کوڑیا	86 سال
19-	17 جنوری 2022ء	محمد یونس عیسیٰ شیخا	75 سال
20-	18 جنوری 2022ء	زبیدہ محمد عمر جانگڑا زوجہ ولی محمد تھارین والا	81 سال
21-	18 جنوری 2022ء	رشیدہ محمد اسماعیل ایدھی زوجہ غلام محمد درویش	68 سال
22-	19 جنوری 2022ء	زبیدہ صالح محمد دادا زوجہ حاجی صدیق دادا	88 سال
23-	20 جنوری 2022ء	عبدالعزیز عبدالحبیب عبدالغنی بکسراوالا	70 سال
24-	21 جنوری 2022ء	افشاں محمد ثاقب کسباتی	11 سال
25-	21 جنوری 2022ء	امینہ سلیمان عبداللہ درویش زوجہ محمد فاروق بوچیا	63 سال
26-	22 جنوری 2022ء	سمیعہ فاروق مون زوجہ عبدالمنان محمد موٹا	40 سال
27-	22 جنوری 2022ء	زینت محمد حاجی ہاشم زوجہ عبداللہ آکھاوالا	63 سال
28-	22 جنوری 2022ء	محمد یونس عمر عبدالرحمٰن مختی	87 سال
29-	22 جنوری 2022ء	حاجیانی صفورہ سلیم نور محمد جھنڈیا	
30-	24 جنوری 2022ء	گل انور حبیب عبدالشکور موسانی	65 سال
31-	24 جنوری 2022ء	محمد یوسف سلیمان حاجی احمد کوئلا ناوالا	63 سال
32-	25 جنوری 2022ء	یاسمین بانو نور محمد اوجری زوجہ حاجی انور بھیریا	55 سال
33-	25 جنوری 2022ء	زہرہ طیب رافاؤاوالا زوجہ عبدالستار توٹانکیا	81 سال
34-	25 جنوری 2022ء	کلثوم ابا عمر زوجہ عبدالغفار بالاگام والا	80 سال
35-	26 جنوری 2022ء	محمد حنیف حاجی حسین گیلی	75 سال
36-	27 جنوری 2022ء	نسیم بانو عبدالستار بوچا زوجہ محمد جاوید	55 سال
37-	27 جنوری 2022ء	محمد اقبال عبدالرحمٰن ایدھی	80 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت /زوجیت	عمر
-38	27 جنوری 2022ء	حاجی عبدالحمید حاجی رحمت اللہ بکیا	77 سال
-39	27 جنوری 2022ء	زبیدہ عیسیٰ حبیب کھانانی زوجہ عبدالغفار آدم سلاٹ	75 سال
-40	27 جنوری 2022ء	زہرہ عبداللہ سوپاری والا زوجہ عبدالغفار روگڈ اوالا	60 سال
-41	28 جنوری 2022ء	عبدالرزاق عبدالرحمٰن جانگڑا	85 سال
-42	28 جنوری 2022ء	عبدالرزاق اسماعیل تولہ	77 سال
-43	28 جنوری 2022ء	عبدالعزیز سلیمان کریم پٹیل	82 سال
-44	29 جنوری 2022ء	محمد امین حاجی حسین بھوت	60 سال
-45	29 جنوری 2022ء	نسیمہ جان محمد چشتی زوجہ بابو عبدالرحمٰن شیخا	64 سال
-46	29 جنوری 2022ء	حاجی عمر عبدالرحمٰن کپانانی	60 سال
-47	30 جنوری 2022ء	محمد عارف حاجی عثمان اڈوانی	62 سال
-48	31 جنوری 2022ء	سارہ بائی حبیب جانگڑا زوجہ ابا عمر تخی	91 سال

قیام: 1916ء بانٹوا (انڈیا)　قیام: 1948ء کراچی (پاکستان)

ضروری گزارش

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کراچی

میت (تجہیز و تکفین) کے بل بلا تاخیر ادائیگی (جمع) کرانے کے لئے اپیل

بانٹوا میمن برادری میں ہونے والی اموات کی تجہیز و تکفین (کفن دفن) کا کام بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے بہ احسن طریقے سے کیا جاتا ہے۔ اس میں غسل کفن اور بس سروس وغیرہ کی تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی بانٹوا میمن برادری کے کچھ بھائی اپنے خاندان میں ہونے والے انتقال کے بل کی ادائیگی نہیں کرتے ہیں۔ ادارے کی جانب سے موبائل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پھر بھی کوتاہی اور غیر ذمہ داری بڑھتی جاتی ہے۔

اس لئے آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ جو بھائی اپنے مرحوم کے مدفن کے لئے انجمن سے رابطہ کرتا ہے وہ ان کے اخراجات جتنا ممکن ہو سکے اتنا جلد از جلد جمع کروا دیں تا کہ مرحوم پر اس کے کفن دفن کا بوجھ نہ رہے۔

درخواست گزار

اعزازی جنرل سیکریٹری

فون نمبر: 32312939 - 32202973

پکی منگنی

JANUARY 2022

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Mahad Ahmed Ghulam Mustafa Mumtaz Ahmed with Hajra Abdul Aziz Muhammad Advani	04-01-2022
2	☆......Muhammad Ahmed Anwar Suleman Bawadosa with Dua Mukhtar Ahmed Muhammad Murtaza Khan	07-01-2022
3	☆......Ahmed Raza Munaf Ismail Adhi with Syeda Ayesha Syed Fahim Iqbal Ahmed Syed	08-01-2022
4	☆......Muhammad Waqas Muhammad Raees Jan Muhammad Dojki with Hina Khurram Hussain Muhammad Younus Sheikh	15-01-2022
5	☆......Muhammad Owais Muhammad Hanif Usman Ladha with Fiza Syed Salman Ahmed Syed Munawer Ahmed	29-01-2022
6	☆......Umar Muhammad Iqbal Umer Dandia with Rukhsana Muhammad Hanif Adam Patni	29-01-2022

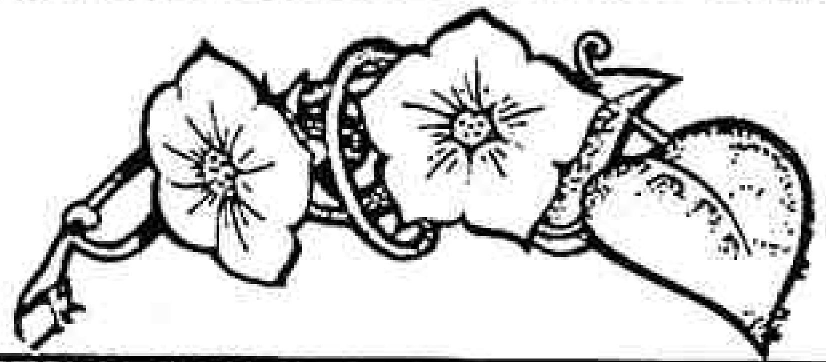

Printed at: **Muhammed Ali --- City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
Published by: **Muhammad Iqbal Billoo Siddiq Akhawala**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

S.NO	NAMES	DATE
33	☆......Muhammad Ahsan Muhammad Asif Haji Abba Hussain Jangda with Areesha Abdul Rasheed Abdul Shakoor Aarbi	28-01-2022
34	☆......Muhammad Ali Muhammad Saleem Muhammad Phoolwala with Sumaiya Muhammad Anwar Muhammad Siddiq Diwan	28-01-2022
35	☆......Muhammad Hassan Muhammad Amin Gul Muhammad Kasbati with Amna Muhammad Ashfaq Muhammad Durvesh	28-01-2022
36	☆......Muhammad Umer Haji Jawed Aba Umer Nanadiawala with Iqra Arif Abdul Razzak Rangeela	28-01-2022
37	☆......Talha Muhammad Yaseen Abdul Aziz Dai with Aiman Muhammad Ayub Abdul Aziz Rawda	30-01-2022
38	☆......Ahad Zahoor Abdul Ghaffar Badla with Sarah Muhammad Faisal Zikaria Gandhi	30-01-2022
39	☆......Anas Haroon Wali Muhammad Kandhoi with Tehreem Muhammad Sadiq Ismail Pothiawala	30-01-2022

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

دفتری اوقات

بانٹوا میمن برادری کو مطلع کیا جاتا ہے کہ 6 جون 2020ء سے بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے دفتری اوقات درج ذیل کردیئے گئے ہیں۔

پیر تا جمعرات اور ہفتہ : دوپہر 1:00 بجے سے رات 9:00 بجے تک

جمعۃ المبارک دوپہر 3:00 بجے سے رات 9:00 بجے تک

اتوار اور عام تعطیلات کے دنوں میں جماعت آفس بند رہے گا

اعزازی جنرل سیکریٹری

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

S.NO	NAMES	DATE
21	☆......Muhammad Hasan Raza Altaf Hussain Jan Muhammad Kasbati with Iqra Abdul Rahim Abdul Aziz	16-01-2022
22	☆......Umair Muhammad Yousuf Abdul Sattar Khanani with Kiran Muhammad Saleem Haji Abdul Aziz Lilakhawala	16-01-2022
23	☆......Muhammad Muzamil Abdullah Abdul Sattar Bakali with Sobia Abdul Karim Ali Muhammad Gigani	16-01-2022
24	☆......Muhammad Hashim Muhammad Amin Abdul Sattar Khanani with Amna Muhammad Aslam Muhammad Hashim Advani	16-01-2022
25	☆......Muhammad Haris Muhammad Imran Rehmatullah Nautankia with Rumaisa Farhan Muhammad Farooq Kothari	18-01-2022
26	☆......Saqib Muhammad Suleman Khanani with Muskan Muhammad Amin Abdul Aziz Polani	20-01-2022
27	☆......Abdul Majeed Muhammad Saleem Muhammad Umer Surmawala with Mahnoor Mariam Arshad Arif Muhammad Lokhanwala	21-01-2022
28	☆......Zaryab Zubair Abdul Sattar Bharamchari with Alishba Muhammad Faisal Muhammad Ilyas Kothari	21-01-2022
29	☆......Muhammad Raheel Riaz Abdul Ghaffar Manai with Manahil Muhammad Qazzafi Muhammad Rafiq Kapadia	21-01-2022
30	☆......Muhammad Hassan Muhammad Zubair AbuBaker Kavalkawala with Safiya Rizwan Haji Habib Sherdiwala	22-01-2022
31	☆......Muhammad Ali Abdul Ghaffar Muhammad Umer Dandia with Nadia Mehmood Abdul Aziz Silat	23-01-2022
32	☆......Ahmed Raza Munaf Ismail Adhi with Syeda Ayesha Syed Fahim Iqbal Ahmed Syed	23-01-2022

S.NO	NAMES	DATE
10	☆......Muhammad Usama Muhammad Ilyas Suleman Jangda with Rida Abdul Qadir Abdul Aziz Dada	09-01-2022
11	☆......Amsal Asif Muhammad Siddiq Kasbati with Muneebah Abdul Basit Abdul Razzaq Thaplawala	09-01-2022
12	☆......Abdul Basit Muhammad Hanif Muhammad Ismail Kodvavi with Khadija Muhammad Iqbal Abdul Rehman Adhi	09-01-2022
13	☆......Mohsin Altaf Hussain Rehmatullah Bilwani with Sumbal Muhammad Nadeem Abdul Latif Bikiya	09-01-2022
14	☆......Muhammad Shahryal Anwar Muhammad Imran Muhammad Anwar Bhuri with Imaan Muhammad Muhammad Moosa Kotriwala	09-01-2022
15	☆......Muhammad Furqan Haji Muhammad Idrees Abdul Sattar Popatpotra with Uroosa Abdul Razzak Muhammad Hussain Gadit	11-01-2022
16	☆......Muhammad Bilal Muhammad Munir Abba Hussain Kodvawala with Kainat Muhammad Hanif Muhammad Usman Abbal	14-01-2022
17	☆......Naveed Muhammad Nazir Rehmatullah Kandhoi with Faiza Muhammad Fahim Wali Muhammad Rabdia	14-01-2022
18	☆......Muhammad Wasil Gul-e-Anwar Abdul Ghani Khanani with Misbah Javed Noor Muhammad Nini	14-01-2022
19	☆......Muhammad Sameed Muhammad Faisal Muhammad Rafiq Navadia with Kashaf Fatima Shahzad Abdul Aziz Mushtaq	14-01-2022
20	☆......Ghulam Abbas Muhammad Jawaid Suleman Dhamia with Ayesha Muhammad Ismail Muhammad Siddiq Akhawala	14-01-2022

Wedding

JANUARY 2022

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Mustafa Muhammad Iqbal Rehmatullah Kapadia with Shifa Abdul Qadir Tar Muhammad Moosani	01-01-2022
2	☆......Muhammad Farhan Muhammad Idrees Abdul Sattar Popatpotra with Somia Waqar Muhammad Amin Sheikh	02-01-2022
3	☆......Muqeet Muhammad Munir Abdul Ghani Mota with Ayesha Rafiq Jan Muhammad Sandhiawala	03-01-2022
4	☆......Hasan Abdullah Abdul Ghaffar Kanpurwala with Shifa Asif Haji Ahmed Sakhi	05-01-2022
5	☆......Muhammad Ibrahim Abdul Rauf Abdul Shakoor Ajakia with Muskan Abdul Shakoor Abdul Ghani Patel	06-01-2022
6	☆......Muhammad Usman Khalid Abdul Aziz Khanani with Aiman Muhammad Jaffar Muhammad Yousuf Chini	07-01-2022
7	☆......Bilal Ahmed Muhammad Saleem Jan Muhammad Kasbati with Aisha Bano Muhammad Shahid Muhammad Younus Jaliawala	07-01-2022
8	☆......Hunain Muhammad Yousuf Muhammad Sharif Akhawala with Javeria Muhammad Yasin Muhammad Ismail Punch	09-01-2022
9	☆......Muhammad Ahmed Anwar Suleman Bawadosa with Dua Mukhtar Ahmed Muhammad Murtaza Khan	09-01-2022

S.NO	NAMES	DATE
9	☆......Muhammad Saqib Muhammad Munir Muhammad Siddiq Kesodia with Fariha Nazish Fahim Muhammad Yousuf Adil	11-01-2022
10	☆......Abu Talib Zaheer Aba Ali Parekh with Bushra Muhammad Yousuf Aba Umer Kodvavi	11-01-2022
11	☆......Hanzla Muhammad Rafiq Abdul Ghaffar Silat with Mehak Abdul Razzaq Haji Usman Karar	11-01-2022
12	☆......Muhammad Bilal Muhammad Arif Abdul Sattar Mangrolwala with Zainab Muhammad Aqib Farooq Nanadiawala	11-01-2022
13	☆......Muhammad Asad Liaquat Abdullah Madinawala with Hanifa Abdul Latif Muhammad Umer Wadalawala	14-01-2022
14	☆......Abdul Haseeb Abdul Karim Abdul Sattar Chautawala with Javeria Kamran Ibrahim Admani	15-01-2022
15	☆......Hasnain Muhammad Hussain Ali Muhammad Dungargadhwala with Nida Muhammad Iqbal Aba Umer Madraswala	15-01-2022
16	☆......Daniyal Muhammad Bashir Jan Muhammad Surmawala with Areeba Imran Ahmed Rabdia	15-01-2022
17	☆......Owais Muhammad Afzal Abdul Qadir Raja with Farah Naz Muhammad Anwar Abdul Latif Gadar	15-01-2022
18	☆......Muhammad Mubeen Muhammad Haroon Suleman Sojra with Tehreem Muhammad Tanveer Abdul Razzaq Adhi	15-01-2022
19	☆......Munaf Muhammad Ghulam Jan Muhammad Kudiya with Sana Fatima Abdul Qadir Usman Dhuvav	18-01-2022
20	☆......Rehmatullah Shabbir AbuBaker Chautawala with Hajra Iqbal Khan Abdul Rahim Lodhi	18-01-2022

Engagement

JANUARY 2022

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Shahrukh Muhammad Jabbar Muhammad Qasim Khanani with Hina Abdul Samad Suleman Gadit	04-01-2022
2	☆......Muhammad Zaid Abdul Razzaq Haji Muhammad Gheewala with Asma Abdul Jabbar Muhammad Qasim Khamblawala	04-01-2022
3	☆......Danish Ashfaq Abdul Ghaffar Moon with Amna Muhammad Adnan Muhammad Amin Latif Jangda	05-01-2022
4	☆......Abdul Qadir Muhammad Hanif Muhammad Siddiq Mesia with Anosha Ashfaq Abdul Sattar Dojki	07-01-2022
5	☆......Abdul Basit Muhammad Hanif Muhammad Ismail Kodvavi with Khadija Muhammad Iqbal Abdul Rehman Adhi	07-01-2022
6	☆......Saad Muhammad Altaf Haji Abdul Sattar Bhoot with Iqra Muhammad Jawaid Zakaria Sakhia	07-01-2022
7	☆......Abdul Musawir Iqbal Hussain Jangda with Ramsha Muhammad Rizwan Muhammad Qasim Sheikha	08-01-2022
8	☆......Hunain Amanullah Haji Wali Muhammad Samegawala with Tooba Muhammad Jawed Saleh Muhammad Khanani	10-01-2022

S.NO	NAMES	DATE
34	☆......Hamza Abdul Habib Muhammad Yousuf with Madiha Muhammad Owais Haji Hashim Khamblawala	27-01-2022
35	☆......Muhammad Qasim Abdul Jabbar Muhammad Bandukda with Huda Muhammad Mohsin Abdul Latif Moosani	28-01-2022
36	☆......Rameez Raja Muhammad Altaf Haji Jan Muhammad Maimini with Misbah Muhammad Zubair Muhammad Siddiq Advani	28-01-2022
37	☆......Abdul Basit Mehmood Kashif Abdul Aziz Manodhrawala with Mariam Muhammad Imran Muhammad Farooq	29-01-2022
38	☆......Anas Muhammad Altaf Abdul Razzak Dandia with Lubaba Muhammad Tufail Ismail Aba Umer Ismail Sheikha	31-01-2022
39	☆......Muhammad Junaid Muhammad Asif Ali Muhammad Paryani with Kainat Fatima Muhammad Saleem Abdul Sattar Silat	31-01-2022

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

موجودہ قیادت کا مشن اور وژن

برادری کی خوشحالی فلاح و بہبود آبادکاری، علاج معالجہ

کی فراہمی اور ایجوکیشن فار آل علاوہ

بانٹوا میمن برادری میں اتحاد، یکجہتی اور ایکتا کا فروغ

S.NO	NAMES	DATE
21	☆......Muhammad Uzair Junaid Hussain Kodvawala with Faryal Muhammad Sabir Aba Umer Jangda	18-01-2022
22	☆......Daniyal Asif Rehmatullah Kapadia with Areeba Altaf Hussain Allah Rakha Kanda	20-01-2022
23	☆......Muhammad Usman Ashfaq Hashim Dharawadwala with Sidra Bano Muhammad Riaz Abdul Razzaq Tola	20-01-2022
24	☆......Usama Muhammad Ali Muhammad Zikar Dhisidia with Sumaika Muhammad Usama Muhammad Siddiq Wadalawala	20-01-2022
25	☆......Muhammad Bilal Haji Arif Haji Ismail Transia with Rida Abdul Razzak Abdul Rasheed	21-01-2022
26	☆......Sufiyan Abbas Noor Muhammad Chatni with Iqra Ahmed Abdul Razzak AmodiMamodi	21-01-2022
27	☆......Atif Abbas Noor Muhammad Chatni with Iqra Asif Ismail Jumani	21-01-2022
28	☆......Talha Abdul Razzak Rehmatullah Advani with Ayesha Muhammad Ashfaq Muhammad Siddiq Afinwala	21-01-2022
29	☆......Sheheryar Abdullah Abdul Ghaffar Mota with Rida Muhammad Junaid Muhammad Siddiq Lakhani	21-01-2022
30	☆......Muhammad Ahsan Muhammad Iqbal Haji Rehmatullah Saranpipriwala with Eman Muhammad Khalid Muhammad Hussain Polani	22-01-2022
31	☆......Muhammad Fahad Muhammad Faisal Ahmed Nini with Minal Muhammad Naeem Haroon Rasheed Khanani	25-01-2022
32	☆......Muhammad Farukh Muhammad Iqbal Haji Rehmatullah Sanosrawala with Farheen Abdul Jabbar Abdul Shakoor Ghaniwala	26-01-2022
33	☆......Muhammad Daniyal Siraj AbuBaker Moosani with Zuha Abdul Waheed M. Siddiq Kasbati	27-01-2022

ખારી ચાહ

'નવાબ' માણાવદરી (મર્હુમ)

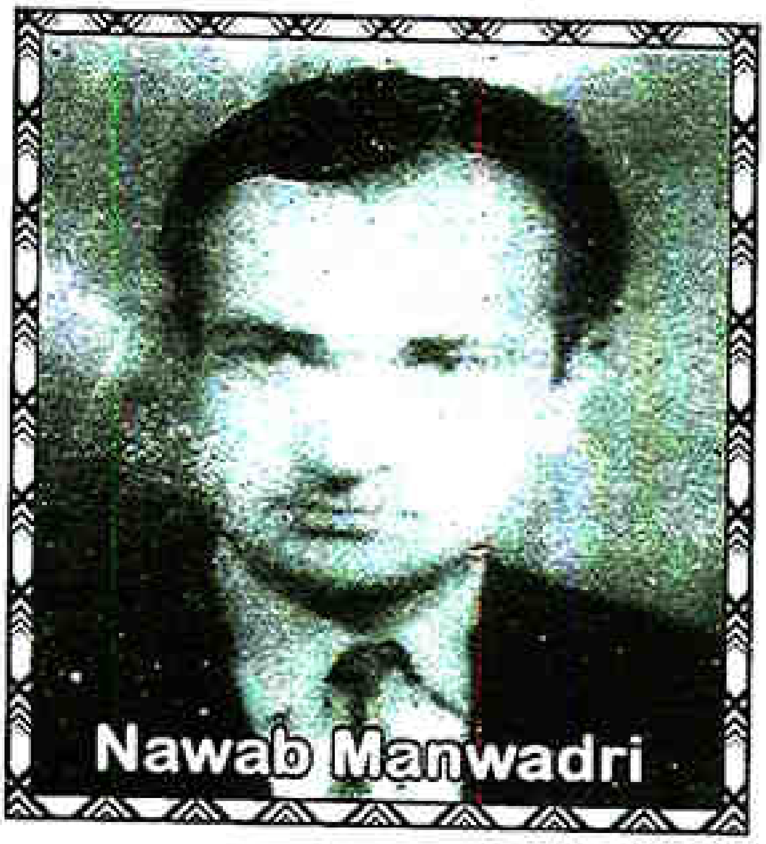

કલ્પના પણ દૂર ભાગે છે ને દેખાતી નથી !
ચાહ જો ગરમાગરમ બેગમ મને પાતી નથી

મિત્ર જે નાદાન છે નાદાન એ રહેશે સદા !
કૂતરાની પૂછડી સીધી કદી થાતી નથી !

બાયડી બોલે છે ઉર્દુ, બેટો અગ્રેજી મહીં
ઘર મહીં ગુજરાતીના ગુજરાતી બોલાતી નથી

પાનખર આવી ગઈ છે પાનના ખાનાર પર
હોઠ પર એના બહારો આજ દેખાતી નથી

ચાહ ખારી પીવા મળશે શ્રીમતી બોલ્યા મને
ખાંડ મોંઘી થૈ ગઈ છે હાય પોસાતી નથી

તોલ ઓછું, ભાવ ઊંચા, માલ પણ નકલી મળે
મુજને તો ઈમાનદારી કયાંય દેખાતી નથી

એની ચિંતામાં પડી ગૈ ટાલ માથા પર "નવાબ"
હાય લક્ષ્મીની છતાં પધરામણી થાતી નથી

'ડોન ગુજરાતી'
તા. ૭-૨-૧૯૭૩ના સૌજન્યથી

ભુલી જાવ હવે બધી રંજીશો કૌમી ભલાઈમાં

અબ્દુલ રઝ્ઝાક રૂબી

મનાવી લો મનાવી લો, થોડું નમતું જોખીને
મનાવી લો મનાવી લો, ભૂલોની માફી માંગીને
મનાવી લો, મનાવી લો, ફાટાના વીર બહાદુરોને

તૂટી પડવા તૈયાર મેદાને જંગમાં અલ્લાહના મુજાહિદો
કોશિષ કદી કરો નહિ, પૂરવા બંધ ગલીમાં શેરોને
ધ્યાનમાં લો ધ્યાનમાં લો, ફાટાના વીર બહાદુરોને

કરી ઘણી બંધી ભૂલો ને અવગણનાઓ ભૂતકાળમાં
ભૂલી જાવ હવે બધી રંજીશો, કૌમી ભલાઈમાં
કહી દો કહી દો, ફાટાના વીર બહાદુરોને

નથી ઈચ્છતાં સોંપવા ખંડેરો અમારા વારસોનેં
બનાવો સર્વત્ર યાદો, કરી ઊભા મિનારે પાકિસ્તાન
સંભળાવી દો સંભળાવી દો, ફાટાના વીર બહાદુરોને

દૂર બેઠો દુશ્મન દેખી ન શકે, પાકિસ્તાનની ખુશહાલી
કાળી મધ રાતે શકરો ટાપી બેઠો ખીજડાની ડાળે
ચેતાવી દો ચેતાવી દો, ફાટાના વીર બહાદુરોને

ઊગશે નવો સૂરજ 'ભા-રઝ્ઝાક' નવી રોશનીમાં
ગાશે ગીતો ચોમેર સદા લોકો તમારી શુરવીરતાના
સમજાવી લો સમજાવી લો, ફાટાના વીર બહાદુરોને

જમાતની પ્રવૃત્તિઓ માટે 'મેમણ સમાજ' માસિકનું વાંચન કરો

"ઉથી હણે સ્હવાર થી; ઉથી હણે સ્હવાર થી"

(સર્વ હક્કો
રચનારને
સ્વાધીન)

★

"તન્વીર"
વાસાવડી.

★

રાગ :
(અભી તો મય
જવાન હું)

★

ઉથી હણે સ્હવારથી,
ઉથી હણે સ્હવારથી.
અઝાન થી પુકાર થી, હી રોશની જી ધારથી
રીયો હી શોરશારથી, વખત રીયો પસારથી.
સુણે નથો પુકારથી.
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

અય કોમજા જવાન ઉઠ, અય કોમજા નિશાન ઉઠ.
જગાય ફર્ઝ—ભાન ઉઠ, બતાય તોજી શાન ઉઠ.
અય કોમજા મહારથી.
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

તું શાન બન જમાલ બન, તું કોમજો જલાલ બન.
તું કોમજી મજાલ બન. તું રાહજી મસાલ બન.
ચમન જી તું બહારથી,
ઉથી સ્ણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

અલગ અલગ જમાઅતું, અલગ અલગ વસાહતું
કરેં તો કોમી તાકતું. હીં છિન્નભિન્ન થારતું,
સમઝ ને હોંશિયારથી.
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

અય કોમજા અમીર જાગ, અય કારવા જા મીર જાગ.
અય કોમજા ખમીર જાગ, અય કોમજા ઝમીર જાગ.
વખત જો ના શિકારથી.
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

તું કોમકે સજાય ગીન, હકડી જગા વસાય ગીન,
તું કોમકે બનાય ગીન, વખત જો લાભ ઉઠાય ગીન,
ન તક વીને પસારથી.
ઉથી હણે સ્વહારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

તો કે અકલ જો વાસતો, અચની નસલ જો વાસતો,
ઉગની ફસલ જો વાસતો, હર ફુલ ફલ જો વાસતો.
ના ફેર મુંહ બહારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

સહી જરા મિજાઝ કર, નઝરે કે તું દરાઝ કર,
ખતમ બુરા રિવાઝ કર, ન શકિતપું હરાઝ કર,
અય ભા મું જા તિજારતી,
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

° ° ° °

તું શાનદાર કોમ બન, તું જાનદાર કોમ બન,
તું આનદાર કોમ બન, તું ભાનદાર કોમ બન,
અય કોમ હોંશિયાર થી.
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હાણે...

° ° ° °

થી શીસ્ત જો પયામ બર, અમલ જો ઇન્તેઝામ કર.
પયદા નવો નિઝામ કર, ઉરૂઝતે મુકામ કર.
વખત જો શેહસવાર થી,
ઉથી હણે સ્હવારથી...ઉથી હાણે...

° ° ° °

ઉ લંગડા ઉના તવાં, હલી સીગન ન તીન છતાં.
ડીસી ગીનો પુગા કિડાં, ને પાં અયું હજી હિડાં.
પીયાં ઝમીં તે ભારથી,
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હાણે...

° ° ° °

"તન્વીર" કીં શરમ કરૂં, કરેલ ખૂં ગરમ કરૂં,
હણે તો કીં કમ કરૂં, ને પાં તે પાં રહમ કરૂં.
રે હદ હણે તો યાર થી,
ઉથી હણે સ્હવારથી....ઉથી હણે...

★

પાંજી બોલીમેં

જનાબ નસીમ ઓસાવાલા

ભારી મઝાજી ચુંટણી

"ઈન ફેરે જમાતજી ચુંટણી ભારે રસાકસીભરી હુઈ હો !"

"હા, હુઈ સો ! ઉમેદવાર મતદારે જે ઘરે, દુકાને તે ને ઓફિસે તેં વિની. ઈન્ચે કે 'વોટ' ડીનજીયું ભલામણું ઘણીયું કરીયાં વા, ને વીરી વોટ ડીનલાય, ઉમેદવારેજા ભા–પે, મામા, કાકા, સાલા, બનેવી ને ઓળખાણવાળા વડી સંખ્યામેં (ખાસ કરીને આવા વા, તો રસાકસી થી જ વિનેના !"

જાગૃતિ કે......!

"પોલીંગ સ્ટેશન તે ભીળ નારીને હીં લગનો વો જાણે કોમમેં એકાએક 'જાગૃતિ' જી રૂહ ફુંકાઈ વી આય, ના ! ?"

"......ને ચુંટણી જી અગલી રાત જો જમાતજી સામાન્ય સભામેં ઉમેદવારી જીતરી સંખ્યામેં પણ હાજરી ના હૂઈ, ઈન્કે કુરો ચુનુ કોમજી 'જાગૃતિ' કે.......!" ના હો ઈનફેર એવો ના વો હો ?"

કોમી સેવા લોહીજા ચણા ઈન

"ઉમેદવાર વોટરે કે એળીયું એળીયું આશાયું (સબ્ઝ બાગ ચો તા પણ હલે! ડેખાળના વાકે....."

"એય, એય, મુંહ સંભાળીને ઘાલ કર.... નક્કર....."

"નક્કર કુરો ! ?"

નક્કર 'મેમણ સમાજ' મેંસી તોજી 'પાંજી બોલી મેં' કોલમ જો ખાત્મુ સમજી–જ!"

"પણ આંય ચો કેર ?"

'ચુંટાયેલો ઉમેદવાર."

"અચ્છા, અચ્છા પણ ભા, આય ઈતરી ઘાલ સી નારાજ થી વિન્ના તો સજી કોમજી ઘાલ્યું ઈન્સી પણ કડવીયું ઉન્યું ઉ કીં બરદાશ્ત કરી સીગના

"કો કોમ વીળી મીકે કડવીયું ઘાલ્યું કુલાય સુણાયની ભલા: કોમ જે પે જો આંવ કી ખાદમ અયાં !"

"ખાદયા તો કીં નઈ યો, કોમ જો આય. મીજા ભા પણ ચૂંટણી મે જીતીને આય કોમજા હાણે ખાદીમ યો કુરો સમજયા–કોમી સેવા કી ડાળ ીયા વટાણા ને, લોહ જા ચણા ચબાઈના ખપનતા કોમી સેવામે.!" સમજયો કુરો સમજયા હેં !"

ચટણી ને ચૂંટણી

"આખર લળાઈ વી.....ના."

"હા,...... પણ જીરા વધુ તીખી થી વી આય !"

"આય કુરે જો ચોતા ?"

"તો કે ઈજ ખબર નાય કે આંવ કુરેજો ચુવાંતો તો પછી હા કીં ચોંય ? !"

"આંવ ચટણી જો ચુંવાતી કે લળાઈ વી !"

"આંવ ચૂંટણી જો ચુવાતો."

'ચટણી' ને ચૂંટણી મેં ફરક જ કુરો આય–બોય લળાઈ ન તીયું જ ના !" અકળી પાંહે તે બી પોલીંગ સ્ટેશન તે !"

ખીસે તે જખ્મ !

"આંય જા ભા જીતી વિયા !"

"હે ! કીં લગ્યો બગ્યો તાં ના ના."

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Honorary Editor:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu
Published by:
Muhammad Iqbal Billoo Siddiq Akhawala

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

Febuary 2022 Rajab 1443 Hijri - Year 67 - Issue 02- Price 50 Rupees

નયન ઉઘાડ તું !

(દુઆ)

ઉમર જેતપુરી (મર્હુમ)

ઉજ્જડ મારા બાગમાં પુષ્પ નવાં ખિલાવ તું !
દીવા ફરી સદનમાં મુજ રોશન ઝગમગાવ તું !

વેદના સૌ વળેલ ઘેરી હવે પીગળાવ તું !
જાહોજલાલીને ફરીને અમારી અપાવ તું !

સૂના અમારા વિશ્વના ગુંજનને ગુંજાવ તું !
ઊજડેલી અમારી આલમ ફરીને બનાવ તું !

આથડતી અમારી નૌકાંને તો નાંગરાવ તું !
ખરતાં અમારી આંખથી આંસુડાંને લુછાવ તું !

પાઠ નવા કૈં સત્યના અમને હવે પઢાવ તું !
મઝહબના કૈં રંગે અમને હવે રંગાવ તું !

પંથ અમારા અવનવા વિશ્વમાં કોતરાવ તું !
સત્ય ખમીરથી જગતમાં અમારા જિવાવ તું !

અમમાં રહેલ કોતાહીઓ બધી યે જલાવ તું !
સત્યના પંથ પર અમારા પગને જમાવ તું !

ઉચ્ચ બધી યે ભાવનાઓ અમમાં વણાવ તું !
ઉત્તમ શાન કંઈ અમારી જગમાં ગણાવ તું !

કંઈ શકે જોઈ દૂર પર્યંત 'ઉમર' સ્થપાવ તું !
એવાં નયન અનન્ય, એનાં હવે ઊઘડાવ તું !

'પાકિસ્તાની ગુજરાતી સાહિત્ય' ૧૯૪૭થી
૨૦૦૮માંથી એકેડેમી અદબીયાત
ઈસ્લામાબાદના સૌજન્યથી

યાદના દીવા

(ના'ત શરીફ)

કવસર જુનાગઢી (મર્હુમ)

દિલ મહીં તમ યાદના દીવા બળે
દર્શ કાજે આંખ નિશ દિન ટળવળે

શાહે આલમ ! આશ અંતરની ફળે
તમ પુનિત દર પર જિવન - સંધ્યા ઢળે

ભાગ્ય એનું મોતીઓ સમ ઝળહળે
આપની જેને અનુકંપા મળે

હો અટલ શ્રદ્ધા સુખન પર 'ને અમલ
મંઝિલો તો સામે આવીને મળે !

રહેમતુલ્લિલ-આલમીં છો આપ જ્યાં
મુજ સમાને પણ ! લગાડી લો ગળે !

પાઠવું તમને દરૂદો 'ને સલામ
દિન પ્રતિ દિન હર સમય 'ને હરપળે....

એમનો સુમાર્ગ જો 'કવસર' ગ્રહે
આંખ ઝબકે એ પ્રથમ સૌ દુ:ખ ટળે !

'પાકિસ્તાની ગુજરાતી સાહિત્ય' ૧૯૪૭થી
૨૦૦૮માંથી એકેડેમી અદબીયાત
ઈસ્લામાબાદના સૌજન્યથી

મેમણ કોમની જુનવાણી રહેણીકરણી વિષે મેમણી કાવ્ય

જનાબ 'મુનશી' ધોરાજવી

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

બારો મહિનેજા મસાલા પ્યાજ લસ્સણ ઘરમેં હૂન
ચુલ જા છેણા-લકડા આવીરચા બધે મેળેતે પૂન
કો' તે ચેને નોચુધ્યું લુગડા અને બાળોતા ધૂન
ઘરજે હર કમકાજમેં મિરનો હો ઈન્ચે કે સુકૂન

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

રોચ ટાણુ થ્યેતા નોચુ ઘાસલેટજા ડિયા ભરન
દેશમેં માહરૂં અચનતા લાપ કે રોશન કરન
થીન મોસમમેં અથાણા-ગારસે ભિત્તું ભરન
ફૂંકણી મારીને ચુલતે-સાયણા કોસા કરન

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

નોરેં દ્યેંજે સાફ કરિયો ખપનો હો વર્હ જો અનાજ
સોણ-ઝટકણ-પીણ-ટાણે નૂર નામે જો અવાજ
ઘરજે અંગણે ઘી કે પુત્તર જે લગન જો હોચ કાજ
તાવડી વાજો વગે-ઢોલક વગે-હો ઈજ સાજ

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

કારે સીસમજે પટારેમેં રના હુઆ ઝવેરાત
વાજે-ગાજે સી નિકળની હુચ વરાજે જી બરાત
વ્યા વધાણું હોચ કે-થી હોચ કોઈ જી વફાત
સારે નિરસે ટેમ તે ઘરઅંગણે થ્યે ભેગી જમાત

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

પાક શિયાળેમેં બનન ને સુવાવડુંયે ઘરમેં થીન
સાદગીસે થીન ટાણા, હોચ ના કી ચે નવીન
રોટી કુત્તે કે વિઝન-બાવે કે હી ખયરાત ડીન
પાંજે ઉન અખ્લાક જો-કેહરો અજબ લગનો હો સીન

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

શેઠિયા કરના હુવા શાદી વ્યાં મેં પૂરી શહેર ધામ
ઘરજે થાલે તાસરીમેં ખેના હુઆ માહરૂ તમામ
કેહરી સચ્ચી મોહબતું ને કેહરા સચ્ચા દુઆ-સલામ
મેમણેજી નામના હુચ-બોલબાલા ગામેગામ

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

વહાણ જો મજો સની ઘડકી જો બિસ્તર કી ભુલું
સાયણું કરીયેં જો પાપડ જો કચુંબર કી ભુલું
તેલમેં ખીચડી ગડેલી ગૂર જો માતર કી ભુલું
'મુનશી' સલામ મૂસલી વારેં જા મન્તર કી ભુલું

યાદ કર તું કૌમજી ઉન સાદગી કે યાદ કર
પાંજે પે ડાડેજી સાદી જિન્દગી કે યાદ કર

"લગન-બગન જો ઈનમેં કુરો વો !"

"આંય જ તો ચુનાં વા કે અજ મીજા ભા જમાતખાનેમેં લળના ?"

"કીં કુસ્તી-બુસ્તી જી લળાઈ થોડી વી-ચુંટણી વી બાય !"

"ચુંટણી ! ઉ વોટ વાળી તો ના ?"

"હા, હા, વોટ વાળી જ તો-"

"વોટ વારી મેં જીત્યા તડે તો ખીસ્સે તે 'જખ્મ' આવો ઉનો."

"ખાસ ના, ત્રે વખત છાપા છપાયા ખપ્યા ઈતરે પૂરતો જ ! પણ વિચારી ચૂંટણી કરાનવાળી જમાત ગરીબ જે ખીસ્સે તે ઘણા ઊંડા 'જખ્મ' આવા ! !"

ચુંટણી થી વી અલ્લાહ જા શુકર

"ખેર ખુદા ખુદા કરીને ઈ વરેહ જમાત જી ચુંટણી ખેરિયત સી પટી તો વી અલ્લાહ જા શુકર ! પાંજી બિરાદરીવાળા ચુંટણીમેં 'નોંધનીય' હદે ભાગ ગીન્યા, ઈ સજી કોમ લાય ખુશી જી ઘાલ આય- ઈ કોમમેં 'જાગૃતિ' (કોમી ભાન) અયનજી અકળી ખુશગવાર મીસાલ આય, હાણે પાંજા જો ઉત્સાહી ભા, ચુંટણી મેં ચુંટાઈ આવા અઈન ઈનચે કે ખપે કે કોમજી, બિરાદરીજી ભલાઈ લાય કમ કરન !" ને સજી બિરાદરીવાળા ઈન્ચે તે જો આશાયું-ઉમીદું રખ્યા અઈન ઈન્કે પુરીયું કરી દેખારન."

હાજીયાણી માજી દુઆયું

"કુરો થીયો બેટા, જમાત જી ચુંટણી ખેરિયતસી થી વી ?"

"હા, હાજીયાણી મા."

"ઠાવકો, ઠાવકો, અલ્લાહ જા શુકર ! બેટા, ઈ જે પાંજા ભા ચુંટણી મેં ખટિયા અઈન ઈન્ચે કે મીજી તરફસી મુબારકબાદ ચુજ હો-ને ચુજ કે હાણે બિરાદરી મેં સી ખોટીયું રસ્મું કઢણ લાય ઈન્ચે સચ્ચે દિલ સી મહેનત કરન મુસીબત મેં ફસાયેલ બિરાદરીજી નીયાણીયે લાય કીંક રસ્તો કરન. ને કોમ જે બેરોઝગાર ભાંચે લાય પણ કીંક બંદોબસ્ત કરન, ઈન્ચે બિરાદરી જા નુમાઈન્દા થઈન, બિરાદરીવાળા, ઈન્ચે તે ભરોસા કરીને ઈન્ચે હે ચુટયા ઈન-પાંજે ઈ ભાચે સે બિરાદરી કે ઘણીયું ઉમેદું અઈન ઈ ભા, ઈ બધે ઉમેદું પુરીયું કરન એળી ખુદા ઈન્ચે કે તોફીક ને હિંમત ડે આમીન.

ગુસ્સો
પ્યાર-મોહબ્બતનો દુશ્મન

હુઝૂર સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમે ફરમાવ્યું: ગુસ્સો શયતાનની તરફથી છે અને શયતાન આગથી બનેલો છે અને આગને પાણીથી બુઝાવવામાં આવે છે. તમારામાંથી કોઈને ગુસ્સો આવે તો તે વઝુ કરી લે, ગુસ્સો શમી જશે.

- ✯ કુફ્ર પછી સૌથી મોટો ગુનાહ દિલ તોડવું એ છે. પછી ભલે એ મોમિનનું હોય યા કાફિરનું.
- ✯ શરૂ કરવું તારૂં કામ છે અને પૂરૂં કરવું અલ્લાહનું.
- ✯ મોતને યાદ રાખવી, નફસની બધીયે બીમારીઓની દવા છે.
- ✯ આશ્ચર્ય ! માણસ મોતને જાણતો હોવા છતાંય હસે છે.
- ✯ ગુનાહ એક સડો છે, જેને ન રોકવામાં આવે તો વધશે.
- ✯ હે આદમ પુત્ર ! અલ્લાહની એટલી શરમ તો રાખ જેટલી તું તારા દીનદાર પાડોશીની રાખે છે.
- ✯ માણસ નમાઝ માટે ઊભો થાય છે ત્યારે જન્નતના દરવાજા ઉઘડી જાય છે.
- ✯ કોઈના ઉપર વેર લેવામાં ઉતાવળ ન કરો; કોઈની સાથે નેકી કરવામાં ઢીલ ન કરો.

હઝરત શફીક બલખી

....ગુફતગૂ નિજ આત્માથી

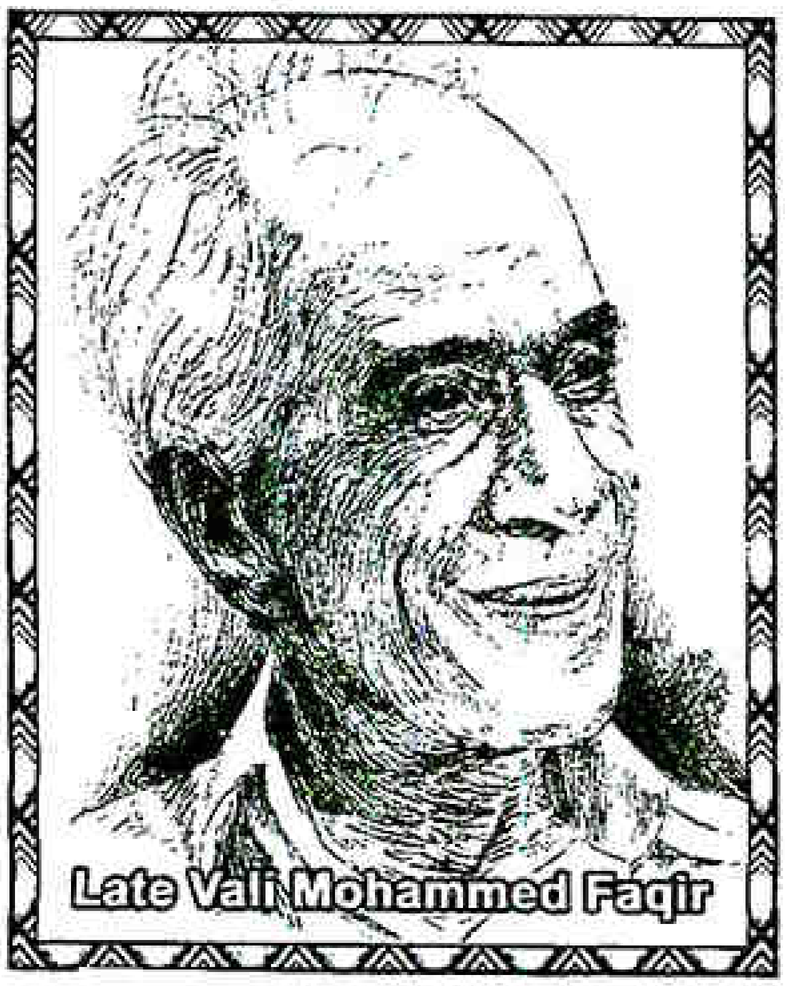

વલીમહમ્મદ 'ફકીર'

શિકાયત કંઈ નથી તારી વફાથી
લડ્યો છું જિન્દગીભર હું કજાથી

સદા સંગ્રામ છે-સતનો અસતથી
સદા કાયમ રહી દુન્યા-શ્રદ્ધાથી

પ્રમાણ્યા પ્રેમનાં દીઠાં બહુવિધ
નિખાલસ એક ના સૌ સ્વાર્થ સાથી
યથા છે આત્મની રક્ષા-અગર થાય
ન લેશો વેર કંઈ - બેવફાથી
ખજાનો પ્રેમનો સંપન્ન થયો ક્યાં
પચાવી સંપત્તિ સૌ વાસનાથી
વિચારી રંગ છે તારા ચમનના
કે ખેલે હોળી સૌ ખૂની અદાથી

ફકીરી રંગમાં દીઠી અમીરી
પ્રભાવિત છે સદા ઉષા-નિશાથી
જવાની આજ પણ અશ્રુભરી છે
ડરૂં છું વ્યર્થ હું જીવન-જરાથી

માં..... હાણે મિંજો કુરો થિનો...?

ગરીબ મેમણ
મો. અશરફ અ. શકુર પટેલ,
નાગપુર

કૌમ જી ડોસીયું કુરો ચુની.....?
કન લગાયને સુણી ગિનો......

છોકરીયેંજી પૈદાશ ઓછી ને
છોકરેવજો જખીરો વધી પુનો

સો (૧૦૦) છોકરે પિછવાડે છોકરીયું રેની ઍસી
પાંજે 'જુબેર' કે પચણાયનું હાણે કિનસી....?

છોકરીયું ગોતનીયું પોતેજી પસંદ જો વર
પાંજે 'જુબેર' જો કિં મંડાયનો ઘર......?

'જુબેર' કે નારલ લાય કોઈ છોકરી અચની
રખનું ખપનું 'જુબેર' કે મથે તે ઓઢણી

પસંદ પુનો 'જુબેર' તા મંગની છોકરી દહેજ
ઠલ્લો. 'જુબેર' કુરો ખાક ડિનો દહેજ.....?

દહેજ વિગર ઠલ્લે 'જુબેર' જી
હાલત થીની ઘર જી ના ઘાટ જી

છોકરી ઘરમેં ખેનો રેની ઝુલો
'જુબેર' ઘરમેં ફૂંકનો રેનો ચુલો

'ફરહીન' ચોયતી ભાં કે
'જુબેર' મા 'જુબેર' ભાં

સલાહ મિંજી ઈ આય
ના કરી શકયા આંય કી કમાઈ
તા બની વિનો કોઈ જા ઘર-જમાઈ

પંજે કુરો

જનાબ અબ્દુલ હમીદ સચવાણી

છડ ખણીને તું વ્યાધિ ચો વીઠો પાંજે કુરો
સૂર મેં સૂર મુન્જે મિલાયં ચોં વીઠો પાંજે કુરો

દિલ લગાય કમ રે ઉન્જી કમર તોડે વિઞે
બ્યો અગર ઉન્જી જગા તે ન અચે પાંજે કુરો

તાળીએજી ગૂંજમેં હલકં વફાદારી થઈ
બેવફા ફિતરત ન થઈ તબદિલ ત પાંજે કુરો

પાં ન હટધાસી કમિટી સે ભલે કુચ્છ ભી થીએ
'નિયાપો' નિકરે ત ભલે, ન ત ભી પાંજે કુરો

અજીબ ઉઝન મેં મુડદા ઐન પાંજે કબ્રસ્તાન જા
હિન જા પથ્થર હુન કબર તે કિ વિને ? પાંજે કુરો

અમ્મા કે કૈંધાસી અબ્બાજે પહેલુ મેં દફન
કોએ કરે એ'તરાઝ ત કૈંધો ફીરે પાંજે કુરો

જાલી કબર પહેલુ મેં નવે ત પૂરાની વેજતી
હુનકે તોડણ સે અગર ભડકન જઝબાત ત પાંજે કુરો

ફડો કરે બ ચાર દિ, ખામોશ થઈ વેંધા મિરે
પંજે મસ્લો હલ થ્યો, આઈજો અગર અટકી વિને પાંજે કુરો

હિકડી જગા તે થીએ નિકાહ, મર્ઝી વિચારી ચે વિઠી
કેર તો ઉન્જી સુણે, હર એક ચે પાંજે કુરો

પાં તો રખ્ખા સી ઈલાકે જી મસ્જિદ મેં નિકાહ
બારાતીએ કે થીએ અગર તકલીફ ત પાંજે કુરો

ફેડરેશન જા સત યુનિટ મિલી કરે તાકત ભનન
કોઈ અગર લટકી વિને ત ઈ નચો પાંજે કુરો

હિલ્લી મિલ્લીને પૂછા કયું, કુલાએ યુનિટ કીરી પ્યો
ઈલાજ હુન જો કયું મગર હી નો ચો, પાંજે કુરો

ફેડરેશન જી નઈ કયાદત કે મુબારકબાદ દે 'હમીદ'
મુશ્કુરાએ ગલે લગાય, ઈ ન ચો પાંજે કુરો

મેમણી બોલો ભા મેમણી બોલો

જનાબ 'અનીસ' ઉપલેટવી

બોલી પાંજી પ્યારી બોલો
મેમણીજા દરવાજા ખોલો
મેમણી મેં અખ્લાક કે તોલો
બોલો, સચ્ચો સારો બોલો
મેમણી બોલો પે, મેમણી બોલો

ગભરાયો મા ને શરમાયો મા
મેમણ ચુન મેં અચકાયો મા
પાંજી ભાષા આય, ગભરાયો મા
બચ્ચા બોલન તા થડકાયો મા
મેમણી બોલો બેટા, મેમણી બોલો

કેર ચોઈતો મેમણી મેં દમ નાય
કોઈપણ બોલીથી ઈ જરાયે કમ નાય
ઈન્જે મીટી વીને જો પાંકે ગમ નાય
ભલે મીટે પાંકે જરાયે શર્મ નાય
મેમણી બોલો મા મેમમી બોલો

ઈ મા ચુજા ભાષા પાંજી બે ગુણ આય
હર ભાષા કે સમાયન જો ઈન્મેં ગુણ આય
ઈન ઝબાનેં મથે ઈન્જો ઈ રૂણ આય
પાંકે કદર નાંય ઈન્જી, ઈજ મુંઝવણ આય
મેમણી બોલો ભેંણ મેમણી બોલો